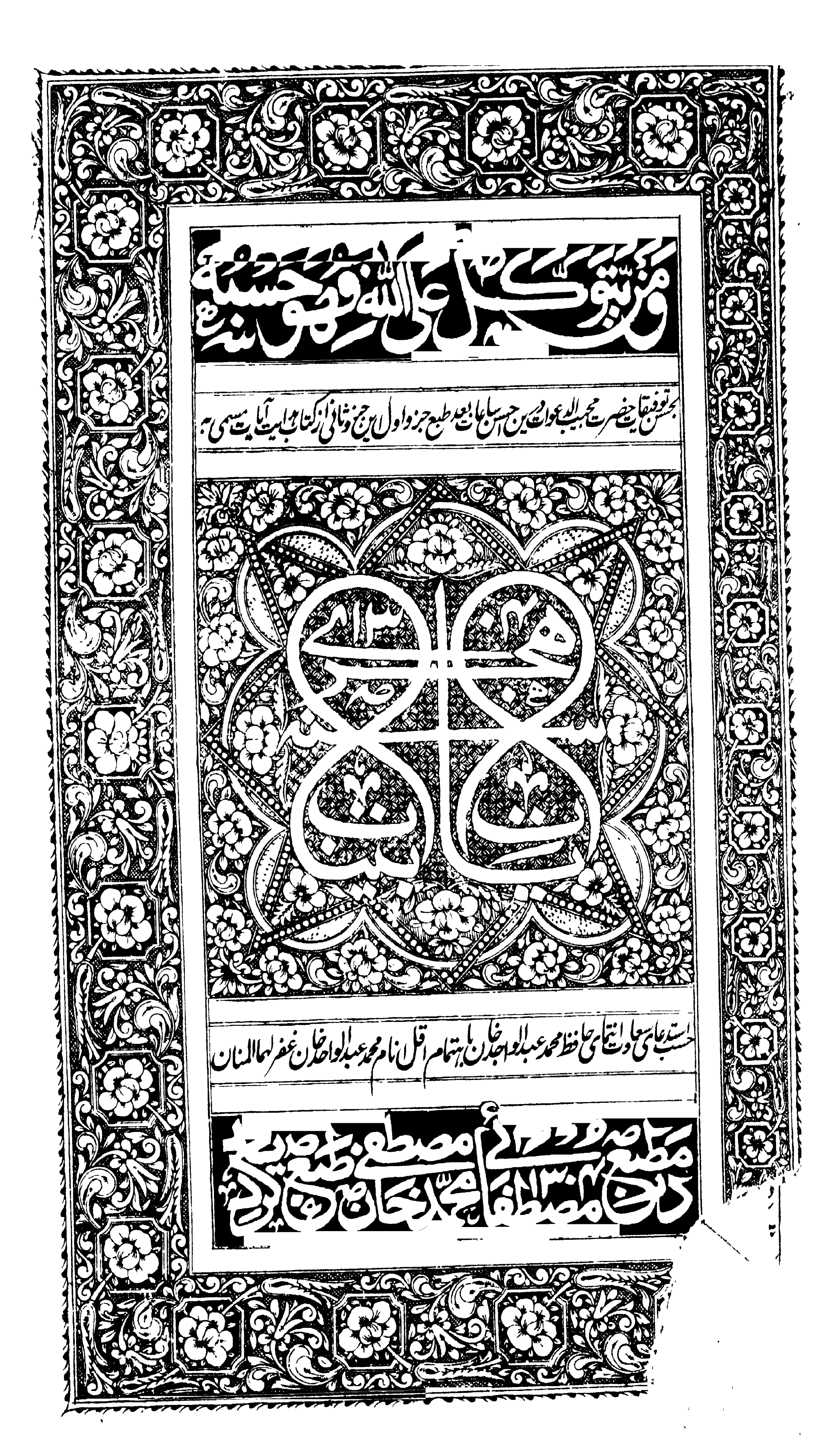

ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه
بحسن توفیقات حضرت مجیب الدعوات بزین حسن سامان بعد طبع جزو اول این جزو ثانی از کتاب ہدایت آیات مسمی بہ
حسب استدعای سعادت انتمای حافظ محمد عبد الماجد خان باہتمام اقل انام محمد عبد الواحد خان غفر لهما المنان
در مطبع مصطفائی محمد مصطفی خان صاحب طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کہ ہم بحث نکاح کو حضرت ام کلثوم کی نہایت تفصیل کے ساتھ لکھ چکے اس لیے اب ہم پھر فضائل صحابہ لکھنا
شروع کرتے ہین لیکن جسقدر فضائل از روی کتب معتبرۂ شیعہ کے ابتک ہمنے لکھے اونسے قدرت خدا کی نظر
آتی ہر کہ باوجودیکہ حضرات شیعہ حد سے زیادہ دشمنی صحابہ سے رکھتے ہین اور پھر بھی اونھین کی کتابون مین اس کثرت سے
فضائل صحابہ کی روایتین موجود ہین اور جبتک کہ لفظ بلفظ اوسکی نقل نہ کیجاوے اور کتاب کھول کر نہ دکھلائی جاوے
تب تک حضرت امامیہ اوسکا اقرار ہی نہین کرتے اور جہانتک ہوسکتا ہر انکار ہی کرتے رہتے ہین چنانچہ
جناب سلطان العلما مولوی سید دلدار علیصاحب اپنی صوارم مین فرماتے ہین کہ { اما احادیث
فضائل صحابہ از طریق امامیہ باوجود کثرت احادیث مختلفہ در ہر امر جزئی از جزئیات اصلیہ وفرعیہ اگر تمام
کتب احادیث امامیہ ورقا ورقا بہ نیت تفحص بمطالعہ در آرند مظنون آنست کہ زیادہ از سہ چہار حدیث کہ
سر یا درست نداشتہ باشد دست ہم ندہد اما احادیث مثالب آنہا پس بلا اغراق این ست کہ صد وراز ہزار
حدیث باشد } لیکن اس قول کی تصدیق ہماری اس چھوٹی سی کتاب سے ہوتی ہر کہ بلا مبالغہ
زیادہ فضائل صحابہ مین بروایت کتب معتبرۂ شیعہ کے پہلے ہی حصہ مین موجود ہین چنانچہ
ہم لکھ چکے اور کچھ اب لکھتے ہین حضرات شیعہ کو اگر سو تک گنتی آتی ہو تو وہ شمار کر لین کہ
فضیلت مین صحابہ کی موجود ہین یا نہین اور پھر اگر حضرات شیعہ انصاف کرین تو
بھی خیال فرماوین اور خدا کو حاضر و ناظر جانکر عقل کی ترازو مین ہماری تقریر کو اور او
اپنے تئین اہل عدل سمجھکر حق حق فرماوین کہ کسکا پلہ بھاری ہر اور کسکا ہلکا ہر

له عبارت صوارم مطبوعہ بندر کلکتہ [illegible] پشت ورق ۲۵ سطر ۱۶ ۱۲

جو کہ حضرات شیعہ دلی عداوت صحابہ سے رکھتے ہین اس لیے اونکی فضیلت کا کسی طرح پر اقرار نہین کرتے اور کیا
خدا کے کلام کو کیا رسول کی حدیث کو کیا ائمہ کے اقوال کو جہانتک ہو سکتا ہی تحریف لفظی و معنوی کرکے چاہتے ہین
کہ اونکی بزرگی ثابت نہو مگر بہ فحوای آیت وَيَأْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ خدا اپنے دوستون کی
بزرگیون کو دشمنونکی زبان سے ظاہر کردیتا ہی اور بمقتضای (الفضل ما شہدت بہ الاعداء) اوس سے اونکی فضیلت کو
ثابت کرتا ہی چنانچہ ہمنے اپنی اس کتاب مین اسکا التزام کیا ہی کہ اپنی کتاب کے اس حصے کو صحابہ کے فضائل سے بروایات
امامیہ بھر دینگے اور شیعون ہی کی کتابون سے آپنی سندین لادینگے کہ آخرکار وہ سنتے سنتے اور دیکھتے دیکھتے تھک
جاوین اور کلمہ شہادت مین ہمارے شریک ہوجاوین اور پھر اپنے فضلا اور مجتہدین کے انصاف کی داد دین کہ باوجود
موجود ہونے ایسی روایتون اور حدیثون کے انھون نے فضائل صحابہ سے کیسا انکار کیا ہی اور جس مجتہد نے سنیونکی کتابون کے
جواب لکھے ہین او مین بغض کو کتنا دخل دیا ہی خصوصًا پچھلے مجتہدین نے کہ سوای گالیون کے حقیقت مین کسی بات
کا کچھ بھی جواب نہین دیا اور جاہلونکی سی باتون سے اپنی کتابونکو بھر دیا ہی اگر کسی کو شک ہو وہ مولوی دلدار علیصاحب
کی تالیفات کو دیکھے کہ وقت تحریر جواب کے کیسے عامی بنگئے ہین اور خلاف شان علما کے بات بات پر گالیان
دی ہین مگر حقیقت مین یہ قصور اونکے مبتدی ہونے اور تقدس کا نہین ہی بلکہ یہ قصور اوس تہذیب کا ہی جو عمر بھر پاک لوگون
کی شان مین کہا کیے اور رات دن لعنت لعنت کہتے رہے جس نے موافق حدیث کے اونھین پر رجعت کی
مینے بہت سی کتابین اس فن مین شیعون اور سنیونکی دیکھین اور میری نظر سے بہت سے رسالے علم
کلام کے گذرے اور اکثر لوگون کے کلام مین شوخی بھی پائی لیکن وہ خوبی جو تالیفات مین جناب قبلہ و کعبہ
مولوی سید دلدار علیصاحب کے ہی وہ کسی مین نہ دیکھی حضرت کی واب تالیف کیا ہی کہ اول تو دل بھر کے مولف
کو جسکا جواب لکھتے ہین گالیان دینا پھر اوس پر تبرا کرنا بعدہ بہت کچھہ تعریف اپنے تبحر اور فضیلت اور
تقدس کی فرمانا اور خود ہی اپنی زبان سے اپنی تالیف کی نسبت یہ کہنا کہ {گمان فقیر چنین ہست کہ درین
جز زمان چشم روزگار نظیر این کتاب نہ دیدہ باشد و گوش چرخ برین نشنیدہ} جب اس سے فارغ ہونگے
تب خارج از بحث گفتگو کرینگے اور ورق کے ورق اون باتون کے لکھنے سے رنگین کردینگے جنکو اوس
بحث سے کسی طرحکا کچھہ بھی تعلق نہین ہی صوفیونکی برائیان بیان کرنے لگین گے اولیاء اللہ کی شان مین جو
داخل ہیگا فرما وینگے جب اس سے نجات پاوینگے اور مولف کتاب کے کلام کے نقص کیطرف متوجہ ہونگے
تب کسی معتزلی یا کسی شیعی یا کسی گمنام کو فاضل سنی قرار دیکر اوسکے اقوال کو معارضے مین پیش کرینگے جسکو
شک ہو وہ ذرا ذو الفقار اور صوارم وغیرہ کو اوٹھا کر دیکھے اور غور کرے کہ فقیر کے کلام کی تصدیق ہوتی
ہی یا نہین ذو الفقار مین صوفیونکو گالی دینے کا کیا موقع تھا اور اون لوگونکی شعرون اور مثنوی کی بیتون کی

نقل کرنے سے جنکو علمای کلام اپنے مناظرے مین آنکھ اوٹھا کر بھی نہین دیکھتے اور اپنے کسی اصولی فروعی
مسئلے پر اونکو سند نہین لاتے کیا حاصل تھا بجز اسکے کہ کتاب کو بڑھاوین اور اپنے رسالے کو ایسی پوچ باتون کے
لکھنے سے موٹا کرین اور کیا نتیجہ نکلتا ہی صوارم کو دیکھیے کہ اوسکا کیا حال ہی کوئی ورق اور کوئی صفحہ اوسکا ایسا
نہین ہی کہ جسمین مغلطات نہون سطرین کی سطرین گالیون اور لعنت سے سیاہ ہین اور صفحے کے صفحے
پوچ اور بیہودہ باتون سے بھرے ہوے ہین اور جہان حضرت سند اور دلیل لاے ہین وہان اکثر اپنے استاد
اور پیر ابن ابی الحدید معتزلی شیعی کے اقوال مردودہ کو نقل کیا ہی کہ اگر کوئی بیچارہ جاہل سنی اتنا بڑا نام
جسمین دس حرف سے بھی زیادہ ہین سنے اور عربی زبان مین بڑی لمبی چوڑی عبارت اوسکی دیکھے اور سراسر
مخالف اپنے مذہب کے اور مطابق حضرات شیعہ کے پاوے تو اوسکو حیرت ہووے اور یہ خیال کرے کہ شاید یہ
کوئی بڑا عالم اور فاضل سنیونکا ہی اور اسکا کلام بھی مستند بین العلما ہی دھوکے مین آکر اون مسائل مین
شک کرنے لگے حالانکہ جناب قبلہ و کعبہ نے یہ خیال نفرمایا کہ جو ادنی درجے کے طالب العلم ہین اور مکتب مین
شرح عقائد اور شرح مواقف پڑھتے ہین وہ بھی اس امر سے بخوبی واقف ہین کہ ابن ابی الحدید معتزلی ہی
اور اپنے اعتزال کے ساتھ تشیع کو ملای ہوے ہی اوسکے کلام کو اہل سنت کے معارضے مین پیش کرنا
بعینہ ایسا ہی جیسا کہ حضرت زرارہ اور ہشام ابن حکم کے قولونکا حوالہ دینا اس لیے کہ سنیون کے نزدیک دونو
برابر ہین اور بمقتضای الکفر ملة واحدة کے بوجہ ترک سنت کے ابن ابی الحدید اور زرارہ ایک
دوسرے کے بھائی ہین اور باوجودیکہ حضرت کی کتاب صوارم اونہی کے اقوال مردودہ سے بھری ہوئی
ہی پھر اوس کتاب پر آپ کو اسقدر ناز ہی کہ اوسکی خوبیون کے بیان کرنیکے لیے الفاظ ہی نہین اوسکی تعریف
لکھتے لکھتے کاغذ مین جگہ نہین رہی اور صرف اپنی کتاب ہی پر ناز نہین کرتے بلکہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
کیطرف مقابل بننے پر بھی اپنا عار سمجھتے ہین اور اسپر بھی افسوس ظاہر کرتے جاتے ہین چنانچہ خطبے مین صوارم
کے فرماتے ہین کہ جب مینے امام رازی کی کتاب نہایۃ العقول کا جواب لکھ لیا تو پھر مجھے دوسرے کے
جواب لکھنے کی خواہش نہین رہی { چہ معلوم ست پیدا و ظاہر ست و ہویدا کہ چون شاہ باز طبیعت بصید
سیمرغ مضامین عالیہ خو گرفتہ باشد دیگر مخالیب ہمت خود را بخون کرگس کندیدہ نیالاید و کسیکہ ابکار افکار
را بحبالۂ خود در آوردہ باشد نگاہ التفات بہ طرف عجوزہ شوہا نفرماید لیکن از انجا کہ روزگار ناہموار نمیگذارد
کہ ارباب ہمم عالیہ از دست سفلۂ ناس و بیخبردان حق ناشناس نجات یافتہ دمی باستراحت بگذرانند
و ابالسہ و شیاطین نمیشود کہ از اضلال بنی آدم دمی تغافل نمایند قبل ازین تقریبا پنج شش سال بابت وارد شد
از کتاب بعضی فروی الاذناب در نقض مذہب عترت جناب رسالت مآب دیدہ بلکہ بالفعل محل آفات

نقیر ست بروز یافت وشبہات مموہہ وہذیانات ملمعۂ او دلہای عوام مومنین را منقبض ساخت جہال سنیان
را سر باوج مباہات رسید وآن صحیفۂ ملعونہ بلاشبہہ عصای کوری این کور باطنان گردید و احقر دریناب چون بدل
خود رجوع می نمود نظر بانیکہ مثل کتاب نہایۃ العقول امام سنیان را جواب گفتہ وازسرتاپا منتقض و باطل ساختہ
ہرگز بہ نقض کلام نافرجام ناصب عداوت اہلبیت کہ از اول تا آخر آثار غباوت وغوایت ازان پیدا وامارات
بغض وعداوت عترت رسول ظاہر وہویدا راضی نمی گردید وطرف گفتگو شدن باچنین جاہل مدبر عار دانستہ
ہرگز بر خود نمی پسندید چون حال برین منوال مشاہدہ نمودم دل خود را مخاطب ساختہ گفتم کہ این مجادلہ ومعارضہ
کہ ترا باچنین جاہل غبی پیش آمدہ لیس اول قارورۃ کسرت فی الاسلام وطرف گفتگو شدن تو با مثال چنین
نادرستان لیس باعجب من مجادلۃ الانبیاء الکرام والاوصیاء العظام مع معاصریہم من الکفرۃ والفجرۃ
اللیام چرا نظر نمی نمائی ونگاہ التفات نمی فرمائی بحال جناب حضرت ابراہیمؑ وحضرت موسیٰؑ وجناب
ہارون علیہ السلام کہ باآن علوم وکمالات مبتلا گردیدند بہ مجادلہ نمودن با نمرود مردود وفرعون ملعون
کہ از کمال جہل وغباوت باوجود ظہور آثار مخلوقیت وبلوح امارات افتقار دعوی خدائی میکردند و
ہم چنین نگاہ کن بہ طرف جناب سید المرسلین صلعم کہ بالاتفاق افضل واکمل خلائق ست چگونہ مبتلا
گردید بہ مجادلۂ جہال مشرکین قوم خود کہ بسبب فرط جہالت جمادات چند را کہ خود می تراشیدند عبادت
وپرستش می نمودند وہم چنین اند کے از خواب غفلت بیدار شو وچشم بکشا وبہ بین جناب باب مدینۂ
علم رسول را کہ بالاتفاق اعلم ناس بود وبعد رسول خدا صلعم چہ قسم مبتلا گردید بہ معارضۂ ومجادلۂ چند ناکس
منافقین قریش وہر گاہ حقیقت حال برین منوال باشد ناچار عنان التفات عالی خود را بہ نقض کردن
کلام مورد ملام او منعطف باید ساخت وبر استیصال ہذیانات بیہودۂ او ہمت والا نہمت خود
را باید گماشت انتہی بلفظہ ملخصاً } غرضکہ یہ چند سطرین قبلہ وکعبہ کے تقدس اور تہذیب اور اجتہاد
اور وقار کی نمونہ ہین باقی کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے لیکن ہم اس سے بحث نہین کرتے اور اسکے
جواب مین ہم جاہل اور عامی بنکر گالی کا جواب گالی سے نہین دیتے ہان حضرت کی لن ترانیون اور
خودستائی پر کبھی کبھی یہ خیال کرتے ہین کہ اگر کاش قبلہ وکعبہ جواب بھی ایسے ہی دیتے جیسی گالیان دی ہین
اور شاہ صاحب کے اعتراضات کو بھی اسی خوبی سے رد کرتے جس خوبی سے اپنی تعریف فرماتے ہین
تو یہ تعریف بجا ہی خود ہوتی اور اس تہذیب اور شائستگی پر بھی خاک پڑجاتی یعنی یہ عیب بھی کچھ چھپ جاتا لیکن افسوس
ہے کہ کسی مسئلے کے جواب مین حضرت نے اپنے وقاد طبیعت کے جوہر نہ دکھلائے اور کسی عقیدے کے
اثبات مین اپنے اجتہاد اور تبحر کو ظاہر نفرمایا وہی پرانی باتین جو اونکے پیشوا لکھتے آئے ہین لکھکر سکوت

اختیار کیا اور اونھین قصے کہانیون کو جو پشت در پشت سے سنتے آتے تھے نقل کر کے کتاب کو ختم کیا پس ہمکو
افسوس اسی بات پر آتا ہی کہ حضرت نے اپنے آپ کو انبیا اولو العزم کے ساتھ مشابہ بھی بنایا اور حضرت ابراہیم اور
حضرت موسیٰ اور حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کا عہدہ بھی اپنے ذمے لیا اور سید الاوصیا باب مدینۃ العلم
کی نیابت کا بھی دعوی کیا اور ہدایت خلق کی کی اور ایک منافق جاہل کا مثل مولوی شاہ عبد العزیز صاحب
کے جنکی کم علمی اور بے بضاعتی اور جہالت سے نہ ہندوستان بلکہ عرب اور عجم کے لوگ بھی واقف ہین
طرف مقابل بننا نہایت مجبوری سے گوارا کیا اور ایسے بڑے عار و ننگ کو صرف شیعیان پاک کے
دین و ایمان کی خاطر سے اختیار کیا مگر افسوس ہی کچھ کر کے نہ دکھلایا اور جتنا دعوی کیا تھا اوسے پورا نہ کیا
اور اپنے آپ کو اون علما کے زمرے مین داخل کیا جنکی صفت جناب امیر علیہ السلام اپنے ایک خطبے مین کرتے ہین
وَاِنَّ اَبْغَضَ الْخَلْقِ اِلَی اللہِ تَعَالٰی رَجُلٌ قَمَشَ عِلْمًا اَغَارَ فِیْ اَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ سَمَّاهُ اَشْبَاهُ النَّاسِ وَاَرَاذِلُهُمْ عَالِمًا
وَلَمْ یَعِشْ فِی الْعِلْمِ یَوْمًا سَالِمًا بَكَّرَ فَاسْتَكْثَرَ مَا قَلَّ مِنْهُ خَیْرٌ مِمَّا كَثُرَ حَتّٰی اِذَا ارْتَوٰی مِنْ مَاءٍ اٰجِنٍ وَاَكْثَرَ مِنْ غَیْرِ
طَائِلٍ جَلَسَ لِلنَّاسِ مُفْتِیًا لِتَخْلِیْصِ مَا الْتَبَسَ عَلٰی غَیْرِهٖ فَاِنْ نَزَلَتْ بِهٖ اِحْدَی الْمُبْهَمَاتِ هَیَّاَ لَهَا مِنْ رَاْیِهٖ حَشْوَ الرَّاْیِ
فَهُوَ مِنْ قَطْعِ الشُّبُهَاتِ فِیْ مِثْلِ نَسْجِ الْعَنْكَبُوْتِ لَا یَدْرِیْ اَخْطَاَ اَمْ اَصَابَ رَكَّابُ جَهَالَاتٍ خَبَّاطُ عَشَوَاتٍ
لَا یَعْتَذِرُ مِمَّا لَا یَعْلَمُ فَیَسْلَمُ وَلَا یَعَضُّ عَلَی الْعِلْمِ بِضِرْسٍ قَاطِعٍ فَیَغْنَمُ تَبْكِیْ مِنْهُ الدِّمَاءُ وَتُسْتَحَلُّ بِقَضَائِهِ الْفُرُوْجُ الْحَرَامُ
لَا مَلِیٌّ وَاللہِ بِاِصْدَارِ مَا وَرَدَ عَلَیْهِ وَلَا هُوَ اَهْلٌ لِمَا فُوِّضَ اِلَیْهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَلَّتْ عَلَیْهِمُ الْمَثُلَاتُ وَحَقَّتْ
عَلَیْهِمُ النِّیَاحَةُ وَالْبُكَاءُ اَیَّامَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کہ سب خلق سے زیادہ تر دشمن خدا کے نزدیک وہ آدمی ہی جو
ادھر اودھر سے علم کو جمع کر کے فتنہ و فساد کی تاریکی مین جلد جلد دوڑتا ہی اور جسکو ایسے لوگ جو آدمیون کی صورت
رکھتے ہین اور حقیقت مین انسانیت سے بے بہرہ ہوتے ہین عالم فاضل کہنے لگتے ہین حالانکہ وہ ایک دن
بھی علم سے سروکار نہین رکھتا صبح ہوئی اور اوس چیز کے جمع کرنے پر متوجہ ہوا جسکی قلت بہتر ہی اوسکی
کثرت سے یعنی مال یہانتک کہ جب سڑے نجس پانی سے پیٹ بھر لیا وہ مفتی بنکر بیٹھا اور اپنی لوچ
پوچ رای سے مشکلات اور شبہات کے حل کرنے پر آمادہ ہوا جسکی رای اونکے حل کرنے مین وہی قوت رکھتی ہی
جو کہ مکڑی کے جالے کو ہوتی ہی یہ بھی نہین جانتا کہ خود اوسنے خطا کی یا صحت وہ اندھون کے موافق چلتا ہی اور
ہر بات مین بے بصیرت ہوتا ہی اپنی لاعلمی کا عذر نہین کرتا تا کہ آفت سے بچ جاوے اور علم کو مضبوطی سے
نہین پکڑتا تا کہ فائدہ پاوے اوسکے فتوے سے ناحق خون بہائے جاتے ہین جو کہ اوسی کو روتے ہین
اور اوسکے حکم سے بہت سی حرام فرجین حلال ہو جاتی ہین نہ وہ اوس لائق ہوتا ہی جو اوس سے پوچھا جاتا ہی
نہ وہ اوس کام کی اہلیت رکھتا ہی جو اوسکے سپرد کیا جاتا ہی پس وہ اوہین ہی جسپر عذاب حلال ہوتا ہی اور جسپر

نوحہ و بکا کرنا زندگی بھر واجب ہوتا ہے

مین نے جو کچھ کہا اسکا ثبوت خود جناب والا کی تالیفات اور جوابات سے ہوتا ہے چنانچہ مین اپنی اس کتاب مین انشاء اللہ تعالیٰ اونکی ساری تالیفات سے جو بجواب تحفہ کے ہین بحث کرونگا اور کیا ذوالفقار اور کیا صوارم اور کیا حسام سب اونکی تلواروں کے وار اونھین کے ہاتھ سے اونھین کے منہ پر مارون گا اور جو کچھ اونھون نے ان کتابون مین لکھا ہے اوسکو جس بحث کے متعلق ہے بالاستیعاب نقل کر کے اوسکی خوبیان اونکی پیروی کرنیوالون پر ظاہر کرونگا تاکہ مخالف بھی شہادت دینے لگین اور زبان سے نہین مگر دلمین تو ضرور سنیون کا کلمہ پڑھنے لگین اور وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا[1] کا شور آسمان تک پہونچا وین —

وہاں اشرع فی بیان ما کتب فی صددہ

جو کچھ مین نے ابتک لکھا یہ بیان مین فضائل صحابہ کے تھا کہ جسکو مین نے نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور خود شیعون ہی کی کتابوں سے اوسکو ثابت کیا اور جو کچھ جواب اونکے عالمون نے دیے ہین اونکو موقع موقع پر نقل کیا اب مین اون اقوال کو شیعون کے بیان کرتا ہون جو تمام آیات اور احادیث فضائل صحابہ سے دیتے ہین اور اسی کے ضمن مین بہت کچھ روایتین اونکے فضائل کی بھی موقع بموقع لکھتا جاؤنگا

جواب شیعون کا بہ نسبت آیات فضیلت صحابہ کے

جو آیات قرآن مجید کی شان مین صحابہ کے ہین اور جنمین سے چند آیتون کو اوپر مین نے بیان کیا ہے اونکی نسبت شیعون کیطرف سے عام جواب یہ ہے

جو آیتین مہاجرین کی شان مین اور اونکی بزرگیوں مین خدا نے نازل کی ہین اور اپنی رضامندی کا اظہار اونکی نسبت فرمایا ہے اوس سے حضرات شیعہ یہ جواب دیتے ہین کہ ہجرت کی صحت مین اور اوسپر مستحق ثواب ہونے مین ایمان اور صحت نیت شرط ہے چنانچہ تقلیداً اپنے بزرگونکی جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ بھی ذوالفقار مین اوس مقام پر جہان کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے آیہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ[2] کا ذکر کیا ہے فرماتے ہین { پس باید دانست کہ باتفاق اہل اسلام در صحت ہجرت و ترتب ثواب بران ایمان شرط است و ازانجاست کہ دلیل ہمپیر خدا کہ درین ہجرت شریک ابو بکر بودہ مشرک بود چنانچہ در کتاب طبقات واقدی تصریح بآن واقع شدہ مقبول الہجرت نخواہد بود زیراکہ باتفاق ایمان بشرط صحت عبادت ست وہمچنین باتفاق فریقین شرط ترتب ثواب بر ہجرت صحت نیت ست چنانچہ دلالت میکند بران حدیث متواتر

---

[1] پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ ترجمہ اور کہہ کہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا ۱۲

[2] پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ اور جو لوگ قدیم ہین پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنیوالے ۱۲ موضح

[3] عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ ۱۲۸۵ صفحہ ۲۲۳ سطر ۱۲

انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی ومن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ الخ وہمہ اینہا دراوائل صحیح بخاری وغیرہ
مسطور است پس ادعای کہ مارا علم بہ صحت نیت ابی بکر بہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیہ متیقن نشود و تا یقین
نشود احتجاج با این آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد} اور نیز اسی کتاب مین ایک دوسرے مقام پر
جہان کہ مولانا صاحب نے آیہ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ کا ذکر کیا تھا مجتہد صاحب
فرماتے ہین کہ {بر فرض تسلیم فضیلت ہجرت و امثال آن از اعمال مشروط است بر ایمان بہ اجماع و اتفاق
اہل اسلام و درستی نیت چنانچہ بخاری در صحیح خود از لیث روایت نمودہ است کہ گفت شنیدم عمر خطاب را کہ بر منبر
می گفت کہ شنیدم رسول خدا را کہ میفرمود انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ
فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ و این ہردو فیما نحن
فیہ در معرض عدم تسلیم است} اور پھر ایک مقام پہ فرماتے ہین کہ ایضا {احتجاج باین آیت موقوف است
کہ بہ ثبوت رسد کہ ہجرت ابو بکر باجازت حضرت نبوی واقع شدہ و شیعہ این را قبول ندارند} اور پھر ایک جگہہ
اسی کتاب مین لکھتے ہین {کہ ہجرت و نصرت ممدوح امری ست کہ تعلق بہ صحت نیت دارد و آن امری ست
باطنی} اب مین اس قول کو چند طرح سے رد کرتا ہون۔

اول جو سند احادیث بخاری کی قبلہ وکعبہ لائے ہین اوس سے سوای اظہار فضیلت کے اور کچھہ فائدہ
نہین ہی اس لیے کہ ہر عمل مین نیت شرط ہی اور تمام فرقے اسلام کے بلکہ سارے اہل مذہب اس پر متفق ہین
کسی کا یہ عقیدہ نہین ہی کہ کوئی عمل بغیر نیت کے مقبول ہی تو اس حدیث کے نقل کرنے سے بجز بڑھانے حجم
کتاب کے کیا فائدہ ہان شاید مجتہد صاحب کی یہ غرض ہو کہ اس حدیث کو سنکر بعض جہلا شبہہ مین پڑجاوین
اور یہ وسوسہ کرنے لگین کہ یہ حدیث اونھین ہجرت کرنے والونکی نسبت ہی جو کہ پیغمبر صاحب کے ساتھہ یا انکے
پیچھے چند روز کے ہجرت کر کے مکہ سے مدینے کو آئے اور جنکی شان مین خدا نے آیتین نازل کی ہین تو اگر وہ سب کے
سب مستحق ثواب ہوتے تو پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا ایسی حدیث نہ فرماتے اور صحت نیت کی شرط ترتب ثواب پر
نہ کرتے پس ظاہر ہوتا ہی کہ شاید بعض اصحاب ایسے بھی تھے کہ جنکی نیت ہجرت مین بخیر نتھی تو یہ شبہہ اونکے
اس تدلیس سے کسی کو نہین ہو سکتا اس لیے کہ سب جانتے ہین کہ ہجرت ختم نہین ہو گی اور پیغمبر صاحب کے قید حیات تک
جاری رہیگی اور سب لوگ مثل مہاجرین اولین کے خاص خدا اور رسول ہی کے لیے ہجرت نہ کرینگے بلکہ بعض بعض
دنیا اور عورتون کے پیچھے اپنے گھر چھوڑ جاوینگے جیسا کہ آجکے زمانے مین ہملوگ اپنی آنکھہ سے دیکھتے ہین کہ کوئی
عورت کے پیچھے اپنا وطن چھوڑ دیتا ہی کوئی رنڈی کی خاطر سے مسلمان ہو جاتا ہی یعنی مسلمانون کے ساتھہ
کھانے پینے لگتا ہی تو اس حدیث کا مضمون اونھین لوگون کے حق مین صادق ہو گا۔ علاوہ اسکے جناب

۳ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۱ صفحہ ۱۳ سطر ۱۵ منہ

۴ ایضا صفحہ ۵ سطر ۹ منہ

۵ ایضا صفحہ ۹ سطر ۱۲ منہ

قبلہ وکعبہ کو چاہیے تھا کہ شان نزول اس حدیث کا احادیث کی شرحون مین دیکھتے اور اسبات کو دریافت فرماتے
کہ یہ حدیث کس کے حقمین اور کسکے لئے حضرت نے فرمائی ہی اور مہربانی کرکے اوسی مین لکھ دیتے تاکہ ہم بھی اونکی
دیانت کی داد دیتے اور اونکو اہل عدل کہتے مگر وہ اوسے کیون لکھتے اس لیے کہ اوس سے تو اونکا مطلب ہی
ہاتھ سے جاتا ہی چونکہ حضرت نے اوسکو نہین لکھا اس لیے مین شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے اوسے لکھتا ہون
(واضح ہو کہ ایک شخص مدینے مین آیا تھا ایک عورت کی طلب کے لیے جسکا نام ام قیس تھا اوسکے حقمین یہ حدیث
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی چنانچہ اوسکو مہاجر ام قیس کہتے تھے کہ اوس نے ہجرت عورت کے پیچھے
کی تھی) اب اے حضرات شیعہ اپنے قبلہ وکعبہ کی تقدس اور دیانت کی داد دو اور جو کچھ اونھون نے لن ترانیان
فرمائی ہین اوسپر غور کرو چنانچہ خود حضرت صوارم مین نسبت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ کے فرماتے ہین
{کہ می باید انسان ہرگاہ شعور داشتہ باشد ارادہ تصنیف و تالیف نہ نماید یا دامیکہ قابلیت آن بہم نرساند یا بمرتبہ
باستحان رسیدہ کہ ناصب علی اوست اہل بیت ہرگاہ مسئلہ علمیہ کہ اندک دقتی داشتہ باشد در اثنای تحریر آن دست
و پا گم می کند از انجملہ است این مقام کہ دران کمال انتشار و پراگندگی بکار بردہ لیکن نفہمید
کہ ہرگاہ آتش قہر آلہی را مورد و مستوقد گردید ہمہ تر و خشک او خواہد رسید و بباد فنا
خواہد داد و ہیچ حیلہ و مکر دران وقت مفید نخواہد افتاد انتہی بلفظہ ملخصًا} اب کوئی
مومن منصف انصاف کرے کہ یہ مضمون خود جناب قبلہ وکعبہ پر اس روایت مین
کتنا صادق ہی کہ اونھون نے کلام کو کتنا منتشر کیا ہی اور دھوکہ دینے کے لیے بیجین
کی حدیث کا ذکر فرمایا ہی مہاجرین کو اوس سے کچھ بھی تعلق نہین ہی حقیقت مین
قبلہ وکعبہ نے سچ فرمایا {کہ می باید انسان ہرگاہ شعور داشتہ باشد ارادہ تصنیف و
تالیف نہ نماید یا دامیکہ قابلیت آن بہم نرساند} دوسرے یہ فرمانا حضرت کا کہ {بالتفاق
اہل اسلام در صحت ہجرت و ترتب ثواب بران ایمان شرطست} یہ بیان بھی سچ اور بالکل
ٹھیک ہی نہ اسکے لیے کسی آیت کی سند لانے کی حاجت ہی نہ کسی حدیث کی نقل کرنیکی ضرورت ہی لیکن
یہ فرمانا کہ {لیس یاد دامیکہ یارا علم بہ صحت نیت ابی بکر بہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیت متیقن
نمیشود} مین ہمکو جرح ہی چند طرح سے اول جناب صاحب تحفہ قدس اللہ سرہ نے اس آیت کو صرف
شان مین حضرت صدیق اکبر ہی کے نہین فرمایا بلکہ سب مہاجرین کے فضائل مین اسکو نقل کیا ہی پس
حضرت نے سب کا ذکر تو چھوڑ دیا صرف نام حضرت صدیق اکبر ہی کا لکھا یہ خلاف داب مناظرہ کے ہی
اگر شاہ صاحب اس آیت کو خاص نسبت صدیق اکبر کے بیان کرتے تو اونکو بھی جواب مین اونھین کے نام کی

٤ عبارت صوارم مطبوعہ [illegible] صفحہ [illegible] سطر [illegible]

٥ عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ [illegible] صفحہ [illegible] سطر [illegible]

قید کرنی مناسب تھی وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ دوسرے اگر یہ خیال اس کے کہ حضرت صدیق اکبر مہاجرین مین بھی اول درجہ رکھتے ہین اور اونکی نسبت اس قضیہ کی ابطال سے اورون کے قضیہ کا بطلان خود اسی دلیل سے ہوگا حضرت قبلہ وکعبہ نے اونکا نام لکھا ہی تو خیر ہم اوس سے بحث نہین کرتے اوسی کا جواب دیتے ہین کہ آپ کو صحت نیت کا علم کیونکر ہوئے اور کسطرح آپ اوس علم کو حاصل کیا چاہتے ہین اگر یہ خیال کرکے {کہ آن امریست باطنی} سوای خدا کے دوسرا نہین جانتا تو ہم تسلیم کرتے ہین اور آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہین یقین ہی کہ خدا نے اب آپکو اسکا حال قبر مین بتلا دیا ہوگا اور ابوبکر صدیق کی صحت نیت کا اب حال آپ پر کھل گیا ہوگا اور اگر آپ نیت کا حال اونکے اعمال سے جو وقت ہجرت کے اونھون نے کیے دریافت کیا چاہتے ہین تو اپنے ہی علما کے اقوال سے دریافت کر لیجیے اور پیغمبر خدا کا اونکے گھر جانا اور اپنے ساتھ لیکر غار کو چلنا اور راہ مین ابوبکر صدیق کا حضرت کو دوش پر چڑھانا اور اپنے گھر سے کھانا پہونچانا ان سب باتون کا اپنی ہی کتابون سے ثبوت دیکھ لیجیے کہ اسکو ہم نہایت تفصیل کے ساتھ آیۂ غار کی تفسیر مین بیان کر چکے ہین جسکو دیکھنا ہو اس کتاب کے چند ورق الٹ کر دیکھ لے۔ اگر کوئی شخص اتنی محنت نہ گوارا کرے اور چند ورق الٹ کر اوس ساری بحث کو جسپر حقیقت مین یہ مضمون صادق ہی {کہ درین جزو زمان چشم روزگار نظیر این بحث یعنی فضیلت صدیق اکبر از آیۂ غار ندیدہ باشد و گوش چرخ برین نشنیدہ} تو اوسکے لیے اس مقام پر بھی ہم ایک روایت لکھتے ہین جسے صاحب تحفہ نے ملا عبد اللہ کی کتاب اظہار الحق سے نقل کیا ہی کہ وہ خود اپنے ہم مذہبون کے اس انکار کو لوچ اور بیہودہ کہتا ہی کما قال کہ {جواب گفتن این سخن بار تکاب آنکہ در سبق ہجرت و نصرت ایمان شرط است و آن شخص یعنی ابوبکر معاذ اللہ ہیچ وقت ایمان نہ داشتہ چنین فعل از سنوح ناخوشی با امیر المومنین از انصاف دور ست} مجتہد صاحب قبلہ اپنی ذوالفقار مین اس روایت کی نسبت فرماتے ہین {کہ نیز معلوم ست کہ یا ملا عبد اللہ از امامیہ نبودہ و یا انکہ جامع کلمات این مزخرفات از پیش خود داخل نمودہ و یا مراد او از ایمان درین مقام اسلام ست و معلوم ست کہ خلیفہ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت باتفاق من علماء الامامیہ} اس جواب مین تین امر مجتہد صاحب نے لکھے ہین اول انکار کرنا ملا عبد اللہ مشہدی کے امامیہ ہونے سے جسپر ہم ابھی زیادہ بحث نہین کرتے اگر مجتہد صاحب اپنے سارے علما کے امامیہ ہونے سے منکر ہو جاوین ہمارا کچھہ حرج نہین ہی اگرچہ سارے علما نے ملا عبد اللہ کے امامیہ ہونے پر بہت کچھہ ثبوت دیا ہی مگر ہم مجتہد صاحب ہی کی باتکو مانتے ہین اور اوسکے امامیہ ہونے کا ثبوت دینا لغو سمجھتے ہین لیکن افسوس ہی کہ صرف اس لیے مجتہد صاحب نے اوسکے امامیہ ہونے سے انکار کیا ہی کہ وہ صحابہ کے ایمان کا قائل ہی تو اسکا ثبوت اون علمای امامیہ کے اقوال سے بھی ہوتا ہی جو کہ مجتہد صاحب کے پیشوا ہین اور جنکے قول کو کالوحی المنزل

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۵ سطر ۱۹ ۱۲ منہ

من السماء جانتے ہین چنانچہ قاضی نوراللہ شوستری مجالس المومنین مین فرماتے ہین {کہ اما آنکہ تکفیر ابوبکر و عمر بہ شیعہ نسبت نمودہ اند
سخنی ست بی اصل کہ در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست و مذہب ایشان ہمین ست کہ مخالفان علی فاسق اند و محاربان
او کافر اند} اسکا جواب جب مجتہد صاحب نے کچھہ نہ دیکھا اور قاضی نوراللہ شوستری کے امامیہ ہونے سے انکار کرنا خلاف ایمان
جانا تو دوسری طرح سے اس قول کو باطل کرنا چاہا چنانچہ لکھتے ہین ذوالفقار مین فرماتے ہین {کہ پوشیدہ نماند کہ این
کلام بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل قادح مقصود ما و مفید مطلوب او نمیشود زیرا کہ سابق گذشتہ کہ فاسق در مقابلہ مومن
اطلاق شدہ} اب کوئی اس دھوکہ دینے کو خیال کرے کہ قاضی نوراللہ سا مولف اور مجالس المومنین کی سی مشہور کتاب پھر
بھی جناب علامی فہامی فرماتے ہین {کہ بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل} گویا ان لفظون مین اسکا بھی
انکار کرتے ہین مگر صاف انکار کرنے سے کچھہ تقدس کا لحاظ فرماتے ہین اگر حضرت کو دیانت کا دعوی تھا تو چاہیے تھا
کہ ایسا دھوکہ نہ دیتے اور مجالس المومنین کی اصل عبارت کو جسمین کچھہ تحریف نہوئی ہوتی نقل کر دیتے چنانچہ بجز اسکے کہ
شاہ صاحب لکھتے ہین {کہ نسبت تکفیر بجناب شیخین کہ اہل سنت و جماعت بہ شیعہ نمودہ اند سخنی ست بے اصل کہ
در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست} اور بلفظہ عبارت مجالس المومنین کی وہ ہے جو اوپر ہمنے نقل کی
اگر کسی کو شک ہو وہ مجالس المومنین کو دیکھہ لے اور مجتہد صاحب کے {بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل}
لکھنے پر داد دے اور سب سے زیادہ مجھے یہ حیرت ہے کہ ایسے مجتہد فاضل نے {بر تقدیر صحت} اس عبارت کی نسبت
کیونکر فرمایا اس لیے کہ مجالس المومنین مین نہایت شد و مد سے ملا نوراللہ شوستری نے تکفیر حضرات شیخین سے
انکار کیا ہے اور صرف انہین چند لفظون سے اپنے انکار کو ثابت نہین کیا بلکہ بہت لمبی چوڑی تقریر کی ہے چنانچہ
مجلس سوم مین فرماتے ہین {کہ از ایراد این مقدمہ دفع توہمی ست کہ در اوہام عامہ استقرار یافتہ کہ شیعہ امامیہ
تکفیر جمیع یا اکثر صحابہ می نمایند و این سخن را مستبعد یافتہ عوام مذہب خود را بہ تقریر آن از مذہب حق متنفر نمودہ
از راہ بردہ اند و چہ گونہ چنین باشد و حالانکہ افضل المحققین خواجہ نصیر الدین طوسی در کتاب تجرید فرمودہ
کہ محاربوا علی کفرۃ و مخالفوہ فسقۃ و ظاہرست کہ اکثر صحابہ با آنحضرت محاربہ نکردہ اند بلکہ بہ قوت کثرت خیل و حشم
بہ نیت استعمال سیف و علم در مقام مخالفت در آمدہ باستقلال غصب منصب عزت رسول متعال نمودہ اند انتہی
بلفظہ} غرضکہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قاضی نوراللہ شوستری نے بدلیل قطعی تکفیر سے اون
صحابہ کے جنہون نے حضرت علی سے لڑائی نہین کی بلکہ صرف مخالفت کی ہو انکار کیا ہے اس لیے کہ وہ خود
لکھتے ہین کہ اس مقدمے کے لکھنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ جو وہم سنیونکو ہے کہ شیعہ امامیہ سب صحابہ کو کافر کہتے
ہین اور اسی سے عوام کو فریب دیکر وہ شیعون کے مذہب کی برائی اونکے دلمین پیدا کر کے امامیہ مذہب سے
اونکو نفرت دلاتے ہین حالانکہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم امامیہ مذہب کے لوگ سب اصحاب کو کافر کہین حالانکہ

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۴ ہجری صفحہ ۵۲ سطر ۳
عبارت ایضاً صفحہ ۹۳ سطر ۲۲

افضل المحققین خواجہ نصیر الدین نے تجرید مین صاف لکھا ہی کہ علی کے مخالف فاسق ہین اور لڑنے والے کافر
اور پھر قاضی نور اللہ شوستری اسی پر قناعت نہین کرتے بلکہ اس قول کا لکھ کر آپ اپنے دعوی عدم تکفیر اصحاب کے
ثبوت مین یہ لکھتے ہین کہ یہ ظاہر ہی کہ اکثر اصحاب نے حضرت علی کے ساتھ لڑائی نہین کی بلکہ بغیر لڑائی کے
خلافت کو غصب کر لیا پس باوجود ایسی مدلل تحریر کے جو قاضی نور اللہ شوستری نے کی ہی جناب مجتہد صاحب
اول تو (بر تقدیر صحت) فرماتے ہین تاکہ عوام کو شبہہ ہو کہ یہ روایت ہی مجالس المومنین مین نہ ہوگی اور بر تقدیر
صحت فرماکر اوسکے یہ معنی لکھتے ہین کہ (قادح مقصود ما و مفید مطلوب ایشان نیست زیرا کہ سابق گذشتہ کہ فاسق در
مقابلہ مومن اطلاق شدہ) یعنی اس سے کچھ ہمارے مطلب مین قدح اور شاہ صاحب کے دعوی کو فائدہ نہین ہوتا
اس لیے کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ فاسق بمقابلہ مومن کے آیا ہی جسکے معنی کافر کے ہوتے ہین سبحان اللہ سبحان اللہ ع
برین عقل و دانش باید گریست ہائے کیا فہم و ذکا خدا نے حضرت کو دیا تھا کہ اپنے دعوی تکفیر صحابہ کو قاضی نور اللہ
شوستری کے دعوی عدم تکفیر سے ملاتے ہین اور پھر کیا شوخی اور بیباکی ہی کہ فرماتے ہین کہ ہمارا اون کا
مطلب ایک ہی در حقیقت وجود و عدم اور اسلام و کفر کو ایک سمجھنا حضرت کی فہم و فراست سے کچھ بعید نہین ہی انکی
سمجھ پر خیال کر کے ہم بھی کہتے ہین کہ بیشک جو آپ فرماتے ہین وہی درست و بجا ہی شاہ صاحب جاہل اور نادان
تھے جنھون نے قاضی نور اللہ شوستری کی عبارت کو عدم تکفیر صحابہ پر محمول کیا ای حضرات امامیہ یہ حال ہی تمھارے
مجتہدین و علماء کے علم و فضل کا غرضکہ ثابت ہوا کہ قاضی نور اللہ شوستری اور محقق نصیر الدین طوسی عدم تکفیر صحابہ کے
معتقد ہین اور سوای محاربین کے کسی کو کافر نہ جانتے تھے اب سنیے کہ مجتہد صاحب کیا فرماتے ہین جناب قبلہ و کعبہ
اپنی ذوالفقار مین فرماتے ہین کہ (استنتاج نتیجہ مسطورہ موقوف ست برین کہ بنابر
اصول شیعہ باثبات رسانند کہ اصحاب ثلثہ از اول امر مومن اند و این از جملہ ممتنعات و محالات است علمای
ایشان بدلائل بسیار و اخبار بے شمار کفر و نفاق پیشوایان شمارا در کتب خود باثبات رسانیدہ اند و ہر گاہ حقیقت
حال چنین باشد پس کلام تو از محل اعتبار ساقط باشد) اب ای حضرات شیعہ تمکو اپنے دین و ایمان کی قسم ہی اور
تمکو اپنے غفران مآب کے تقدس اور اجتہاد کی قسم ہی کہ قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت کو کہ (اما آنکہ
تکفیر ابوبکر و عمر بشیعہ نسبت نمودہ است سخنی ست بے اصل کہ در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست)
جناب قبلہ و کعبہ کی اس عبارت سے کہ (علمای ایشان بدلائل بسیار و اخبار بے شمار کفر و نفاق پیشوایان
شمارا در کتب خود باثبات رسانیدہ اند) ملاؤ اور ذرا کلمہ حق زبان پر لاؤ اور اتنا فرما دو کہ انمین سے کون
صاحب سچے ہین اور کون صاحب جھوٹے اور ہم بیچارے جاہل سنی قاضی نور اللہ شوستری کے قول کو
مانین جو کہ نہایت زور شور سے فرماتے ہین کہ یہ بات ایسی بے اصل ہی کہ ہماری کتابون مین اصول کی اسکا اثر

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۵۲ سطر ۳ ۱۲ منہ
عہ ۲ الطبقات صفحہ ۱۹ سطر ۱۱ ۱۲ منہ

و نشان بھی نہین ہی یا کہ جناب قبلہ و کعبہ کی باتکو سنین جو کہ نہایت مضبوطی سے فرماتے ہین کہ ہمارے علمانے اونکے
کفر کو بدلائل بسیار اور اخبار بے شمار سے ثابت کیا ہی - ای حضرات یہ حال ہی ہمارے علما کا کہ خود ہی اپنی ایک بات پر
قایم نہین رہتے اور ایک دوسرے کے کلام کو نقض کرتا ہی اور سبب اسکا یہ ہی کہ جہان جیسا موقع ہوتا ہی وہان ویسی ہی بات
کہنے لگتے ہین اور - ہر سخنی موقع - اور ہر نکتہ مقامی دارد - پر عمل کرلیتے ہین جہان دیکھا کہ صحابہ کی تکفیر کہنے کا موقع
ہی وہان ایسی دھوم دھام سے اونپر کفر کا اطلاق کرینگے کہ امام اول سے لیکر امام آخر تک کی زبان سے اونکا کفر ثابت
کرینگے اور جہان دیکھا کہ اوس سے اصول دین کے برہم ہوے جاتے ہین اور اسلام ہی ہاتھہ سے جاتا ہی وہان اس زور
شور سے انکار کرینگے کہ کانون پر ہاتھہ دھرینگے اوسکو سنیونکی تہمت اور افترا کہینگے اور تمام اپنے علما کو نسبت سے
تکفیر صحابہ کی بری کرینگے عجب حال ہی ان حضرات کا کہ انکے اقوال اور روایات اور جوابات کو دیکھکر عقل حیران ہی
اور مجتہد صاحب صرف تکفیر شیخین رضی اللہ تعالی عنہ پر قناعت نہین فرماتے اور اسی پر کفر کا دامن نہین چھوڑتے
بلکہ یہانتک کفر کے پیچھے پڑے ہین کہ ایک مقام پر صاف فرماتے ہین کہ { قال الصادق علیہ السلام من شکّ
فی کُفرِ اَعدائنا فھو کافر - یعنی ہر کہ در کفر اعدای ما شک کند کافر ست } ای حضرات شیعہ اس عبارت پر غور کرو
اور اپنے مجتہد صاحب کے اس ارشاد کو سنو اور بیچارہ محقق نصیر الدین طوسی اور قاضی نور اللہ شوستری وغیرہ اپنے
مذہب کے علمای اعلام پر شوق ذوق سے تبرا بھیجو اور اونکو کافر کہو اس لیے کہ اونکو کفر مین مخالفین علی مرتضی کے
شک ہی وہر کہ در کفر شان شک کند کافر ست - افسوس ہی کہ جب مجتہد صاحب نے کتاب تالیف کی تھی اور اپنے
اجتہاد کا نقارہ بجایا تھا اور یہ حدیث امام صادق علیہ السلام کی لکھی تھی دونون بیچارے محقق اور قاضی مر مٹ
چلے تھے ورنہ ضرور وہ اس ارشاد کو قبلہ و کعبہ کے سنکر اونھین کو کافر کہتے اور - ہر کہ ایشان را کافر گوید کافر ست
کہکے ہم سنیون کا ساتھ دیتے اس مقام پر مین جناب مجتہد صاحب کی دیانت کو اور بھی ثابت کرتا ہون اور
اونکے تبحر اور تقدس کو ظاہر کرتا ہون کہ حضرت نے قاضی نور اللہ شوستری کی تکذیب ہی نہین کی ہی بلکہ
اور مقامات پر بھی در پردہ تو بہ تو بہ در پردہ کیسا صاف اور صریح احمق بنایا ہی یا اپنی دانشمندی کو ظاہر فرمایا ہی
چنانچہ صاحب تحفہ قدس اللہ سرہ اسی باب دوازدہم مین ایک مقام پر لکھتے ہین کہ { قاضی نور اللہ شوستری
در مجالس المومنین خود آوردہ کہ مفہوم تشیع آنست کہ خلیفہ بلا فصل بعد از حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
مرتضی علی ست و لعن و سب در و معتبر نیست میگنجد کہ نام حضرات خلفاء ثلثہ بر زبان شیعہ جاری شود و اگر جاہلان
شیعہ حکم بہ وجوب لعن کردند سخن ایشان معتبر نیست و آنچہ خبث و فحش در مادۂ ام المومنین عایشہ نسبت
بہ شیعہ میکنند حاشا ثم حاشا کہ واقع باشد چہ نسبت فحش بہ کافہ آدمیان حرام ست چہ جای حرم حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و سلم و بعد ازان متصل ہمین کلام گفتہ ہست کہ این ضعیف حدیثی در کتاب حدیث از کتب شیعہ دیدہ

[Margin note:] عبارت ذوالفقار مطبوعہ در مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۴۶ سطر ۱۲ ۱۲ منہ

بامضمون کہ عایشہ در خدمت امیر از حرب توبہ کردہ ہر چند قصہ حرب متواترست وحکایت توبہ خبر واحد اما بنا بر
طعن کردن درحق وی جائز نیست} اب ذرا گوش ہوش مجتہد صاحب کے کلام سنے پر متوجہ کیجیے کہ حضرت
ذوالفقار مین بجواب اسکے کیا ارشاد فرماتے ہین کہ {اما آنچہ از سید نور اللہ شوستری نوشتہ پس البتہ در نقل
تدلیس وتلبیس نمودہ بالجملہ سب وشتم البتہ نزدیک امامیہ در حق ہیچکس از کفار ومسلم جائز نیست اما تبرا وبیزاری
از اعدای دین واجب ولازم گو بحسب اتفاق اگر از زبان گوید قباحت نباشد لیکن اگر گناہ دانستہ نگوید البتہ گنہ گار بلکہ
بہ نسبت ناکثین وقاسطین ومارقین اگر گناہ دانستہ نگوید از ایمان بیرون می شود چہ او در نصوص منکر ضروری مذہب امامیہ
شدہ} ذرا اہل انصاف غور فرماوین کہ یہ تدلیس وتلبیس صاحب تحفہ کے حقمین نسبت کرنا بجا ہی یا جناب مجتہد صاحب
کی شانمین زیبا ہی کہ صاحب تحفہ تو صاف صاف قاضی نور اللہ شوستری کے کلام کو بیان کرتے جاتے ہین
اور مجتہد صاحب مجالس المومنین اوٹھا کر ملاحظہ نہین فرماتے اور صرف اپنی تدلیس وتلبیس کے ظاہر کرنے کو
بلا مقابلہ کتاب کے اونپر تدلیس کی تہمت کرتے ہین ای حضرات امامیہ اپنے مجتہد صاحب کی تدلیس کے
کیا اب بھی قائل نہوگے اور اونکے اجتہاد مین اسطرحکی برائیون سے بھی کچھ شک نکروگے خیال کرو کہ مجالس المومنین
ملا عبد اللہ کی اظہار الحق نہین ہی کہ جو نہ ملے یا اوسکے انکار کرنے سے پیچھا چھوٹ جاوے یا وہ کتاب
ایسی نادر الوجود نہین ہی کہ مجتہد کے پاس نہولی اور قبلہ وکعبہ کا کتب خانہ اوس سے خالی ہوتا تو اگر شاہ صاحب نے
اپنی طرف سے اونکی نسبت کچھ تہمت کی تھی اور جو قاضی صاحب نے نہ لکھا تھا اور نہ کہا تھا وہ اونکی طرف منسوب کیا تھا
تو کیا مشکل تھا کہ مجالس المومنین کو اوٹھا لیتے اور اصل عبارت اوسکی صاف صاف نقل کر دیتے یہ عجیب قسم
کی تدلیس ہی کہ کتاب تو نہین دیکھتے نادیدہ ودانستہ اوس سے اغماض کرتے ہین اور صاحب تحفہ کو برا
بھلا کہتے ہین بے شک یہ پیروی اونکی تو ضرور ہی کہ اونھون نے ایسی روایت جو مخالف عقیدہ
امامیہ کے ہی ایسے عالم کی کتاب سے نکال دی جو رکن اعظم شیعونکا ہی اور جسنے جان بھی اپنی اس مذہب پر قربان کر دی ہی
لیکن اس اجمال پر کفایت کرنے کا یہ سبب ہی کہ اگر صاف لکھین تو کیا لکھین کیونکہ اصل عبارت کو نقل کرین
اگر کچھ فرق ہو یا کچھ اپنی طرف سے شاہ صاحب نے ملا دیا ہو تو اوسے لکھین اور اگر اوسکا صاف صاف اقرار کرین تو
پھر جواب مین کیا خاک بلا لکھین اس لیے شیطان الطاق کے وتیرے پر چلے اور ہم اقرار اور ہم انکار کر کے
پہلو بچا گئے مگر افسوس ہی کہ اسی عبارت کے بعد دو لفظ ایسے حضرت کے قلم سے نکل گئی ہین کہ اوس سے
تصدیق اوس مضمونکی ہوتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ {مراد سید نور اللہ ہر جا کہ گفتہ باشد اگر گفتہ باشد
ہمین ست وعبارت الیشان ہرگز با آنچہ فقیر گفتہ مخالفت ندارد} اس عبارت کو دیکھکر بے ساختہ دل چاہتا ہی
کہ جناب غفران مآب کی شان مین کچھ لکھون مگر سوای این گل دیگر شگفت کے کچھ نہین لکھتا اور یہی کہلے

عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودہیانہ ۱۲۶۹ھ صفحہ ۳۰ سطر ۱۰ مین

ایضا صفحہ ۳۰ سطر ۲۱ مین

اونکے مقلدین سے پوچھتا ہون کہ بھائیو شاید میری سمجھ کی غلطی ہی جو مین دونون مضمونونکو مخالف پاتا ہون کوئی
بھی مجھے یہ سمجھا دے کہ قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت کا کہ {مفہوم تشیع آنست کہ خلیفہ بلافصل بعد از
حضرت مرتضی علی ست وسب ولعن در تشیع معتبر نیست} مضمون کیونکر اس عبارت سے مجتہد صاحب کے مطابق ہی
کہ {اما تبرا او بیزاری از اعدای دین واجب} اور نیز قاضی نور اللہ صاحب کے اس فقرہ کو کہ {اگر جاہلان شیعہ حکم
بہ وجوب لعن کردند سخن ایشان معتبر نیست} کس طرح قبلہ وکعبہ کے اس فقرہ سے مطابق ہی کہ {گو یہ حسب
اتفاق اگر از زبان ہیچ گوید قباحت نباشد لیکن اگر گناہ دانستہ نگوید البتہ گناہگار بلکہ بہ نسبت ناکثین وقاسطین
ومارقین اگر گناہ دانستہ نگوید از ایمان بیرون می شود} یعنی قاضی صاحب کی تقریر کا یہ مطلب سمجھتا ہون کہ
اونکے نزدیک سب ولعن تشیع کے لیے معتبر اور ضرور نہین ہی اور حکم بہ وجوب لعن جاہلونکی بات ہی اور مجتہد
صاحب کے قول سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک سب ولعن تشیع کے لیے ضرور ہی بلکہ جو تبرا نکرے وہ
مومن نہین ہی اور پھر باوجود ایسی مخالفت مضمون کے مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ {عبارات ایشان ہرگز بہ آنچہ
فقیر گفتہ مخالفت ندارد} اب اسپر کیا کہا جاوے حقیقت مین جو کچھہ ناز وافتخار ذوالفقار کی تالیف پر حضرت
کو ہوا ہی وہ بجا ہی اگر حضرت خود اوسکی تعریف اپنی زبان سے نہ کرتے اور بقول صائب **شعر**

ثنای خود بخود کردن نمی زیبد ترا صائب	چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد

خودستائی سے احتیاط کرنی تبھی جب کہ خود کتاب حضرت کی زبان حال سے حضرت کی ثنا وصفت کرتی اور لوگ خدا کے فضل حضرت
کی ستائش کی تصدیق ہوتی ہی اور جو کچھہ خود بدولت اپنے شہلے والی کتاب کی نسبت فرمایا ہی اوسکا ثبوت ہوجاتا ہی
دیکھو حضرات امامیہ وہ کتاب ذوالفقار ہی جسمین حکیمانہ تقریرین بھری ہوئی ہین اور جسکی نسبت حضرت نے
صوارم مین فرمایا ہی کہ جب باب دوازدہم تحفہ کا دیکھنے ملاحظہ فرمایا تو بخیال اسکے کہ ایک جاہل عامی آدمی کیطرف
مقابل بننا موجب عار وننگ ہی دل جواب لکھنے پر متوجہ نہوا مگر یہ خیال کرکے کہ بڑے بڑے پیغمبرون اور
امامونکو نادانون نے مجبور کردیا ہی اور اونکو کافرون اور جاہلون کا جواب دینا پڑا ہی مین نے اوسکا جواب لکھا
{چنانچہ بحمد اللہ تعالی در ہمان اوان سعادت توامان ... حدید بیست روز بہ صرف قلیلی از اوقات بہ نقض
آن بہ دخشم وبیہودہ گوئی او را بہ بیان واضح بر ہر کس وناکس ظاہر ولائح ساختم ورسالہ مذکورہ را
باسم ذوالفقار اختصاص دادہ مع جلد کتاب عماد الاسلام بپیش آن ناصب مولف کتاب
تحفہ اثنا عشریہ مرسل داشتم تا شاید از خواب غفلت بیدار شود واز مستی جہل مرکب ہوشیار گردد
وللہ الحجۃ البالغۃ کہ مدت پنج شش سال منقضی گشتہ کہ آن رسالہ در اطراف بلاد شائع ومنتشر
گردیدہ واز نظر بسیارے از فضلای سنیان گذشتہ نظر بہ متانت واستحکام کلام کہ در اثنای نقض شبہات

وشنیع عیوب ممہوات او بلا ارتکاب تکلفات وتعسفات مذکور ساختہ ام ہیچکس چہ آن ناصب علیؑ اوت اہل بیتؑ
مصنف کتاب مذبوحہ غیرہ او از فضلای مذہب مسطور مجال این نیافتہ اند کہ بہ نقض آن پردازند و در جواب آن
چیزی بنگارند و بمقتضای آیہ الحق یعلو ولایعلیٰ انتہی بلفظہ ملخصًا} حقیقت مین جو کچھ حضرت نے اس ذو الفقار کی نسبت فرمایا وہ
سب بجا اور درست ہی عبارت بھی اوس کتاب کی فصاحت اور متانت سے بھری ہوئی دلائل بھی اوسکے
سب عالمانہ دیانت اور امانت اوسکی سطر سطر سے عیان اور تکلف اور تعسف کا تو ذکر ہی نہین ہی جو کچھہ
حضرت نے لکھا ہی صاف صاف سچ سچ بیان کر دیا ہی اور اپنی فضیلت اور تبحر کو بخوبی ظاہر کر دیا ہی مگر قصور اتنا ہو گیا
کہ اوسکے لکھنے مین جلدی بہت کی تھی اور صرف دس مہینے مین اوسکو ختم کر دیا تھا حالانکہ ایسی کتاب کو
سوچ سمجھ کر لکھنا چاہیے تھا اور فضیحت اور رسوائی کا خیال بھی کرنا لازم تھا اگر صوارم کیطرح پانچ چھہ برس
مین اوسکو بھی لکھتے اور کسی ایرانی سے عبارت بھی اوسکی درست کرا لیتے تو شاید عبارت بھی درست
ہو جاتی اور تقریر مین بیہودگی بھی کم ہوتی تب البتہ جسطرح صوارم کا جواب ایک بیچارہ ملتانی نے لکھدیا
اور حضرت کی متانت کو سفاہت سے مرادف ہونا ثابت کر کے اوس جواب کا نام تنبیہ السفیہ
رکھدیا تو مجتہد صاحب کے محققین کوئی طالب علم اوٹھہ کر جواب لکھہ دیتا اور بندگان والا کی خدمت مین تحفہ
بھیجدیتا حضرت نے اوس کتاب کی تالیف مین جلدی کو کام فرمایا اور شیخ سعدی کے اس مصرعہ پر جسے
لڑکے بھی جانتے ہین خیال نہ کیا ع کہ تعجیل کار شیاطین بود + مین جب ذو الفقار اور صوارم کو مطالعہ
کرتا اور حضرت کی گالیون اور فحش اور خود ستائی کو دیکھتا تو اپنے دلمین کہتا کہ جناب والا نے جسقدر
عمدہ اپنی اوقات عزیزہ کا گالیون اور فحش مین صرف کیا ہی بہتر ہوتا کہ جوابات کے سوچنے اور تامل اور
غور کرکے لکھنے مین صرف کرتے مگر آخر اوسکا جواب خود ہی حضرت کے قول سے جو اونہون نے صوارم مین
لکھا ہی مین نے پالیا کہ میری سخت گوئی اور طعن وتشنیع پر کوئی اعتراض نہ کرے اس لیے کہ شاہ صاحب
اسکے بادی ہین اور ہم تو شیعہ ہین {اگر از ینجانب نظر باینکہ شیوۂ شیعیان تبرا نمودن ست از
اعدای دین زیادہ از انچہ نوشتہ اند بعمل آید مستبعد نباشد} اب مین پھر شروع کرتا ہون جناب قبلہ وکعبہ کے
جواب کو جو قاضی نور اللہ شوستری کی تقریر کا دیا ہی کہ {اما انچہ از سید نور اللہ نقل نمودہ کہ این ضعیف
حدیثی در کتاب حدیث از کتب شیعہ دیدہ باینمضمون کہ عائشہ در خدمت امیر علیہ السلام از حرب توبہ کردہ الخ
اقول ہر چند ازین قبیل سخنان ہرگز بمسلک جناب سید نور اللہ شوستری نمی زیبد کہ انچہ ایشان در تصرف
حدیث امامیہ بدل جہد نمودہ اند وجہاد بسنان قلم وسیف زبان کہ افضل از جہاد سیف وسنان باشد
کردہ اند اظہر من الشمس ست واگر بحسب اتفاق روایتی باینمضمون بنظر ایشان رسیدہ باشد ہرگاہ در

لہ عبارت صوارم مطبوعہ مطبع کلکتہ ۱۲۱۸ھ صفحہ ۱۲ سطر ۱ مین

لہ عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۱۲ سطر ۱۲-۱۳ مین

مذہب اہل اسلام روایات متضمن جسم بودن خدا و مکانی بودن او تعالی شانہ مروی شدہ باشد لاکن چون مخالف ضروری دین ست محل اعتبار نباشد پس چنین روایت ہم بشیعیان ضرر نخواہد رسانید زیرا کہ اگر روایت تو بہ او صحیح می بود جناب ایمہ از و تبرا می نمودند و معلوم ست کہ جناب صادق علیہ السلام بعد ہر نماز عبادت دانستہ از و و از غیر او کہ اعدای دین می بودند تبرا می فرمودند } اس قول مین بھی حضرت نے دیانت کو کام فرمایا کہ صرف اس خیال سے کہ سید نور اللہ بڑے مجاہد تھے اور آخر تشیع کی بدولت شہید بھی ہو گئے وہ کیونکر ایسی روایت لکھین گے اس روایت کو صاف قبول نہ کیا لیکن الحمد للہ کہ اوس سے انکار بھی نہ فرمایا اور مجالس المومنین سے نقل کر کے اوسمین کچھ تعریف شاہ صاحب کی ثابت کی بس ہم حضرت کے خیال کو صرف وسوسہ شیطانی سمجھتے ہین اور جو کچھ بہ نسبت منقول ہونے روایات جسم اور مکان باریتعالی کے حضرت نے لکھا اوسمین بھی تدلیس کو دخل دیا یعنی فرماتے ہین کہ مذہب اہل اسلام مین ایسی روایتین ہین تاکہ لوگونکو دھوکہ ہو کہ شاید سنیون کے یہان ایسی روایتین ہین حالانکہ اس تعجب سے بیچارے سنی محروم ہین یہ دولت صرف حضرات شیعہ کے قدما اور علما کے حصے مین ہے اس لیے بجاے اہل اسلام کے اہل تشیع لکھنا چاہیے تھا تاکہ لوگ دھوکے مین نہ پڑتے اور سمجھ جاتے کہ جب باریتعالی کی جسمیت اور مکانکی روایتین مذہب تشیع مین موجود ہین اور اوس سے باوجودیکہ اوسکے اعتقاد رکھنے والے اور اون روایتونکو احادیث ایمہ مین نقل کرنے والے علما شیعہ تھے اور صرف علما نہ تھے بلکہ نائب ائمہ اور نہ فقط نائب ائمہ بلکہ جان اور جگر ائمہ کے کہ اوسکو ہم خاص ایک بحث مین ثابت کرینگے اور پھر اون روایتون سے متاخرین امامیہ منکر ہونگے تو پھر کیا تعجب ہے کہ حضرت عایشہ کی روایت توبہ کے اگلے مقر تھے اور اب پچھلے منکر ہین علاوہ برین اس قول کو مجتہد صاحب کے دیکھنا چاہیے کہ وہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت امام جعفر صادق کی نسبت تبرا کرنے کی تہمت کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ وہ ہر نماز کے بعد عبادت سمجھکر حضرت عائشہ اور خلفا پر تبرا کرتے تھے حالانکہ قاضی نور اللہ شوستری اوسکے وجوب کو جاہلونکیطرف نسبت کرتے ہین اور اوسکو تشیع کے مفہوم مین معتبر نہین جانتے دیکھو نور اللہ شوستری نے کچھ ایمان کا پاس کیا اور کہا کہ { نسبت فحش بہ کافہ آدمیان حرام ست چہ جای حرم حضرت پیغمبر خدا } اور مجتہد صاحب اوسی کو امام کیطرف منسوب کرتے ہین وحاشا جنابہم عن ذلک۔

حقیقت مین مجتہد صاحب در پردہ قاضی نور اللہ کو جھٹلاتے ہین اور ایسی لفظ لکھنے پر جس سے وجوب تبرا ثابت ہو خفا ہوتے ہین مگر تقدیر کے لکھے کو امکان نہین ہے ہونا جو کچھ وہ لکھ گئے سو لکھ گئے جف القلم بما ہو کائن اب بات بنانے اور نوحہ و بکا کرنے سے کیا ہوتا ہے سچ لکھا ہے منشی سبحان علیخان صاحب نے مولوی نور الدین کے خط مین کہ { البتہ مشکل ست کہ علمای ما وقت تحریر کار بہ دور اندیشی و حفظ از اعتراض حریف بہ بعض جا ہا نکردہ اند۔ } اور ایک خط مین جناب منشی صاحب موصوف ان لفظون سے اپنا افسوس ظاہر کرتے ہین کہ غضب ضلکہ

متعصبین جفا پیشہ را حق تعالیٰ ذائقہ عدل خود چشانمد کہ ازین تعصبات میدان مناظرہ بسیار تنگ شدہ
و تناقض اخبار رگ جان امی خراشد اور پھر لکھتے ہین کہ حقیقۃ الحال اینکہ بندہ بیشتر ہا بواد ید اختلاف مضامین
حادیث و قصہ و فہم امثال ما ہیچ مدانان از اسرار التفسیر اکثر آیات مصحف مجید مروی بطرق فرقہ حقہ اثنا عشریہ برخود می لرزید
اگر بذیل این مرویات می تشبث بذیل این مرویات نمی نمود تفقہ مشکل خواہد بود چنان پیش آمد الحاصل جو کچھ ہمنے لکھا اس سے
بخوبی ثابت ہوا کہ قاضی نور اللہ شوستری کے نزدیک مخالفان علی مرتضی کافر نہین ہین بلکہ فاسق ہین اور وہ
اپنے اس قول پر محقق نصیر الدین طوسی کے قول کو سند لاتے ہین جو کہ اونھون نے تجرید مین کہا ہی کہ { مخالفوہ فسقۃ
ومحاربوہ کفرۃ } اب ہم بہ تفصیل اوس جواب کو مجتہد صاحب کے بیان کرتے ہین جو اونھون نے ذوالفقار مین دیا ہی اور
جسمین حضرت نے اپنی وقاد طبیعت کے جوہر دکھائے ہین فرماتے ہین کہ { برتقدیر مطلب عبارت محقق طوسی
علیہ الرحمہ چیزی باشد کہ بذہن قاصر او رسیدہ وجہ استحقاق لعن الشان منحصر در محاربہ حضرت امیر المومنین نیست
چہ بہ توسابق برین ظاہر گشتہ وہم عنقریب واضح خواہد شد کہ ہر کہ منکر یکی از اصول دین یا منکر یکی از ضروریات دین
و یا مذہب باشد ملعون است گو محارب نباشد و محقق طوسی علیہ الرحمہ نگفتہ کہ کُلُّ مَنْ لَا یَکُوْنَ مُحَارِبًا لَا یَکُوْنَ
مَلْعُوْنًا کافرًا لِجَوَازِ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَحْمُوْلُ اخ } اس حکیمانہ تقریر کے شروع مین جو لفظ برتقدیر کا ہی اوس پر غور کرنا چاہیے
کہ اوس سے پایا جاتا ہی کہ مخالفوہ فسقۃ ومحاربوہ کفرۃ کا مطلب جو شاہ صاحب سمجھتے ہین وہ گویا غلط سمجھے ہین اوسکا یہ
مطلب نہین ہی کہ مخالفان علی فاسق ہین اور محاربان علی کافر معلوم نہین کہ پھر اوسکا مطلب کیا ہی اور ان لفظون
کے اور کیا معنی ہین اگر شاہ صاحب نے اس کے معنی سمجھنے مین غلطی کی اور خطبہ شقشقیہ کیطرح بغیر قاموس
اور صحاح جوہری کے دیکھنے کے اوسکا مطلب سوای مجتہد صاحب کے دوسرا نہین سمجھ سکتا تو جو کچھ قاضی
نور اللہ شوستری اسکا مطلب سمجھے ہین اور اونھون نے فارسی مین اوسکو بیان کیا ہی وہ بھی تو یہی ہی چنانچہ
بلفظہ نقل اوسکی اوپر ہم لکھ چکے ہین بس معلوم نہین کہ باوجود ایسے سلاست الفاظ اور صراحت معنی کے
لفظ برتقدیر مجتہد صاحب کے قلم سے کیونکر نکلا ہی اب مجتہد صاحب کے معنی سنیے کہ وہ جو کچھ اسکا مطلب سمجھے
ہین اوسکو خود ہی بیان کرتے ہین کہ { اما قولہ ان مخالفوہ فسقۃ فمعناہ انہ لابد من ان یکون مخالفہ
فاسقا لا انہ لا یکون الا فاسقا فانہ من ضروریات مذہبنا ان بعض انواع مخالفتہ ینجر الی الکفر والکفر مستلزم
للفسق } کہ معنی اسکے یہ ہین کہ ضرور ہی کہ مخالف علی فاسق ہون نہ یہ کہ مخالف اونکا نہو کا مگر فاسق
اس لیے کہ ہمارے مذہب کی ضروریات سے ہی کہ بعض اقسام مخالفت علی مرتضی کے منجر بہ کفر مستلزم فسق
ہوتے ہین اور بعد اسکے فرماتے ہین کہ ہم می تواند شد کہ مراد محقق این باشد کہ مخالف علی ابن ابیطالب
علیہ السلام ما دامیکہ منکر یکے از ضروریات دین نباشد مسلم فاسق است چنانچہ سائر مخالفین اعنی در دار دنیا

له مکاتیب سہی الخیان کے صفحہ ۱۲ سطر ۱۲ مین دیکھو ۱۲ منہ
عه عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۴۸ سطر ۱۹ ۱۲ منہ
سه ایضا صفحہ ۴۸ سطر ۲۲ ۱۲ منہ
عه ایضا صفحہ ۴۹ سطر ۳ ۱۲ منہ

احکام اسلام برآنہا جاری میشود مگر در دار آخرت مخلد بنار خواہند بود) اس معنی پر مثل مضمون المعنی فی بطن الشاعر بلکہ مقولہ توجیہ القول مالا یرضی بہ قائلہ کا یاد آتا ہی اب ہم اس سے بحث کرتے ہین کہ حضرت مجتہد صاحب قبلہ آگے چلکر فرماتے ہین کہ اکثر اوقات استعمال فسق در خصوص معنی خروج عن طاعۃ اللہ مع الایمان میشود وازین لازم نمی آید کہ ہر جا کہ لفظ فاسق مستعمل شود ہمی معنی مراد باشد کیف وجناب حق سبحانہ تعالی میفرماید وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ یا فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ وظاہرست کہ او سبحانہ تقدس وتعالی درینجا لفظ فاسق بر مرتد اطلاق کردہ وامثال این آیات در کلام مجید بسیارست وازین مبرہن می شود کہ این متعصب کلام محقق علیہ الرحمہ را درین مقام محض بسبیل تدلیس ومغالطہ ذکر نمودہ وبہ کلام سفاہت نظام خود آن را دلیل شمردہ وحالانکہ کلام محقق علیہ الرحمہ در غایت جودت ومتانت ست)

اس ساری تقریر کا جسمین حضرت سے نے بہت بحث کرکے دو چار آیتین بھی لکھی ہین یہی مطلب ہی کہ لفظ فاسق کبھی معنی مرتد اور کافر کے لیے استعمال کیا جاتا ہی سو ہم تسلیم کرتے ہین لیکن قرینہ اور سیاق عبارت کا ہونا ضرور ہی کہ وہ آیات قرآنی مین موجود اور کلام محقق طوسی مین مفقود بلکہ کلام طوسی مین کسیطرح یہ لفظ فاسق سے کافر کے معنی لینا درست ہی نہین ہوسکتا بلکہ مطلب ہی اوسکا فوت ہوجاتا ہی اس لیے کہ اگر وہ کسی موقع ومحل پر صرف اتنا کہتے کہ مخالفوہ فسقۃ اور اسکے مقابل مین محاربوہ کفرۃ نفرماتے تو گنجایش اسکی ہوتی کہ مراد فاسق سے کافر ہی لیکن جبکہ وہ دو فریق کا حال بیان کرتے ہین اور دونو کے احکام کو بھی جدا جدا ذکر کرتے ہین تو بحالت اتحاد معنی محمول کے تو اس مقام پر اتحاد معنی موضوع مین ضرور لازم ہی پس جب اونھون نے دو فریق قایم کیے ایک وہ جنھون نے حضرت علی سے مخالفت کی دوسرے وہ جنھون نے اونسے لڑائی کی اور اون دونو کی نسبت دو حکم قایم کیے مخالف کو فاسق قرار دیا اور محارب کو کافر تو اگر یہان فاسق کے معنی کافر کے لیے جاوین تو مطلب ہی فوت ہوتا ہی بلکہ یہ جملہ ہی خبط ہوا جاتا ہی اور محقق طوسی سے علامہ کا کلام وہ بھی تجرید سی کتاب کا جو باعتبار الفاظ معنی کے نہایت ہی متین ہی مہمل ہوتا ہی اس لیئے اگر مراد اوسکی فاسق سے کافر تھی تو بجای مخالفوہ فسقۃ ومحاربوہ کفرۃ کے اتنا ہی کہدیتے کہ مخالفوہ کفرۃ تاکہ محارب بھی اوسمین آجاتے یا اگر بہت تصریح کرتے تو مخالفوہ ومحاربوہ کفرۃ فرماتے یا اگر کفر ہی پر اونکو قناعت تھی اور بغیر لفظ فسق کے اونکو صبر آتا تو یہ کہتے کہ مخالفوہ ومحاربوہ کفرہ فسقۃ پس محقق کا ان سب عبارتونکو چھوڑنا اور پھر جملے کے جداگانہ موضوع کے لیے جدا ہی محمول لانا صاف صاف پر دلالت کرتا ہی کہ دونو کے معنی علیحدہ علیحدہ ہین اور مجتہد صاحب جو اون دونو کے ایک معنی بیان کرتے ہین یہ صرف خوش فہمی حضرت کی ہی قطع نظر اسکے مجتہد صاحب کو قاضی نور اللہ شوستری کے قول پر بھی غور کرنا چاہیے تھا کہ وہ صاف

تکفیر شیخین کی انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ {نسبت تکفیر حضرت شیخین کہ اہل سنت و جماعت بشیعہ نمودہ اند سخنی ست بی اصل کہ در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست} اور اپنے اس قول کے ثبوت مین نصیر الدین طوسی کے اسی قول کو سند لبیان کرتا ہی کما یقول {چنانچہ نصیر الدین طوسی در تجرید آوردہ مخالفوہ فسقۃ و محاربوہ کفرۃ} تو اگر معنی فاسق کے کافر کے لیے جاوین تو ساری تحریر قاضی نور اللہ شوستری کی گوز شتر ہو جاوے اور ترہات مجانین مین داخل سمجھی جاوے اگر اسپر بھی مجتہد صاحب کے ذہن مبارک مین نہ آیا تھا تو قاضی نور اللہ شوستری کی اگلی عبارت کو دیکھتے کہ وہ کہتا ہی {بمقتضای حدیث حربک حربی و سلمک سلمی و قعست و ظاہر کہ حضرت شیخین با امیر المومنین علیہ السّلام حرب نہ نمودہ اند} کہ اس سے کیسا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہان مراد فاسق سے کافر نہین ہی بلکہ خروج عن طاعۃ اللہ مع الایمان مراد ہی آب اگر اسپر بھی مقلدین مجتہد صاحب کے اونکے اجتہاد کے رتبے پر خیال کر کے اونکو سفینہ کہین اور اونکی سمجھ پر افسوس نکرین اور ذوالفقار کی متانت اور استحکام کا دعوی ہی کرتے جاوین تو بجز اونکے حقمین سوای اسکے کیا کہیے کہ شعر

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو | ہرچہ میخواہد دل تنگت بگو

اور اگر فقط مجتہد صاحب کو لفظ فاسق کے اطلاق سے یہ معنی مرتد یا کافر کے جو قرآن مجید مین ہین شبہہ ہوا ہی تو ہم پوچھتے ہین کہ کیا جہان لفظ فاسق بولا جاوے گا مراد اوس سے کافر ہوگا اگر یہ ہی تو ہم اونسے استفتا کرتے ہین کہ ایک مجتہد نے شراب پی ہی یا زنا کیا ہی یا عمدا نماز نہین پڑھی ہی وہ کافر ہی یا فاسق اگر جواب دینگے کہ فاسق ہی تو ہم کہین گے کہ مجتہد کافر ہو گیا اس لیے کہ خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہی وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ قسم ہی اوس خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا ہی کہ مین مبالغے سے نہین کہتا ہون اور مطلق تعصب کو دخل نہین دیتا کہ جو تقریر مجتہد صاحب نے اس مقولہ طوسی کی کی ہی وہ ایسی پوچ و لچر اور سفاہت سے بھری ہوئی ہی کہ حضرت تو مجتہد اور علامہ اور فخر العلما اور سلطان العلما ہین اونکی نسبت کیا کہون چھوٹا منہ بڑی بات ہی لیکن اگر کسی اور شخص عامی کے قلم سے نکلی ہوتی تو مین دو حرف بھی اوسکے جواب مین نہ لکھتا اور اوسکی تردید مین ایک لمحہ بھی اپنی عمر عزیز کا ضائع نہ کرتا کیونکہ یہ تقریر ایسی لوچ لچر ہی کہ اوسکے تردید مین جو کاغذ صرف ہوا اوسکی قیمت بھی وصول نہین ہوتی بار خدایا یہ کیسے مجتہد تھے اور اونکی فضیلت اور تبحر پر شیعون کو کیسا ناز تھا اور کیسے پاک باحیا تھے کہ ایسی تقریرون پر ناز کرتے تھے اور ایسی بیہودہ باتون کے لکھنے پر جامے سے نکلے جاتے تھے استغفر اللہ استغفر اللہ اب مین اس امر سے بحث کرتا ہون کہ جو کچھ مجتہد صاحب نے فرمایا ہی کہ سارے ضروریات دین مین سے کسی کا بھی منکر ہو وہ کافر ہی پس اس سے مقولہ محقق طوسی کے کچھ معنی نہ بدل جاوینگے اور جو کچھ اوس نے فرمایا ہی اوسمین فرق نہوگا اس لیے مجتہد صاحب کو چاہیے تھا کہ بجای اسکے کہ گڑھ گڑھ کے اوسکے کلام کے معنی بناتے اور اوسکی لفظونسے وہ معنی نکالتے جو اوسنے خواب مین بھی

۵/ حوالہ اسکا صفحہ ۱۱ مین اس کتاب کے دیکھو ۱۲ منہ

۵/ اسکا ترجمہ صفحہ ۱۹ مین دیکھو ۱۲ منہ

نہ خیال کیے ہونگے اور اگر وہ زندگی مین اپنے کلام کے ایسے معنی سنتا تو معنی بنانیوالے کے سر پر
پٹکتا صاف یہ کہدیتے کہ گو نصیر الدین طوسی یا قاضی نور اللہ شوستری نے یہ لکھا ہی مگر چونکہ مخالف احادیث
ائمہ اور جمہور علماء امامیہ کے ہی اس لیے اونسے غلطی ہوئی ہی ہم اوسے تسلیم ہی کرتے پس جسطرح ہم ملا عبد اللہ
کے کلام نہ ماننے سے مجتہد صاحب پر دار وگیر نہین کرتے اسی طرح اسکو سنکر چپ ہو جاتے اور حقیقت
مین یہ امر بیجا نہین ہی اس لیے کہ یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ اہل مذہب کو ہر مجتہد اور ہر عالم کے سب قولون اور سب
باتونکا ماننا ضرور ہی خصوصًا وہ بات جو کہ صرف اپنی رای سے کسی نے لکھی ہو یا کہی ہو بلکہ قرآن و
حدیث کا ماننا ضرور ہی پس اگر مذہب شیعہ کے عالم ہون یا سنیون کے جسکا کلام مطابق قرآن و حدیث کے
ہوگا اوس کلام کو ماننا اوس مذہب والے کو ضرور ہی ورنہ کچھ ضرور نہین چنانچہ ہم صرف علامہ طوسی کے
اسی قول پر تکیہ کرکے نہین بیٹھے بلکہ جس راہ پر مجتہد صاحب چلین چلنے کو حاضر ہین اور جسکو جمہور کا
مذہب کہین اور جسپر اپنے اجتہاد کا مدار رکھین اوسی پر جرح کرنے کو مستعد ہین شعر

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست		میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	

جناب قبلہ و کعبہ شروع کتاب مین فرماتے ہین کہ {پوشیدہ و مخفی نماند کہ این عبارت ناصب کہ او در نجا
الزام نمودہ کہ بہ انچہ درین اجزا بر شیعیان احتجاج نماید در عدم استحقاق لعن صحاب ثلثہ و احزاب آنہا
از اصول مقررہ پیش شیعہ باشد و اصلا قول اہل سنت را دران دخل نہ دہد پس بدانکہ از جملہ اصول مقررہ
پیش شیعۂ اثنا عشریہ اصول دین ست کہ عبارت از توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد باشد پس شکی
نیست کہ امامیہ منکر یکی از اصول مذکورہ را مومن نمیدانند و او را از جملہ ملاعین می انکارند آری منکر امامت
را با وجود اقرار او بتوحید و نبوت و معاد کافر نمیدانند یعنی احکام کفار را در دنیا برانہا جاری نمی سازند} اور
پھر ایک مقام پر یہ بھی لکھتے ہین کہ {از کلام بعضے معلوم می شود کہ کفر واقعی ایشان را اجماعی میدانند}
بعد اسکے فرماتے ہین کہ {ہرگاہ این دانستہ شد پس بنا برین می گوییم کہ منشا تبرا از اصحاب ثلثہ
و عایشہ و حفصہ و طلحہ و زبیر و معاویہ و احزاب آنہا مخالفت ہریکی از اصول معتبرہ مقررہ نزدیک شیعۂ
امامیہ ہست چہ باتفاق معلوم ست کہ ایشان و تبعہ ایشان بامامت ائمہ اثنا عشریہ قائل نبودند و نیستند
بنحویکہ شیعہ قائل اند و این نیز ثابت ست کہ ائمہ علیہم السلام از انہا تبرا فرمودہ اند و رعیت خود را حکم نمودہ اند کہ
تبرا از انہا نمایند و حکم بہ نفاق ایشان بکنند} اور حضرت والا مقدمہ چہارم کے جواب مین فرماتے ہین کہ {نباید دانست
کہ تنازع عامہ با خاصہ بآن ماند کہ زن با مرد مخاصمہ نماید زیرا کہ معلوم ست کہ صد دشنام زن بیک دشنام
مرد مقاومت نمی تواند کرد مصداق این حرف این ست تطویلات بلا طائل کہ بکار بردہ یکحرف

عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۱۰ سطر ۲ ۱۲ منہ

ایضًا صفحہ ۱۱ سطر ۳ ۱۲ منہ

ایضًا صفحہ ۱۱ سطر ۹ ۱۲ منہ

ایضًا صفحہ ۲۲ سطر ۱۶ ۱۲ منہ

که بعدم ثبوت ایمان اصحاب ثلثہ و نظرائی ایشان از جہت عدم اعتراف بامامت ائمہ اثنا عشرست کافی ست
و بازہر گز احتیاج گفتگو باقی نمی ماند} پھر ایک مقام پر فرماتے ہین کہ {محقق طوسی علیہ الرحمہ در رسالۂ
قواعد العقائد گفتہ اصول ایمان نزد شیعہ سہ چیزست تصدیق بوحدانیت خدا در ذات او و در افعال او
و تصدیق بہ پیغمبری پیغمبران و تصدیق بامامت ائمہ بعد از پیغمبران انتہی کلام المحقق رحمہ اللہ و این کلام
برہان قاطع ست بر فساد ذہن و اعوجاج طبع این معاند مجادل کہ از عبارت تجرید محقق میخواہد کہ کفر المخصوص
بحاربین گردانیدہ خلفای ثلثہ خود را از ان نجات دہد و نجات متصور نیست} جو کچھ قبلہ و کعبہ نے فرمایا
مثل اسی کے اور علماء متاخرین امامیہ نے بھی ارشاد کیا ہی چنانچہ بڑے بھائی جناب منشی سبحان علی خان صاحب کے
جواب مین ایضاح لطافۃ المقال کے فرماتے ہین کہ {حالا جواب معارضہ کہ حضرت مخدومی فرمودہ اند
ہر چہ حاضر طبع ماہرست گذارش میرود و آن این ست کہ ملخص معارضہ جناب اینکہ قدمای امامیہ قاطبۃ معتقد
کفر منکران امامت بودہ اند و از کلام خواجہ نصیر الدین طوسی و علامہ حلی و میر نور اللہ شوستری فسق ایشان
مستفاد میگردد بندہ عرض میکنم کہ مختار جمہور امامیہ اثنا عشریہ خواہ از متقدمین و یا از متاخرین ہمین ست کہ مخالف
جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اعم من ان یکون محاربا ام لا کافرست لیکن اطلاق کافر براو
نظرا الی دار الاخرۃ و سوء مآل اوست نہ باعتبار در دار دنیا مثل جواز مناکحت با مسلمست و امثال آن و وجہ این
عقیدہ نہ آن ست کہ ملا زمان خیال فرمودہ اند یعنی در دو حدیثیکہ مضمونش این ست کہ بعد رحلت حضرت
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمگین صحابہ مرتد شدند بجز چہار کس و جناب بزعم خود این حدیث را منافی
آیات کثیرہ و احادیث شہیرہ فہمیدہ اند مع ان الامر لیس کذلک چنانکہ بوجہ وجیہ این حدیث بموقع مناسب
خواہد آمد بلکہ احسن اینکہ امامت بلا فصل علی بن ابی طالب علیہ السلام و ہم چنین امامت سائر ائمہ نزد امامیہ ست
از اصول دین مثل توحید و نبوت ست و رکنی از ارکان ایمان نہ جزو اسلام ست و این مانحن فیہ باعتبار دار آخرت
یعنی منکر ہر یکی از انہا مخلد بجہنم ست باعتبار این و ارچہ معترف بہ شہادتین ست در دار دنیا کافر نمی گویند گو مومن نباشند}
غرضکہ ان ساری تقریرون کا خلاصہ یہ ہی کہ اصحاب ثلثہ اور اونکے تابع امامت ائمہ اثنا عشر سے منکر تھے اسلیے
وہ کافر ہین اور دنیا مین اونپر سب احکام کفر کے جاری نہین ہین بلکہ بسبب اقرار توحید اور نبوت کے اونپر
اسلام کا اطلاق ہی لیکن قیامت مین اونپر سب احکام کفر کے جاری ہونگے اور وہ مخلد فی النار ہونگے
اب ہم چند طرح سے اسکا جواب دیتے ہین ۔

اول مجتہد صاحب قبلہ نے خلفاء ثلثہ اور حضرت طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نسبت
فرمایا کہ {ایشان و تبعہ ایشان بامامت ائمہ اثنا عشر قائل نبودند} مگر یہ خیال نفرمایا کہ اون بیچارون کے

۵ عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۱۵ سطر ۱۲ منہ

زمانے مین ائمہ اثنا عشر کہان تھے اور سوای حضرت علی کے اور بہت آخری زمانے مین سوای حسنین کے نو امام پیدا تک نہوے تھے اور بعد اون سب لوگون کے مرنے کے اونکا ظہور ہوا تھا تو اگر وہ ائمہ اثنا عشر پر ایمان نہ لاتے تو یہ قصور اونکا ہی یا معاذ اللہ معاذ اللہ خدا کا کہ کیون اوس نے سب اماموں کو اون کے سامنے پیدا نہ کر دیا سبحان اللہ کیا عقل و دانش ہی حضرت قبلہ و کعبہ کی کہ لکھنے کے وقت لفظونکا خیال بھی نہین فرماتے اور اپنے کمال کے نشے مین ایسے بیہوش ہو جاتے ہین کہ پھر نظر ثانی بھی نہین فرماتے اے مومنین خدا کے لیے انصاف کرو کہ اللہ جل شانہ تو فرماتا ہی کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا کہ خدا طاقت بشری سے خارج کسی امر کی کسی کو تکلیف نہین دیتا اور جناب قبلہ و کعبہ صحابہ رسول کو اس حکم سے بھی مستثنی کرتے ہین اور اونکو اس وجہ سے کافر بتلاتے ہین کہ {ایشان بامامت ائمہ اثنا عشر قائل نہ بودند} آفرین ایسی سمجھ پر شاباش ایسے فہم پر۔

دوسرے اگر مجتہد صاحب کا یہ مطلب ہو کہ ائمہ اثنا عشر سے مراد صرف ذات علی مرتضی ہی اس لیے کہ اونکی امامت کا اقرار اوسوقت مین گویا ائمہ اثنا عشر کی امامت کا اقرار تھا اور اوس سے صحابہ منکر تھے خیر ہم اس عذر کو بھی قبول کرتے ہین اور ایسی لوچ توجیہ کو بھی مانتے ہین اوسکا جواب یہ ہی کہ جب خدا نے مہاجرین و انصار کی شان مین آیتین نازل کین اور جب اونکی ہجرت اور نصرت اور جہاد پر اونکی ثنا و صفت کی کبھی فرمایا کہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ کبھی ارشاد کیا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کبھی فرمایا کہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کبھی کہا کہ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ تو اوسوقت مین جبکہ یہ آیتین نازل ہوئین کیا سوای توحید اور نبوت کے امامت بھی اصول دین سے تھی اور علی مرتضی کی امامت کا منکر کافر کہلاتا تھا اگر کوئی آیت قرآن مجید مین ہو تو ذرا دکھلا دیجیے جب آیتین نازل ہوئین اوسوقت کچھ ذکر بھی امامت کا نہ تھا اس لیے کہ امامت کہتے ہین خلافت کو اور خلافت کی بنیاد ہی بعد وفات پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثناء کے تو اون لوگونکو جو کہ پیغمبر صاحب کے سامنے ایمان لائے اور اونکے ساتھ ہجرت کی اور اونکے ساتھ جہاد کیا اور اونکی شان مین خدا نے آیتین نازل کین قبل شروع ہونے زمانے خلافت کے اور قبل قایم ہونے ایک نئے اصول امامت کے کافر کہنا حقیقت مین پیش از مرگ واویلا کرنا ہی ہان موافق اصول شیعہ کے اون لوگونکے حق مین اطلاق کفر کا ہو سکتا ہی جنھون نے خلافت کا زمانہ پایا اور جنھون نے انکار امامت علی مرتضی کا کیا۔

تیسرے اگر کوئی شیعہ کہے کہ جن لوگون نے زمانہ خلافت علی مرتضی کا پایا اور جنھون نے اونکی امامت سے انکار کیا اومین خلفاء ثلثہ داخل ہین اسی واسطے ہم اونکو کافر کہتے ہین اور اونکو ان آیات کی فضیلت سے مستثنی

کرتے ہین اوسکا جواب یہ ہی کہ اونکا کفر بھی موافق اس اصول شیعہ کے کہ منکر امامت کافر ہی اوس زمانے سے شروع ہوا ہی جبکہ خلافت علی مرتضی سے وہ منکر ہوے اور خود خلیفہ بن بیٹھے کہ یہ زمانہ بعد پیغمبر صاحب کی وفات کے شروع ہوا ہی اور قرآن مجید بھی پیغمبر صاحب کے سامنے اوترا ہی اور ہجرت اور نصرت اور جہاد جو کچھ مہاجرین نے کیا ہی وہ پیغمبر صاحب کے سامنے اور انہین کامون اور خدمتونکو خدا نے قبول کر کے اونکی تعریف مین آیتین نازل کین ہین تو جب تک کہ ان بیچارون نے خلافت کو غصب نہین کیا اور امامت سے امام اول کی منکر نہین ہوے وہ کس قصور مین ان آیتونکی فضیلت سے محروم کیے جاتے ہین اور کس جرم مین باوجود مہاجر اور انصار ہونیکے وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ کے زمرے سے خارج کیے جاتے ہین۔

چوتھے بار خدایا کوئی قابل اوٹھکر اگر یہ فرماوے کہ پیغمبر صاحب نے اپنے ہی سامنے حضرت علی کو خلیفہ کر دیا تھا اور اونکا خطبہ پڑھ دیا تھا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہکر سب سے اونکی امامت کا اقرار لے لیا تھا اور صحابہ پیغمبر صاحب کے سامنے ہی منکر امامت ہو گئے تھے اس لیے وہ کافر ہین اسکا ہم دو طرح سے جواب دیتے ہین اول یہ کہ خلافت علی مرتضی کی پیغمبر خدا نے کس وقت سے ظاہر کی آیا شروع اسلام کے زمانے سے جبکہ ابھی نبوت کو اظہار کیا اوسی وقت حضرت علی کی امامت کو قایم کیا اگر پیغمبر خدا نے ایسا کیا ہی تو ذرا اوسکا نشان دیجیے ہم جہانتک سمجھتے ہین ہمارے نزدیک کوئی دانشمند اگرچہ مولوی دلدار علی صاحب قبلہ بھی کیون نہو ایسی بات زبان سے نہ نکالیگا اور آخر یہی کہیگا کہ حجۃ الوداع مین خم غدیر پر خطبہ خلافت کا پڑھا اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ اخیر زمانہ وفات پیغمبر خدا کا ہی اور بعد اسکے بہت ہی کم آیتین نازل ہوئین ہین اور الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ موافق اقرار شیعہ کے دین کے کامل ہونے پر شاہد ہی اور جو آیتین فضائل مین صحابہ کے ہین وہ یا مکی ہین یا مدنی اور حجۃ الوداع سے برسون پہلے نازل ہو چکی ہین تو اس سے بھی اون آیتونکی مصداق سے صحابہ کبار خارج نہین ہوسکتے دوسرے پیغمبر صاحب کے سامنے بہ قول شیعون کے کسی نے امامت کا انکار نہین کیا اور سب نے اوسکو ظاہر مین قبول کر لیا تو اوسوقت مین بھی انکار صریح زبان سے کسی نے حضرت علی کی خلافت پر نہین کیا اور جب تک زبان سے کوئی محض انکار توحید اور نبوت سے نہ کرے وہ کافر نہین ہوتا ظاہر مین تو جو محض امامت سے ظاہر مین انکار نہ کرے وہ کیونکر کافر ہو گا۔

غرضکہ مجتہد صاحب کا یہ قول کہ { اصحاب ثلثہ و عایشہ و طلحہ و زبیر و غیرہم با امامت ائمہ اثنا عشر قایل نبودند } اور نیز حضرت کا یہ ارشاد کہ { عدم ایمان اصحاب ثلثہ و نظرای ایشان از جہت عدم اعتراف با امامت ائمہ اثنا عشر است کافی ست } ایسا پوچ اور بیہودہ ہی کہ بعد اس تقریر کے جو سننے کی

ف اسکا ہم صفحہ (۲۳) مین دیکھو

ف پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱ ترجمہ آج مین پورا کر چکا تمہارے واسطے دین تمہارا — موضح القرآن

اگر دسپر کوئی باوجہین کے اس مقولہ کو کہ {تنازع عامہ با خاصہ آنچنانکہ زن بامرد مخاصمہ نماید زیراکہ معلوم ست کہ صد دشنام زن بیک دشنام مرد مقاوت نمی تواند کرد} اونھین پراعادہ کرے اور یہ کہے۔ کہ تنازع خاصہ یعنی حضرات شیعہ باعامہ یعنی سنیان بان ماند کہ زن بامرد مخاصمہ نماید زیراکہ معلوم ست کہ صد دشنام زن بیک دشنام مرد مقاومت نمی تواند کرد۔ تو کیسا ٹھیک اور درست ہے لیکن ہم اپنی زبان سے کچھ نہین کہتے اور گالی گلوج نہین لڑتے ای حضرات شیعہ اپنے غفران مآب کے تقدس اور تہذیب اور متانت کو دیکھو کہ حضرت قبلہ و کعبہ مثال بھی دیتے ہین تو گالی گلوج ہی کی کاش بجای اسکے دوسری مثال دیتے اور اپنی تہذیب اور متانت کو کام فرماتے تو لوگون کے سامنے شرمندگی نہوتی۔

دیکھو ذوالفقار مین ورق کے ورق اس اصول کی تصدیق مین کہ علمای شیعہ کے نزدیک امامت کا منکر کافر ہے سیاہ کیے ہین اور ناحق کتاب کا حجم بڑھایا ہی تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی موٹی کتاب لکھی ہے حالانکہ سب کا مطلب یہی ہے کہ شیعون کے نزدیک امامت اصول دین سے ہے اور منکر اوسکا کافر لیکن اس سے کچھ جواب صاحب تحفہ کے کلام کا نہین ہوتا اس لیے کہ وہ تمام سنیون کے ایمان ثابت کرنے پر بحث نہین کرتے کہ جسپر موافق اصول شیعہ کے بسبب انکار امامت ائمہ اثنا عشر کے عدم ایمان یا کفر کا اطلاق ہو بلکہ وہ صرف صحابہ سے بحث کرتے ہین اور اس امر کا دعوی کرتے ہین کہ اصحاب رسول پر کفر کا اطلاق نہین ہوتا اور اوسکے ثبوت مین وہ آیتین جو شان مین صحابہ کے نازل ہوئی ہین پیش کرتے ہین اور ملا نصیر الدین طوسی اور نور اللہ شوستری وغیرہ کے کلام کو اوسکی تائید مین لاتے ہین اور مجتہد صاحب اس فرق مین کو تو ملاحظہ نہین کرتے اور صاحب تحفہ کی تحریر کا مطلب تو نہین سمجھتے دو نوا مرونکو خلط ملط کرکے عامیون کیطرح جواب دیتے ہین کہ ہمارے اصول سے یہ ہے کہ منکر امامت ائمہ اثنا عشر کافر ہے ای صاحب آپکے اصول دین مین منکر امامت ائمہ اثنا عشر کافر کیسا اگر آپکے اصول مین آپکے تقدس اور اجتہاد کا منکر بھی کافر ہو تو صاحب تحفہ اس سے بحث بھی نہین کرتے بس حقیقت مین جو کچھ مجتہد صاحب نے لکھا اوس سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ منکر امامت کافر ہے اور چونکہ انکار امامت اصحاب نے نہین کیا مگر بعد وفات پیغمبر خدا کے اس لیے اونکا اس اصول سے کافر ہونا حالت حیات نبوی مین ثابت نہوا اور جب اونکا کفر ثابت نہوا تو جو آیتین مہاجرین و انصار کی شان مین نازل ہوئی ہین اونمین بدرجہ اولی انکا داخل ہونا واضح ہوا اس لیے کہ ایمان اور ہجرت اور جہاد اور نصرت اور بیعت وغیرہ جو جو باتین آیتون مین خدا نے بیان کی ہین ان سب صفات کا مہاجرین و انصار خصوصا خلفای ثلثہ مین بدرجہ کامل ہونا ثابت ہے بس کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اوس سے خارج ہون اور اگر یہی خارج ہونگے تو پھر سوای ایک حضرت علی اور دو تین لوگ انکے خاص احباب کے کون رہیگا اور ساری آیتون کا اطلاق صرف حضرت علی ہی کی شان مین کہنا اور سب مہاجرین و انصار کو اوس سے خارج کرنا حقیقت مین صاف قرآن مجید کی تحریف کرنی ہے۔

مین اس موقع پر اوس قول کو بھی بغیر باطل کیے چھوڑنا مناسب نہین سمجھتا جو کہ مجتہد صاحب نے محقق طوسی کا اونکے رسالہ قواعد العقائد سے نقل کیا ہی جسکو اوپر ہم لکھ چکے ہین اور جس سے اونھون نے اس امر کو ثابت کیا ہی کہ محقق موصوف امامت کو اصول دین سے سمجھتا ہی سو وہ کیونکر کفر کو مخصوص محاربین سے کرے گا۔

جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو محقق کا یہ قول جو اونھون نے رسالہ قواعد العقائد مین لکھا ہی بہت سے علمای شیعہ کے مخالف ہی اس لیے کہ وہ لکھتے ہین کہ {اصول ایمان نزد شیعہ سہ چیز ست تصدیق بہ وحدانیت خدا و تصدیق بہ پیغمبری و تصدیق بامامت} اور اکثر علما نے لکھا ہی کہ اصول دین کے پانچ ہین چنانچہ خود قبلہ و کعبہ نے اپنی کتاب ذوالفقار مین فرمایا ہی کہ {از جملہ اصول مقررہ پیش شیعہ اثنا عشریہ اصول دین ست کہ عبارت از توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد باشد} پس محقق صاحب نے دو اصول یعنی عدل اور معاد کو تو اوڑا ہی دیا اور پانچ کو چھوڑکر تین کو اختیار کیا تو جب اونکو تین سے ایسی محبت تھی کہ اصول دین کے بھی تین ہی لکھے تو اگر تینون خلیفاؤن کو اونھون نے مخالفوہ فسقۃ کہکر کفر سے خارج کر دیا تو کیا عجب ہی۔

علاوہ برین یہ قول محقق صاحب کا جو اونھون نے رسالہ قواعد العقائد مین لکھا ہی درحقیقت اونکے اوس قول کو جو تجرید مین لکھا ہی کچھ باطل نہین کرتا اس لیے کہ یہ قول کہ {اصول ایمان نزد شیعہ سہ چیز ست} یہ عام ہی اور وہ قول کہ {مخالفوہ فسقۃ و محاربوہ کفرۃ} خاص ہی۔ ما من عام الا وقد خص۔ پس گویا وہ صحابہ جنھون نے مخالفت کی اس حکم سے مستثنی ہین اگر کوئی کہے کہ جب تم مجتہد صاحب کی توجیہ کو نہین مانتے جو اونھون نے مخالفوہ فسقۃ۔ کی نسبت کی ہی تو تم کیون ایسی توجیہ کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہی کہ اس توجیہ کی ہم سند رکھتے ہین اور ایک دوسرے محقق شیعی کے قول سے اسکی تائید ہوتی ہی یعنی قاضی نور اللہ شوستری مقولہ محقق طوسی کی تائید مین فرماتے ہین کہ {حضرت شیخین با امیر المومنین علیہ السلام حرب نہ نمودہ اند بلکہ بے زحمت قتال و تکلف استعمال سیف القتال و کثرت خیل الرجال حق اورا ابطال نمودند و غصب خلافت رسول متعال ازو نمودند} پس اگر اونکے نزدیک غصب کرنا خلافت کا موجب کفر خلفای ثلثہ ہوتا تو وہ کیونکر غصب خلافت کو بے جنگ و جدال کے ثبوت مین عدم کفر مخالفین جناب امیر کے بیان کرتے اگر مطلب قاضی نور اللہ کا اس عبارت سے اور کچھ ہو تو بیان فرمائیے۔ فعلیکم البیان وعلینا دفعہ بالبرہان۔

اگر کوئی کہے کہ جسطرح پر تم اپنی توجیہ کے لیے دوسرے محقق کی سند لائے اوسی طرح پر جناب قبلہ و کعبہ بھی سند لاتے ہین بلکہ تم تو دوسرے شخص کی سند لائے قبلہ و کعبہ تو محقق طوسی ہی کی دوسری کتاب سے سند لاتے ہین اوسکا جواب یہ ہی کہ بے شک ہم دونون اپنی اپنی توجیہ پر سند لاتے ہین مگر دونون مین فرق ہی ہماری توجیہ مطابق لفظ اور عبارت اور معنی ظاہری محقق کے ہی اور سند سے اوسکی تائید بصراحت ہوتی ہی اور قبلہ و کعبہ

ف ۱ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۱ سطر ۱۲ منہ

کی توجیہ مخالف لفظ اور عبارت اور ظاہری معنی محقق کے ہی اور سند سے بھی اوسکی تائید بصراحت نہین ہوتی ہے
جو معنی کہے وہ کھلے ہوے ہین اور صاف ظاہر ہین آور قبلہ وکعبہ نے جو معنی بنائے ہین وہ ایسے بیچدار ہین
کہ قواعد صرف ونحو سے اوسکی مطابقت نہین ہوتی اگر شک ہو تو کسی طالب علم عربی خوان کے سامنے دونون کے
معنی رکھدو اور طالب العلم بھی وہ ہو جو نہ سنی ہو نہ شیعہ اور اوس سے پوچھو کہ کون سے معنی صحیح مین تو ضرور وہ یہ کہیگا
کہ یہی معنی صحیح ہین جو یہ سنی کہتا ہی اور جو معنی مجتہد صاحب فرماتے ہین وہ ان لفظون سے نہین نکلتے ایسے دقیق مضمونکو
شاید امام سمجھین گے اس لیے بس رہ رہ جاکر امام صاحب سے پوچھو بس جب تک امام صاحب ظاہر ہون اور مجتہد صاحب کی فہم و
فراست اور جودت طبع کی تعریف کرکے اونکے بنائے ہوے معنی کی تصدیق نہ کرین تب تک کوئی بھی اونکے
معنی کو تسلیم نہ کرے گا۔

جو کہ اس بحث کو ہم لکھ چکے اس لیے اب اس قول سے بحث کرتے ہین کہ اطلاق اسلام کا صحابہ کبار اور خلفائے
ابرار پر موافق اصول شیعہ کے ہوتا ہی یا نہین چنانچہ مجتہد صاحب اسکا اقرار کرتے ہین اور فرماتے کہ منکر امامت
کافر نہین ہی یعنی احکام کفر کے دنیا مین اوس پر جاری نہین ہین چنانچہ اس قول کو اوپر ہم نقل کر چکے اور جواب
ایضاح لطافۃ المقال سے اوسکی تائید کر چکے اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ علماے شیعہ کے نزدیک موافق
قول مجتہد صاحب کے تین درجے ہین ایک ایمان جو پانچون اصول توحید نبوت امامت عدل معاد کا قائل ہو دوسرا
کفر جو ان پانچون اصول کا یا سواے امامت کے ایک کا بھی منکر ہو کہ نہ اوس پر ایمان کا اطلاق ہو گا نہ اسلام کا۔
تیسرا اسلام جو فقط امامت کا منکر ہو کہ وہ قیامت مین تو مثل کافر ون کے ہو گا مگر دنیا مین احکام
کفر کے اوس پر جاری نہین ہین۔

اور غرض ان تین درجون کے قائم کرنے سے یہ ہی کہ صحابہ کو کافر بھی کہنے کا موقع رہے اور مسلمان کہنے کا بھی یعنی
جب اونکو توحید اور نبوت کے اقرار مین سچا اور اعمال حسنہ مین کامل اور دین مین پکا دیکھتے ہین اور کسی طرح کا
نقص ظاہری اعمال مین اونکے نہین پاتے تو کہتے ہین کہ وہ مسلمان تھے اور جب اونکو آیات فضیلت کے
مصداق سے خارج کرتے ہین اور اونکو برا کہتے ہین تب فرماتے ہین کہ وہ مومن نہ تھے یعنی اصول دین
مین سے ایک اصول کے یعنی امامت کے منکر تھے اسیواسطے درمیان کفر اور ایمان کا ایک نہین ہی تیسرا
واسطہ قائم کیا اور اوسکا نام اسلام رکھا۔

اب آگے سنیئے کہ جب یہ خیال کیا کہ جو شخص اس تفرقہ کو سنے گا وہ ہنسے گا اور ایسے اصول قائم کرنیوالون کو
احمق کہیگا اس لیے کہ دین کے پانچ اصول تو قائم کیے اور پانچون کو برابر درجہ دیا اور پھر چار یہ اصول تو ایسے
ہین کہ اگر اونمین سے چارونکا یا ایک کا بھی کوئی انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہو جاوے اور کفر کا

اوسپر اطلاق ہووے اور ایک اصول امامت ایسا ہو کہ جسکا منکر نہ کافر ہو نہ مومن بلکہ مسلم رہے اور وہ
دائرہ اسلام سے خارج نہووے تو یا تو یہ اصول امامت حقیقت مین اصول دین کے نہین ہے فروع سے ہے یا اگر اصول
دین سے ہے تو اوسکا منکر بھی کافر ہے تو اس سفاہت کے جتانیکے لیے اوسکی وجہ اور علت تحریر کرنے پر بحث کی اور
اوسکا سبب خاص بیان فرمایا جس سے سوا اسکے کہ سفاہت بر پردہ پڑے بیہودگی اوسکی اور دوبالا ہوگئی چنانچہ
اب مین اوس وجہ کو بیان کرتا ہون اور اپنے قول کی تائید کرتا ہون کہ جناب قبلہ وکعبہ ذو الفقار مین فرماتے مین کہ
(بنابر ورود احادیث بسیار محققین امامیہ در کتب خود تصریح نمودہ اند کہ مخالفین در عقبی حکم کفار دارند وہرگز از
جہنم بیرون نمی آیند و درین دنیا نیز در احکام کفار شریک اند اما چون علام الغیوب می دانست کہ دولت باطل بر
دولت حق پیش از ظہور قائم آل محمد غالب خواہد گردید و شیعیان را معاشرت و مواصلت و معاملت با
مخالفان ضرور خواہد شد درین دولتہای باطل احکام اسلام را بر ایشان جاری گردانید کہ جان و مال ایشان محفوظ
بودہ باشد و حکم بطہارت ایشان بکنند و ذبیحہ ایشان را حلال دانند و دختر از ایشان بخواہند
و میراث با ایشان بدہند و از ایشان بگیرند و دیگر احکام اسلام بر ایشان جاری کنند تا بر شیعیان کار تنگ نشود
در دولت ایشان و ہرگاہ حضرت صاحب الامر ظاہر شود حکم بت پرستان را بر ایشان جاری کند و در ہمہ
احکام مثل سائر کفار باشند و این تفضل خداست نسبت بحال شیعیان زیراکہ فرق کفار بسیار اند اگر بر سنیان
نیز درین ایام احکام کفار جاری می گردید در امور مسطورہ عسرتے بر شیعیان می شد کہ مزیدی بران متصور نیست)
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بحیثیت اسکے کہ خدا کو معلوم تھا کہ شیعی بیچارے ذلیل اور خوار رہینگے اور عزت اور دولت
سنیونکو ملیگی پس اگر سنیون پر حکم کفار کا جاری کیا جاوے تو بیچارے شیعی روٹی کہانسے پاوینگے اور اونکو
کھانا کون دیگا اور چونکہ شیعونکو بمجبوری سنیون کی خدمتگذاری کرنی پڑیگی اور وہ سنیون کے دست نگر رہینگے
اگر سنیون پر کفر کے احکام جاری کردیے جاوین اور شیعی اونکو کافر کہنے لگین تو سارے شیعیان بالکل بھوکون
کے مارے مرجاوینگے اور سنی اونکا نان نفقہ بند کردینگے بلکہ غصے مین آکر کافر کہنے پر اونکو جان ہی سے
مار ڈالینگے اور اگر ایسا ہوا تو دین جعفری جاتا رہیگا اور کوئی خدا و رسول کا نام لینے والا دنیا مین نرہیگا
گویا خدا کی عبادت حضرات شیعہ کے فنا ہوتے ہی دنیا سے موقوف ہوجاویگی اور چونکہ بیچارے شیعونکی
مظلومیت اور غربت پر خدا کو بڑا رحم ہے اور اونکے حال زار پر اوسکو بہت توجہ ہے اس لیے بنظر عنایت و مہربانی
کے حضرات شیعہ کے طفیل مین خدا نے سنیون کو دنیا مین کفر سے بچایا اور اونکو مسلمان رکھا مگر یہ اوسی وقت تک
ہے جب تک کہ امام صاحب الزمان پیدا ہون جبکہ امام شیعون کے غار سر من رای سے ظہور فرماوینگے اور بعد چند ہزار
سال سنیون کے خوف سے نجات پاوینگے اوسیوقت پر کیا ہی اقتدار شیعون کا ہے سلطنت اور حکومت

۵۷ عبارت دوم تحفہ مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ تا ۱۲ منہ

ہونگی ہر کسی کے ہاتھ مین حضرت عباس کا علم ہوگا کسی کے دوش پر امام کا شدا رکھا ہوگا کوئی ذوالفقار
چومنے کے لیے دوڑا جاتا ہوگا کوئی صوارم وصمصام اپنی کھولتا ہوگا کوئی زرارہ کے غول مین بھاگتا ہوگا
کوئی ہشام اور شیطان الطاق کو ڈھونڈتا ہوگا بس اوسوقت وہ دھوم دھام شیعون کی ہوگی کہ لوگ
محرم کی دسوین کو بھول جاوینگے اور یا امام یا امام کا غل آسمان پر پونہچا وینگے تو جب ایسے زور شور کا
امام شیعون کا ہوگا اور کچھ بھی غرض شیعونکی اوسنے نرہے گی بس اوسوقت امام شیعون کے پکار کر کہدینگے
کہ آج اسلام کا حکم تو موقوف ہوا کفر کے علانیہ اطلاق کرنے کا زمانہ آگیا اب ہمارے شیعون کو کچھ
کام سنیون سے نہین رہا اس لیے کوئی آج سے کسی سنی کو مسلمان نکہے اور لفظ اسلام کا بھی زبان پر نہ لاوے
اب اونکو کافر مطلق جانو اور نجس سمجھو اور بت پرستون کے احکام اونپر جاری کرو نہ اونکے ہاتھ کا ذبیحہ کھاو
نہ اونکے ہاتھ کا پانی پیو بلکہ اپنی اپنی ذوالفقار وحسام نکال کر خوب اونکو قتل کرو بہت دنون تک اونھونے
ہمارے شیعونکو دبایا اور صدہا برس تک اونھونے تقیہ کرایا انھین کمبخت سنیون کے سبب سے ہمارے شیعونکو جھوٹھ بولنا
پڑا بلکہ شیعہ کیسے خود ہم اماموںکو سچ بولنا مشکل ہوگیا اور مجبوری ذو وجہین بننا پڑا بہت کچھ تکلف
ان کمبختون نے ہمکو اور ہمارے شیعون کو دی ہے اب خوب بدلا لو اور مزے سے چین کرو حکومت کا نقارہ
بجاؤ ذوق شوق سے سلطنت کرو اور اپنے ہزار برس کے دلی غبار سنیون سے نکالو۔

پس ای سنیو خدا کیواسطے شیعون کا شکر ادا کرو کہ اونھین کی بدولت تم کفر سے بچے اور اونھین پر رحم کر کے
خدا نے تمکو تا ظہور امام کافر نہ گردانا اور احکام اسلام کے تمپر جاری کیے اگر شیعہ نہوتے تو یہ لطف تمھارے حق مین خدا ہرگز ہرگز نکرتا
یہ وجہ جو جناب قبلہ وکعبہ نے عدم اطلاق لفظ کفر کی نسبت سنیون کے تا ظہور امام بیان فرمائی اس سے بیشک
سارے اعتراض دفع ہوگئے سب شیخی سنیونکی جاتی رہی بھلا کس سنی کی مجال ہے کہ اسپر کچھ اعتراض کرے
اور اسی وجہ کو جو دلائل فلسفیہ سے بڑھکر مدلل ہے رد کر سکے بیشک ہم ہارے اور مجتہد صاحب جیتے۔

اس تقریر کا جسکی متانت اور استحکام پر اوسکے الفاظ ومعانی خود شاہد ہین ہمارے پاس کچھ جواب نہین ہے
ای حضرات امامیہ تم غور سے سنو اور اس وجہ کو دلمین جگہ دو کہ بہت بڑی باریک بات قبلہ وکعبہ نے فرمائی
اور نہایت حکمت کی تقریر تمکو سکھلائی ہے مجتہد ہون تو ایسے اور محقق ہون تو ایسے کہ جنکی تقریر پر ہر شخص کی زبان سے
آمنّا وصدّقنا کے سوا دوسرا کلمہ نہ نکلے اور جنکی بات کو سوا بجا اور درست کہنے کے کوئی رد نکر سکے ؎

اذا قالت حذام فصدقوہا	فان القول ما قالت حذام

جب مین نے صوارم مین مجتہد صاحب کی دیکھا تھا کہ اونھون نے ذوالفقار پر بڑا ناز کیا ہے اور اوسکی
تقریر وتحریر کو لاجواب تصور فرمایا ہے اور اوسکی نسبت یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ ابتک کسی نے جواب نہین لکھا

ف حذام ایک عورت تھی عرب مین کہ جسوقت وہ کچھ بات کہتی وہ سب لوگ شوق سے سنا کرتے اور جو کچھ زبان سے وہ کہتی وہی ٹھیک ہوتا کسی شاعر نے حال مین اوسکے یہ شعر کہا ہے کہ جسکے معنی یہ ہین کہ جب کوئی بات حذام کہے اوسکی تصدیق کرو اور کچھ مت بولو کیونکہ بات تو وہی ہے جو وہ کہتی ہے اوسکی بات کو کون رد کر سکتا ہے ۱۲

تونے ذوالفقار کے بالاستیعاب دیکھنے کا شوق ہوا تاکہ دریافت ہو کہ وہ حکیمانہ دلیلین اور فلسفی تقریرین کیا حضرت نے
اوس کتاب مین بھر دی ہین کہ کسی نے اوسکا جواب نہ لکھا جب اوسکو اول سے آخر تک دیکھا تو خدا آگاہ ہے کہ مین مبالغے
سے نہین کہتا ہون کہ اوسکے برابر کیا باعتبار عبارت کے اور کیا بلحاظ مضمون کے اور کیا بخیال انتشار مطالب ور کیا
بوجہ خلط مبحث اور تقریر لاطائل کے مین نے کسی عالم کی کتاب کو اوس سے زیادہ پوچ لچر نہین پایا اور نظر اوٹھاکر دیکھنے
کے لائق بھی اوسے تصور نکیا اسی واسطے شاید اوس وقت تک کسی نے اوسکا جواب نہ لکھا ہوگا اگر کسی کو شک ہو تو
جس قدر تقریرین اوس کتاب کی مین نقل کر چکا ہون اونکو بخوبی دیکھے اور میرے کلام کی تصدیق کرے -
اب مین خاص اس وجہ پر جو عدم اطلاق کفر کی نسبت سنیون کے مجتہد صاحب نے بیان کی ہے کچھ
دو ایک لطیفے لکھتا ہون اور شیعون کو سناتا ہون جو شائق ہون وہ سنین کہ جو مین کہتا ہون وہ
بڑے کام کی بات ہے اور بمقتضاے - کما تدین تدان - قابل سننے کے ہے بس ایہا المومنین غور سے سنو کہ شعر

	جلوہ مفت ست دیدنی دارد		سخن ما شنیدنی دارد	

اول یہ کہ خدا نے سنیون پر اطلاق اسلام کے لیے صرف یہی وجہ قرار دی ہے کہ { تا بر شیعیان کار
تنگ نشود } تو اوس خدا نے اونکے حال پر ذرا زیادہ رحم کیون نہ کیا اور سارے بت پرستون اور کافرون
کو اونکا بھائی کیون نہ بنا دیا اور اونکی خاطر سے جس طرح ایک اصول امامت کے انکار سے باوجودیکہ وہ صریح
کفر ہے سنیون پر اطلاق اسلام کا کیا کس لیے اونکی خاطر سے پانچون اصول کے منکر پر لفظ اسلام کا اطلاق نفرمایا
اس لیے کہ اب اسلام کے معنی وہ تو باقی ہی نہین رہے جو کہ قرآن اور حدیث مین مذکور ہین بلکہ یہ ایک
اصطلاح جدید مقرر ہوئی ہے - ولا مساحۃ فی الاصطلاح - تو پھر جس طرح پر کہ باوجود کفر سنیون کے اور مخلد
فی النار ہونے اونکے شیعون کے اوپر مہربانی کرکے اونکے اوپر اسلام کا لفظ اطلاق کیا اسی طرح پر اور
کافرون پر بھی اس لفظ کے اطلاق کی اجازت دیتا تا شیعون کا دائرہ کار اور بھی زیادہ وسیع ہو جاتا -
دوسرے - شیعون کی خاطر سے تا ظہور امام محرمات کو حلال کیون نکر دیا { تا کار بر شیعیان تنگ
نشود } جب اونکی خاطر ہی پر کفر و اسلام کا اطلاق ٹھہرا اور خدا نے اپنے آپ کو اونھین کے اختیار مین
دیدیا تو مناسب تھا کہ اونکے لیے سب حرام چیزون کو حلال کر دیتا کہ وہ خوشی سے شراب ارغوانی کے
جام کے جام اوڑاتے اور زنان مہ پارہ کے ساتھ ہم بستر ہو کر خوب ذوق شوق سے حرام کرتے
سارے دنیا کے مال و متاع کو اونکے لیے حلال کر دیتا کہ جسکے گھر سے جو چاہتے لے جاتے اور
خوب لوٹ مار کرکے اپنے معیشت کے دائرے کو وسیع کرتے سب جانورون کو اگرچہ خوک ہی
کیون نہو اونکے لیے حلال کر دیتا تاکہ وہ خوب مزے سے نوش فرماتے اور بیچارے کسی بات کی

تکلیف نہ اوٹھاتے نماز کو اونکے اوپر سے ساقط کر دیتا روزے کو اونپر واجب نفرماتا تاکہ
بیچارے کسی بات کی ذرا بھی تکلیف نہ پاتے اگرچہ مین نے اپنے نزدیک اسکو نہایت ہی
عجیب اور غیر ممکن تصور کر کے لکھا ہی مگر حقیقت مین بہت سی باتون کو حضرات شیعہ نے
اپنے لیے حلال کر رکھا ہی دیکھو پانچ نماز کے بدلے تین ہی وقت پڑھتے ہین دو وقت کی
تکلیف سے محفوظ ہین نکاح کی قید سے آزاد ہی ہو گئے ہین متعہ کی بدولت خوب چین سے
جسکو چاہتے ہین رات بھر کی اجرت دے کر اپنے صرف مین رکھتے ہین اور خدا کا شکر ادا کرتے
ہین لیکن بہتر ہو کہ وہ تا ظہور امام کے سب قیدین شریعت کی جو تھوڑی بہت رہ گئی ہین اوڑا دین
اور خاصے ملحد بنجاوین اور اگر کوئی اعتراض کرے تو اپنے قبلہ وکعبہ کا قول نقل کر دین
{کہ این تفضل خداست بنسبت بحال شیعیان}
تیسرے اگر حقیقت مین خدا نے صرف شیعون کے حال پر رحم کر کے سنیون کو ظاہری
کفر سے بچایا تو قید زمانہ ظہور امام کی بیجا ہی بلکہ ظہور مجتہد کی قید کافی تھی اور خدا کو یہ کہدینا چاہیے تھا
کہ جب تک کسی مجتہد کا ظہور نہووے تب تک یہ حکم ہی ورنہ جب کسی خطہ مین زمین کے اس قدر
عزت شیعون کی ہوجاوے کہ مجتہد صاحب مسند اجتہاد پر بیٹھ جاوین اور دو چار ہزار دنیا طلب
اونکے گرد حاضر ہووین اور وہ سنیون کے رد مین کتابین بھی لکھنا شروع کرین تب یہ حکم
موقوف کر دیا جاوے اس لیے - کہ اذا فات العلة فات المعلول - بس تعجب ہی کہ لکھنؤ و ایران
مین یہ حکم کیون ابتک جاری نہوا اور ظہور امام کے لیے وہان کسکا انتظار رہا جب کہ مجتہد صاحب نے
ذوالفقار کو دار السلطنت لکھنؤ مین لکھ کر مشتہر کیا تھا اوسوقت تو اونکو ایسی بات لکھنی زیبا نہ تھی اس لیے
کہ جو زور شور تشیع کا اونکے وقت مین وہان تھا اوس سے زیادہ ہونا تو کبھی ممکن ہی نہین ہی اس لیے
اونکو لکھنؤ مین یہ حکم جاری کر دینا تھا لیکن حقیقت مین اونھون نے جاری کر دیا تھا گو کتاب مین صاف
نہین لکھا مگر سنیون کے کفر اور نجاست کا فتوی دیدیا تھا یہ حال لکھنؤ مین ہوگیا تھا کہ اگر کوئی
سنی کسی شیعہ پاک کے فرش پر جاتا تو وہ اوسی وقت اوسکو دریا پر دھونے کے لیے بھیجدیتا
اور اونکے یہان کے کھانے پینے کو حرام اور ناپاک سمجھتا بس حقیقت مین یہ فرمانا حضرت کا
کہ {حکم بطہارت ایشان بکنید و دیگر احکام اسلام بر ایشان جاری کنید} فقط کتاب کی زینت
دینے کے لیے ہی عمل کرنے کے لیے حقیقت یہ ہی کہ شیعون کے مجتہد ٹھیک عیسائیون کے پوپ و پادریون کے موافق ہین
جسطرح وہ اپنے آپ کو معصوم جانتے ہین اور سارے احکام شریعت کے رد و بدل پر اختیار رکھتے ہین

وہی حضرات مجتہدین کا حال ہی کہ احکام نبوی کو اپنے اختیار مین سمجھتے ہین جو چاہا وہ حکم دیا جب چاہا
کفر کا اطلاق کردیا جب چاہا اسلام کا حکم دیا چونکہ خدائی اونکے اختیار مین ہی اس لیے جو چاہین سو کرین
اور جو دلمین آوے وہ فرماوین قیامت کو اسکا حال معلوم ہوگا ہم ہونگے اور گریبان مجتہد صاحب کا
جو تھے مجتہد صاحب نے اپنی تقریر مین میراث کے باب مین فرمایا کہ میراث بایشان بدہند و از ایشان
بگیرند اور نکاح کی نسبت کہا کہ دختر از ایشان بخواہند اور براہ دیانت دختر بایشان بدہند
کے کہنے سے شرم فرمائی گویا سنیونکو لڑکی دینا جائز نہین ہی کہ حال اسکی شناعت کا اوس شخص کو
ظاہر ہوسکتا ہی جو چند ورق ہماری کتاب کے لوٹ کر بحث نکاح حضرت ام کلثوم کو دیکھے۔
یہ بحث جو مینے لکھی اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب ایمان کا اطلاق خلفاء ثلثہ پر نہین کرتے
بلکہ اونپر اسلام کا اطلاق کرتے ہین اور اسی کے ثبوت مین بہت سی سندین لاتے ہین مگر حقیقت مین یہ قول
بھی اونکا غلط ہی اور اونھین کے محققین اور محدثین نے اسکو باطل اور غلط قرار دیا ہی پس تعجب ہی حضرت
مجتہد صاحب سے کہ نہ اوسکو دیکھا اور نہ اوسے نقل کیا اور خلاف اپنے پیشواؤن کے اسلام کا اطلاق
کیا افسوس ہی کہ اپنے تشیع مین بھی کامل نہین ہین اور اپنے اصول سے بھی اچھی طرح واقف نہین ہین
اور تالیف کرنے پر مستعد ہین اور ناحق اپنے اہل مذہب کو اپنی پوچ تقریرون سے اور
فضیحت کرتے ہین ولنعم ما قیل ع

در کفر ہم کامل نہ زنار را رسوا مکن

آب اوس قول کو سنیے جو علماء اعلام شیعہ نے اس باب مین لکھا ہی اور نہ وہ علما مثل ملا عبد اللہ کے
ہین جس سے حضرت مجتہد صاحب انکار کرین نہ وہ ایسے گمنام ہین کہ جنکے نام سے واقف نہون
بلکہ اوس علامہ اور محقق کی سند پیش کرتا ہون جسکے علم و اجتہاد کا انکار گویا امامت کا انکار ہی اور اوسکے
تقدس کا اقرار گویا چھٹا اصول دین کا ہی وہ کون ہین جناب فضیلت مآب جامع معقول و منقول
حاوی فروع و اصول فاضل محقق خبیر مدقق جناب ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ کہ وہ حدیث ارتداد صحابہ کو کافی سے
نقل کرکے فرماتے ہین کہ {بیان قولہ علیہ السلام من ان یرتدوا عن الاسلام ای عن ظاہرہ والتکلم
بالشہادتین الی قولہ ولیاتی ان الناس ارتدوا الا ثلثۃ لان المراد منہا ارتدادہم عن الدین واقعا
وہذا محمول علی بقائہم علی صورۃ الاسلام وظاہرہ وان کانوا فی اکثر الاحکام الواقعیۃ فی حکم الکفار
وقص ہذا بمن لم یسمع النص علی امیر المومنین علیہ السلام ولم یبغضہ ولم یعادہ فان من فعل شیئا
من ذلک فقد انکر قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکفر ظاہرا ایضا ولم یبق لہ شی من احکام الاسلام

ف علیہ الرحمہ کے دوسرے معنی سمجھے ہین جو علماء شیعہ کے اماماں عادلان کی شرح مین بیان کیے ہین ۱۲

و وجب قتلہ} خلاصہ مطلب اسکا یہ ہی کہ جن اصحاب نے بیغمبر خدا سے نص خلافت علی مرتضی کو نہین سنا اور نہ اونکے ساتھ
دشمنی کی او نپر تو احکام اسلام کے جاری ہین گو بسبب بیعت خلفا کے اکثر حقیقی احکام مین کفار کے علم مین
داخل ہین مگر جسنے نص نبوی کو سنا ہی اور یا حضرت علی سے دشمنی رکھی ہی وہ ظاہر مین بھی کافر ہو گیا اور کوئی حکم
احکام اسلام سے اوسکے حق مین باقی نرہا اور اوسکا مسلمان کہنا جائز نہین ہی اور اوسکا قتل کر دینا واجب ہی۔
اگر کسی کو شبہ ہو کہ اگر ملا باقر مجلسی نے ایسا فرمایا ہوتا تو کیونکر مجتہد صاحب پھر خلاف اوسکے خلفا پر اطلاق
اسلام کا کرتے اوسکا جواب یہ ہی کہ ہمارا کام اس روایت کی تصحیح کر دینا ہی اور تمھارا کام ہی اسکا تصفیہ کرنا کہ مجتہد سچے
ہین یا ملا باقر مجلسی حق پر ہین ہمنے جو کچھ لکھا ہی سو اوسکی تصدیق ہمسے سنو کہ اسی حدیث کو صاحب استقصا الافحام
منتہی الکلام کے جواب مین نقل کر کے فرماتے ہین کہ { اگر غرض از نقل این عبارت محض اثبات این معنی ست
کہ صاحب بحار ثلثہ و اتباع ایشان را کافر می انداین البتہ این معنی بسر و چشم مقبول ست اصلا جای استنکاف و انکار
نیست} اور بحار الانوار کے ترجمہ فارسی کی یہ عبارت ہی کہ {این حکم یعنی بقاء ظاہر اسلام مخصوص بکسی ست کہ
از رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نص خلافت امیر علیہ السّلام نہ شنیدہ و بغض و عداوت آن حضرت نداشتہ
چہ مرتکب این امور منکر قول پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بحسب ظاہر ہم کافر ست ہیچیک از احکام
اسلام برای او ثابت نیست و قتلش واجب ست انتہی بلفظہ} غرضکہ اگر حضرات شیعہ انصاف کرین اور
تعصب و عناد کو دخل ندین تو جناب قبلہ و کعبہ کے تقدس اور دیانت پر افسوس کرین کہ حضرت نے سارے
اقوال جو مفید اوس مقام کے تھے نقل کیے اور اونسے یہ نتیجہ نکالا { کہ در دار دنیا احکام اسلام بر اینہا جاری
میشود گو در دار آخرت مخلد بنار خواہد بود} اور اپنے امام اور علامہ کے قول کو نقل نہ کیا جس سے اسلام ظاہری سے
اطلاق کرنا بھی خلفا پر نا درست ہی بلکہ کفر ہی عجب حال ہی حضرات شیعہ کا کہ کسی بات پر ثابت قدم نہین رہتے
اور ایک کلمے پر قائم نہین رہتے کبھی کہتے ہین کہ اصحاب و خلفا مسلمان تھے ظاہر مین اونپر احکام اسلام کے
جاری تھے کبھی فرماتے ہین کہ وہ کافر مطلق تھے اونکا قتل کرنا واجب تھا خدا اس قوم کو اپنے عدل کا ذائقہ
چکھاوے اور جو کچھ خرابی دین محمدی کی انھون نے کر رکھی ہی اوسکا بدلہ لے ایہا المومنین ذرا ذوالفقار کو
اوٹھا کر دیکھو کہ اوسمین اجرای احکام ظاہری اسلام کا خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نسبت کس زور و شور
سے دعوی کیا ہی اور پھر بحار الانوار اور استقصا کو دیکھو کہ اونھون نے اپنا کفر کس صفائی سے ظاہر کیا ہی اور اپنے
اس اختلاف کی خود داد دو فاعتبروا یا اولی الابصار و انظروا الی ہولاء الکبار انہم فی کل
واد یہیمون و فی کل تیہ یتیہون تلک آیات اللہ نتلوہا علیک بالحق فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون
جو کچھ ہمنے ابتک بیان کیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ علمای شیعہ کفر و اسلام مین صحابہ کے مختلف ہین یعنی کبھی

ف بس غور کرو کہ صاحبان مجتہانی ان دو کتابوں ان بزرگوں کے تحقیق وہ لوگ بیچ ہر جنگل کے ٹھوکرین کھاتے ہین اور بیچ ہر بیابان کے بھٹکے پھرتے ہین یہ آیتین ہین اللہ کی ہم سناتے ہین تجکو ٹھیک پھر کونسی بات کو اللہ اور اوسکی باتین چھوڑکر مانین گے مولوی الطاف الرحمن عفی عنہ

اسلام کا اطلاق کرتے ہین اور اکثر ہین اور جو لوگ اسلام کا اطلاق کرتے ہین وہ بھی صرف بنظر ترحم حال
شیعیان علی کے اور بیان ہین کفر و اسلام کو برابر سمجھتے ہین اس لیے اب ہم اس سے بحث کرتے ہین کہ
اونپر کفر کا اطلاق کس وجہ سے ہے آیا اس وجہ سے کہ وہ توحید کے منکر تھے خدا کو ایک جانتے تھے لات وعزی
کی عبادت کرتے تھے مثل ابولہب اور ابوجہل وغیرہ کے بت پرست تھے یا نبوت کے منکر تھے پیغمبر صاحب کو
سچا نبی نہ جانتے تھے بلکہ اور کافرون کیطرح اونکی تکذیب ایمان ہین کرتے تھے یا صرف امامت کے
منکر تھے اور توحید و نبوت مین کامل تھے پس ہم تینون صورتون سے علحدہ علحدہ بحث کرتے ہین
بعض علما شیعہ کے تینون امرونکا دعوی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حقیقت مین اول ہی سے خلفا ثلثہ
ایمان نہین لائے اور خدا کی توحید اور پیغمبر صاحب کی نبوت کے سچے دل سے معتقد نہین ہوے چنانچہ یہ امر شیعون
کے نزدیک مسلمات سے ہے اور اسپر سند لانے کی کچھ حاجت نہین ہے اور خود مجتہد صاحب ذوالفقار
مین جا بجا لفظ از اول امر از ایمان بہرہ نداشت کا تحریر فرماتے ہین۔
اسکے جواب مین جو کچھ ہمکو لکھنا تھا وہ او پر بحث ایمان شیخین رضی اللہ تعالی عنہما مین لکھ چکے اب اونھین
تقریرون کو اعادہ نہین کرتے لیکن علاوہ اون دلیلون کے اونکے ایمان کو اور دلائل سے ثابت کرتے
ہین تاکہ معلوم ہو کہ جو دعوی نفاق کا بہ نسبت صحابہ کے حضرات شیعہ نے کیا ہے وہ باطل ہے۔

اثبات نہ منافق ہونے صحابہ کے بدلائل

دلیل اول

یہ تو ظاہر ہے کہ خلفا ثلثہ اور صحابہ کبار ظاہر مین مسلمان تھے اور اقرار توحید و نبوت کا کرتے تھے لسبب ظاہری
ایمان سے اونکے تو انکار ہو ہی نہین سکتا باقی رہا یہ کہ دل مین وہ منکر توحید اور نبوت کے تھے اور اسوجہ سے
وہ منافق تھے تو اسکا ثبوت دینا چاہیے ورنہ ہر خارجی اور ناصبی جناب امیر علیہ السلام کی نسبت وحاشا
جنابہم من ذلک بھی کہہ سکتا ہے پس جسطرح پر تم اون خارجیون کا جواب دوگے اور جسطرح سے ایمان کو جناب امیر
کے ثابت کروگے وہی ہماری طرف سے تمھین صحابہ کے سمجھو۔

دلیل دوم

اگر صحابہ منافق ہوتے جیسا کہ جا بجا مجتہد صاحب اور اونکے بزرگون نے دعوی کیا ہے تو ضرور ہے کہ پیغمبر خدا
علیہ التحیۃ والثنا اونسے بیزاری کرتے اور اونکو اپنے مشورے اور صلاح مین شریک کرتے اور جہاد
اور لڑائیون مین اونکو اپنے ساتھ نہ لیتے اور ہجرت مین اپنا شریک کرتے اور خدا بھی اونسے بیزاری کا

حکم دیتا اور پیغمبر صاحب کو اونکی صحبت سے منع کر دیتا اور اونکے اوپر جہاد کا امر کرتا اور اونکو بدترین وقت کی حالت پر پہونچاتا اس لیے کہ خدا نے منافقین کے حق مین ایسا ہی فرمایا ہی اور ایسا ہی کیا ہی اور افسوس ہی کہ جناب قبلہ وکعبہ نے ذو الفقار مین بعض اون آیات کو خود ہی نقل کر کے ہماری طرف سے جواب دیا ہی چنانچہ جو آیتین شاہ صاحب نے تحفہ مین فضائل صحابہ مین لکھی ہین اونکے معارضے مین وہ آیتین جو کہ منافقین کی شان مین ہین جناب قبلہ وکعبہ نے پیش کین اور یہ نہ خیال کیا کہ انھین آیتون سے اونکا دعوی غلط ہوتا ہی اور خدا اونکو اپنے کلام سے جھوٹا کرتا ہی چنانچہ منجملہ اون آیتون کے ایک آیت یہ ہی کہ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ کہ بعضے اہل مدینہ سے منافق ہین جنکو تو نہین جانتا مگر ہم جانتے ہین قریب ہی کہ ہم دو مرتبہ اونکو عذاب دین اور پھر وہ بڑے عذاب کی طرف پھیرے جاوین اب خدا کے لیے اس آیت مین لفظ من اہل المدینة کا خیال کرو اور سوچو کہ مضمون اس آیت کا خلفاء ثلثہ پر جو کہ مکے کے رہنے والے تھے کیونکر صادق ہوگا علاوہ برین خدا اس آیت مین خبر دیتا ہی کہ وہ دو مرتبہ عذاب دیے جاوینگے اور ظاہر ہی کہ اس سے مراد عذاب دنیاوی ہی تو سوای منافقین کے جنکا حال کھل گیا قتل ہو مارے گئے اور ذلیل ہوے اس آیت کا مضمون صحابہ کبار پر کیونکر صادق ہوگا اور نیز اس کے اس آیت مین خدا فرماتا ہی کہ لا تعلمهم نحن نعلمهم کہ تو اونکو نہین جانتا بلکہ ہم جانتے ہین حالانکہ موافق اصول اور روایات شیعہ کے پیغمبر خدا کو خلفاء ثلثہ کے نفاق کا حال معلوم تھا جیسا کہ ہم اوپر حدیث حذیفہ سے بروایت ادلہ المعاد نقل آئے ہین اور جس سے ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا نے اونکے نفاق کا حال حذیفہ صحابی سے بھی کہہ دیا تھا۔

ایک دوسری آیة مجتہد صاحب معارضے مین فضائل صحابہ کے اپنی ذو الفقار مین لکھتے ہین کہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اس آیت کی ہم اوپر تشریح کر چکے ہین مگر اب اور زیادہ تصریح کے ساتھ بیان کرتے ہین یہ آیة درحقیقت فضیلت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی ہی اس لیے کہ جب بعد فتح ہونے بدر کی لڑائی کے بیشتر کافر قید ہوے تو پیغمبر خدا نے مشورہ کیا کہ ان قیدیونکی نسبت کیا کیا جاوے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اور سعد بن معاذ انصاری نے فرمایا کہ قتل کیے جاوین اور حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ فدیہ لیا جاوے چنانچہ حضرت نے فدیہ لیا اوسپر آیة نازل ہوئی کہ اسکی تصدیق خود مفسرین شیعہ کرتے ہین

پہلا ثبوت - علامہ طوسی اپنی تفسیر مجمع البیان مین فرماتے ہین کہ { قال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ کذبوک واخرجوک مقدمہم واضرب اعناقہم ومکن علیًا من عقیل فیضرب عنقہ ومکنی من فلان اضرب عنقہ فان ہؤلاء ائمة الکفر وقال ابو بکر اہلک وقومک خذ منہم فدیة یکون لنا قوة

ف ۱
پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ بعضے دیہات کے گرد کے مدینہ کے اڑ رہے ہین نفاق پر تو اونکو نہین جانتا ہمکو معلوم ہین اونکو عذاب کرینگے دو بار پھر پھیرے جاوینگے بڑے عذاب مین ۱۲ موضح القرآن

ف ۲
پارہ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۹ ترجمہ اگر نہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ آگے سے تو تمکو پڑتا اس لینے مین بڑا عذاب ۱۲ موضح القرآن

علی الکفار قال ابن زید فقال رسول اللہ لو نزل عذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر بن الخطاب و سعد بن معاذ}
ترجمہ یعنی حضرت عمرؓ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ یا رسول اللہ ان کافرون نے آپکو جھٹلایا اور آپکو مکے سے
نکالا انکی گردنیں مارنا چاہییں عقیل کو علی کے سپرد کر کہ وہ اوسے مارے اور فلان شخص کو مجھے سپرد کیجیے کہ
مین اوسے قتل کرون کیونکہ یہ سب کفر کے پیشوا ہین اور ابو بکر نے کہا کہ یہ سب تیری ہی قوم کے آدمی ہین
انسے فدیہ لیکر انکو چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ وہ چھوڑ دیے گئے ابن زید کہتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا
کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوا عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ کے کوئی نجات نہ پاتا۔

دوسرا ثبوت ۔ کاشانی تفسیر خلاصہ المنہج مین لکھتا ہے کہ {روز بدر ہفتاد تن اسیر شد ند حضرت در باب
ایشان با اصحاب مشورہ کرد ابو بکر کہ از مہاجرین بود گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اکابر و اصاغر
این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت و استطاعت فدائی بدہد بہتر باشد کہ وزیدی بدو اسلام سید الخ}
ای مومنین تمکو دل سے اپنے مجتہد صاحب کے تبحر اور فضیلت کی داد دینی چاہیے کہ معارضے مین فضائل صحابہ کی
وہ آیت پیش کی جس سے اور بھی فضیلت خلیفہ ثانی کی ثابت ہوگئی سچ ہے الحق یعلو ولا یعلی شعر

	خسیر بایہ دو کان شیشہ گر سنگ است	عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد	

اس آیت کے معارضے مین پیش کرنے سے ہم بھی دل و جان سے شکر اوسکا ادا کرتے ہین اور اونکے تقدس
اور فضیلت کی داد دیتے ہین لیکن اگر کسی اونکے مقلد کو صرف ایک تفسیر مجمع البیان کی روایت پر سیری
نہووے اور وہ اوسکی تائید مین دوسری روایت کا طالب ہو تو بسم اللہ ہم دوسری سند اسی
قول کی تائید مین ایک بڑے عالم فاضل شیعی کی پیش کرتے ہین۔

تیسرا ثبوت ۔ ابن جمہور صاحب غوالی اللآلی جو اکابر امامیہ مین بہ علم و فضل مشہور ہے روایت کرتا ہے کہ
{ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اخذ سبعین اسیرا یوم بدر و فیہم العباس و عقیل بن عمہ فاستشار ابا بکر فیہم فقال
قومک و اہلک استبقہم لعل اللہ یتوب علیہم و خذ الفدیۃ لتقوی بہا اصحابک فقال عمر کذبوک و اخرجوک
فقدمہم و اضرب اعناقہم فانہم ائمۃ الکفر ولا تاخذ منہم الفداء مکنی علیا من عقیل و حمزۃ من العباس و مکنی
من فلان و فلان فقال صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ان اللہ یلین قلوب رجال حتی تکون الین من اللبن و یقسی
قلوب رجال حتی تکون اشد من الحجارۃ فمثلک یا ابا بکر مثل ابراہیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی
فانک غفور رحیم و مثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ثم قال ان شئتم
قتلتم وان شئتم فادیتم و یستشہد منکم بعدتہم فقالوا بل ناخذ الفداء فاستشہد بعدتہم فاخذ کما قال صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم}
اس علامہ کی تحریر کا جو بلفظہ نقل کی گئی اصل مطلب تو وہی ہے جو اوپر مجمع البیان سے منقول ہوا مگر

اس عالم نے اتنا اور زیادہ کر دیا ہی کہ پیغمبر خدا نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی باتون کو سنکر کہا کہ کیا خدا کی شان ہی
کہ بعضون کے دلونکو تو مثل شیر کے نرم کر دیتا ہی اور بعضون کے دلونکو مثل پتھر کے سخت کر دیتا ہی اور یہ کہکر
حضرت نے فرمایا کہ ای ابوبکر تیری مثال ابراہیم کی سی ہی کہ اونھون نے خدا سے کہا کہ جو میری اطاعت کرتا ہی وہ
مجھ سے ہی اور جو نافرمانی کرتا ہی سو تو بخشنے والا مہربان ہی اور ای عمر مثال تیری نوح کی سی ہی کہ اونھون نے خدا سے
کہا کہ ای پروردگار زمین مین کسی کافر کو نہ چھوڑ۔

پس ای حضرات مومنین جنکو تمھارے مجتہدین منافق کہتے ہین وہ ایسے منافق تھے کہ اپنے باپ بھائیونکو
خدا کے پیچھے قتل کرنے پر مستعد تھے اور قتل کرتے تھے اور پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا اونکی تمثیل پیغمبرون سے دیتے تھے
شان ہی خدا کی کہ ایسے لوگونکو منافق کہتے ہین منافق کچھ بھی شرم و حیا کا خیال نکرین اور جنھون نے کفر و نفاق کی
جڑ عرب سے کھو دی اونھین کو کافر اور منافق کہین۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ
إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۞ اگر اس روایت پر بھی سیری نہووے اور فارسی خوان شیعی کسی
فارسی تفسیر سے اس روایت کی تصدیق چاہین تو بفضلہ تعالی وہ بھی حاضر ہی۔

چوتھا ثبوت۔ کنز العرفان سے شیعون کے علامہ رازی نے اپنی تفسیر مین اس مضمون کو ان
لفظون سے نقل کیا ہی کہ { روایت ست کہ در روز بدر ہفتاد تن اسیر گرفتہ بودند از انجملہ عباس و عقیل بودند
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در باب ایشان باصحاب مشورہ فرمود ابوبکر گفت کہ اکابر و اصاغر
این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت و استطاعت فدائی بدہند باشد کہ روزی
بہدایت برسند و حالا عدد و مدد مسلمانان زیادہ شود عمر گفت یا رسول اللہ ایشان تکذیب کردند ترا و بیرون
کردند ایشان ائمہ کفر اند ہمہ را بفرمای تا گردن زنند و ہیچ یکی از ایشان فدیہ را عقیل را بعلی سپار و عباس را بحمزہ
و فلان را بمن تا گردن زنیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ حق سبحانہ تعالی دلہای مردمان را گاہ
کہ نرم می سازد بمرتبہ کہ نرم تر از شیر ست و دیگر دلہای باشد کہ سخت تر از سنگ ست مثل تو ای ابابکر
ہمان مثل ابراہیم ست علیہ السلام کہ گفت فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ
غَفُورٌ رَحِيمٌ ۞ و مثل تو ای عمر ہمچو مثل نوح ست وقتیکہ گفت رَبِّ لَا تَذَرْ
عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۞ } غرضکہ ای حضرات امامیہ خدا غفلت کی آنکھ
کھولو اور اپنے قبلہ و کعبہ کے حال پر رحم کرو کہ جو کچھ اونھون نے لکھا تھا اوس سے اولٹی فضیلت
صحابہ کی ثابت ہوئی اور ساری محنت اونکی خاک مین مل گئی اصل یہ ہی کہ ذو الفقار کی تالیف کی نسبت خود
حضرت لکھ چکے ہین کہ دس بیس روز کے عرصے مین تالیف کی تھی اور عجلت بہت فرمائی تھی اسی سے

یہ خرابی ہوئی اگر سوچ سمجھ کر لکھتے اور غور و تامل کو دخل دیتے تو ایسی غلطی نفرماتے اور فضیلت کی آیت کو
معارضے مین پیش نکرتے خیر اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب بجز اسکے کہ حضرات شیعہ افسوس کرین اور دل مین
شرمائین کیا ہوتا ہی - آپ حضرات اسی سے ہنسنے اوپر کہا ہی اور پھر کہتے ہین کہ زرارہ اور ہشام کے قوال
ہی کی سند لایا کرو للہ خدا کے واسطے قرآن مجید کیطرف توجہ کرو اور اوسکی آیتون سے سند نہ لاؤ اس لیے
کہ تمکو اوسکے مطلب سے واقفیت نہین ہی اور اوسکی شان نزول سے آگاہ نہین ہو اور اوسکو قرآن محرف اور
بیاض عثمانی جانتے ہو اگر ہمیشہ دیکھا کرو اور اوسکے نظم پر غور کرتے رہو تو ایسا دھوکا نہ کھاؤ ورنہ ایسے ہی
مغالطے ہونگے اور جس امر کے اثبات مین کوئی آیت لاؤ گے اوسی سے تردید اوسکی ہو گی اس قرآن دانی
پر شاہصاحب مؤلف تحفہ کے جواب لکھنے کا قصد کیا بلکہ اونکی طرف مقابل بنے پر اظہار عار و ننگ فرمایا اور
اوستاد کا یہ شعر جسکو صوارم مین خود حضرت نے لکھا ہی بھول گئے کہ شعر

زبانم در سخن گفتن ید بیضیات میگویم	مشو ہم غنچہ با من گرچہ سحر سامری داری

مین اس بحث کو ابھی ختم نہین کرتا اور ایک اور شبہے کو جو اکثر حضرات شیعہ کیا کرتے ہین بیان کرتا ہون
کہ بعضے حضرات کہا کرتے ہین کہ پیغمبر خدا کی نسبت جو ناصبی یہ تہمت کرتے ہین کہ وہ شیخین یا اور صحابہ سے
مشورہ لیا کرتے تھے وہ اونکی تہمت ہی یہ امر کیونکر ممکن ہی کہ پیغمبر خدا صاحب الوحی والالہام کسی سے مشورہ
کرین اور اس ابلہ فریبی کی تقریر کو سنکر جہلا گھبرا جاتے ہین اور کہنے لگتے ہین کہ سچ تو ہی کہ رسول مقبول
جسپر ہر معاملے کے لیے وحی خدا بھیجدے اور جس سے سب باتین جبرئیل کہ جاوین اور جنکی شان
وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ ہو وہ ابوبکر یا عمر وغیرہ سے صلاح
لین بیشک یہ بات عقل کے خلاف اور قیاس سے باہر ہی اور ایسی تقریرون سے قرطاس وغیرہ کے
مطاعن کو خوب رونق دیتے ہین اس لیے مین اون حضرات سے کہتا ہون کہ وہ اس آیت پر غور کرین جسکو
مجتہد صاحب نے صحابہ کی برائی ظاہر کرنیکے لیے تحریر فرمایا ہی اور پھر اونکی تفسیرونکو دیکھو اور پھر دیکھو کہ اوس سے
مشورہ کرنا صحابہ سے ثابت ہوتا ہی یا نہین اور اون مشورہ دینے والون مین سب سے اول ابوبکر صدیق کا و عمر
فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کا نام ہی یا نہین دیکھو اور پھر دیکھو اور خوب غور سے دیکھو کہ مشورہ کرنا
رسول کا اونسے اور صلاح دینا اونکا حضرت کو تمھارے مفسرین کے قول سے ثابت ہوتا ہی یا کچھ اسمین فرق ہی -
فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ
يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝
سبحان اللہ شیعون کو ایسے لوگونکی نسبت منافق کا لفظ کہتے ہوئے کچھ خدا کا خوف

پارہ ۲۷ سورۂ نجم رکوع ۱ ترجمہ اور نہین بولتا اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو پہنچتا ہے ۱۲ موضح القرآن

پارہ ۲۹ سورۂ ملک رکوع ۱ ترجمہ پھر دوہرا کر نگاہ کر کہین دیکھتا ہے دراڑ پھر دوہرا کر نگاہ دو دو بار الٹی آوے تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر ۱۲ موضح القرآن

رسول کا لحاظ بھی ہوتا ہی یا نہین اور قیامت کے مواخذے سے بھی ڈرتے ہین یا نہین جناب مجتہد صاحب نے ایسے
صحابہ کبار کے منافق لکھنے مین یہ بھی خیال کیا کہ آخر ایک روز انتقال کرنا ہی اور خدا کو جواب دینا ہی جو کچھ ہم کتاب
مین لکھتے ہین اسکا خدا کو کیا جواب دینگے رسول کو کیا مونہہ دکھائینگے جو ہم اونکے حواریین اور اصحاب کو
جن سے وہ مشورہ لیتے تھے جنکو اپنا مصاحب بنائے ہوے تھے منافق کہتے ہین اگر یہ ڈر ہوتا اور اسپر یقین
رکھتے ہوتے کہ قیامت کے دن جب ہاتھ مین نامۂ اعمال دیے جاینگے اور ذو الفقار کی کفریات پر ملائکہ عذاب
اِقْرَأْ كِتَابَكَ ط كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ ف خدا کیطرف سے کہینگے اوسوقت
کیا حال ہوگا نہ اونکے مقلدین بچا سکینگے نہ اونکا اجتہاد کام آئیگا توبہ توبہ جان بوجھکر یہ لوگ کفریات بکتے
ہین اور مراتب صحابہ پر کامل یقین رکھکر اوسی سے انکار کرتے ہین اور اپنے آپ کو مسلمان کہکر وہ لغویات
مونہہ سے نکالتے ہین کہ جنکو سنکر کفار بھی الامان الامان پکارتے ہین حقیقت مین نہ یہ مبالغہ ہی نہ تعصب ہی
امر حق کا اظہار ہی کہ جس طرح پر دین محمدی کو اس فرقے نے اور خوارج نے خراب کیا ہی وہ کسی دوسرے نے
نہین کیا وہ باتین دین مین داخل کی ہین کہ جنکو خدا کسی مسلمان کے کان تک نہ پونہچائے اونکے کفریات
اور ہزلیات اور لغویات پر شیطان بھی حیران ہوگا اور وہ بھی ع مسلمان نشنود کافر مبیناد +
اونکی شان مین کہتا ہوگا اگر کوئی حضرات شیعہ نہایت ہی غور کو دخل دین اور اس آیت کو قرآن مجید کی
مکرر ستہ کر عینک لگاکر پڑھین اور دو چار مجتہد جی اونکے ملکر یہ فرماوین کہ خاص آیت مین تو ذکر مشورہ کرنیکا نہین ہی
اس لیے ہم اوسے نہین مانتے اور جو تفسیرین تمنے بیان کین اونکو بھی ہم قبول نہین کرتے اگر مشورہ لینے کا
حکم خدا کا ہوتا تو اس آیت مین اوسکا ذکر ہوتا۔ جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن کو ذرا اول سے آخر تک پڑھو اور
دیکھو کہ خدا نے مشورہ کرنیکا ارشاد کیا ہی یا نہین چنانچہ اب ہم اوسی آیت کو بیان کرتے ہین +

دلیل سوم

اللہ جل شانہ فرماتا ہی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ
الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي
الْاَمْرِ ج ترجمہ کہ بسبب رحمت خدا کے تو اونپر نرم ہو گیا ہی اگر تو سخت ہوتا تو وہ تیرے
پاس سے بھاگ جاتے پس عفو کر اونسے اور استغفار کر اونکے لیے اور مشورہ کر اونسے اور جب کسی کام
کرنے پر مستعد ہو جا تو خدا پر بھروسہ کر کہ خدا بھروسہ کرنے والون کو دوست رکھتا ہی۔
خیال کرنیکی بات ہی کہ جناب احدیت کسقدر عنایت سے پیغمبر خدا کو صحابہ پر رحم کرنے کا اور اونکے زلات اور
قصورات کو معاف کرنیکا اور اونسے مشورہ لینے کا حکم کرتا ہی اور اس سے کیسی کچھ خدا کی مہربانی صحابہ کی

ف پارہ ۱۵ - سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ ترجمہ پڑھ لے لکھا اپنا تو ہی بس ہے آج کے دن تجھ پر حساب لینے والا ۱۲ موضح القرآن

ف پارہ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۱۷ ترجمہ سو کچھ اللہ ہی کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا ان کو اور اگر تو ہوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے سو تو ان کو معاف کر اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور ان سے مشورت لے کام میں ۱۲ موضح

نسبت ظاہر ہوتی ہے پس اس سے زیادہ اصحاب رسول کی فضیلت کے لیے کونسی دلیل و برہان چاہیے
اور آیات خدا سے بڑھکر کسکی شہادت ہم پیش کرین اب ہم اس آیت کی تفسیر کو جو علما شیعہ نے کی ہے بیان کرتے ہین
علامہ طوسی مجمع البیان مین فرماتے ہین کہ {فاعف عنہم ما بینک وبینہم واستغفر لہم بینہم وبینی وقیل معناہ
فاعف عنہم فرارہم باحد واستغفر لہم من ذلک الذنب وشاورہم فی الامر ای استخراج رائہم واعلم ما عندہم
واختلفوا فی فائدۃ مشاورتہ ایاہم مع استغنائہ بالوحی عن تعرف صواب الرای من العباد علی اقوال احدہا ان ذلک
علی وجہ التطیب لنفوسہم والتألف لہم والرفع من اقدارہم لتبیین انہم ممن یوثق باقوالہم ویرجع الی آرائہم عن قتادۃ
والربیع وابن اسحاق وثانیہا ان ذلک لتقتدی بہ امتہ فی المشاورۃ ولم یروہا نقیصۃ کما مدحوا بان امرہم شوری
بینہم عن سفیان بن عیینۃ وثالثہا ان ذلک لامرین لاجلال اصحابہ ولیقتدی امتہ فی ذلک عن الحسن والضحاک
ورابعہا ان ذلک لیمتحنہم بالمشاورۃ لیتمیز الناصح من الناس وخامسہا ان ذلک فی امور الدنیا ومکائد الحرب
ولقاء العدو وفی مثل ذلک یجوز ان یستعین بآرائہم عن ابی علی الجبائی انتہی بلفظہ۔}
یعنی خدا کے اس کہنے کا کہ معاف کر اونسے یہ مطلب ہے کہ جو کچھ تیرے اور اونکے بیچ مین ہے اور اگر اسمین وہ چوک جاوین یا
کچھ تیرا قصور کرین تو تو معاف کر اور استغفار کر اونکے لیے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو معاملہ ہمارے اور اونکے بیچ مین ہے اور اسمین وہ
چوک جائین یا گناہ کرین تو تو اونکی معافی کے لیے ہمسے استغفار کر اور مشورہ کر اونسے اسکا مطلب یہ ہے کہ اونکی رائے اور دیکھ کہ وہ کیا
کہتے ہین۔ اور پھر یہ مفسر بیان کرتا ہے کہ مشورہ لینے کے فائدے مین خلاف ہے کہ باوجودیکہ غنی ہونے پیغمبر خدا کے بوجہ وحی کے دریافت
رائے صواب سے کسی بندے سے مشورہ لینے کا کیون حکم ہوا اور اسمین لوگون نے بہت سے قول کہے ہین۔
اوّل قول یہ کہ یہ حکم اس لیے ہے تا کہ اصحاب رسول کے دل خوش ہون اور اونکو محبت اور الفت پیدا
ہووے اور اونکا مرتبہ بلند ہو اور قدر اونکی ہو کہ یہ بھی اون لوگون مین سے ہین جنکے قول پر اعتماد
کیا جاتا ہے اور جن سے رائے لی جاتی ہے یہ قول ہے قتادہ اور ربیع اور ابن اسحاق کا۔
دوسرا قول یہ ہے کہ تا کہ امت نبوی اسکی اقتدا کرین اور اوسکو عیب نہ سمجھین جیسا کہ صحابۂ رسول
کی تعریف مین کہا جاتا ہے کہ وہ جو کام کرتے تھے سو صلاح اور مشورے سے کرتے تھے یہ قول ہے سفیان بن عیینہ کا
تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے دو فائدے منظور تھے ایک صحابہ کی عزت دوسرے امت کی اقتدا
اس باب مین یہ قول ہے حسن اور ضحاک کا۔
چوتھا قول یہ ہے کہ امتحان ہو جاوے کہ دوست کون ہے اور دشمن کون۔
پانچوان قول یہ ہے کہ یہ مشورہ لینے کا حکم امور دنیا مین اور لڑائی کی باتون مین ہے اور ایسی باتون مین
اون سے صلاح لینا جائز ہے یہ قول ہے ابی علی جبائی کا فقط اس تفسیر سے چند فائدے حاصل ہوے۔

اول یہ کہ خدا اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ اگر یہ لوگ بمقتضای بشریت تیرا قصور کرین تو تو خود اوسے معاف کر دے
اور اگر میرا گناہ انسے ہو جاوے تو اونکے لیے مجھ سے استغفار کر سبحان اللہ کیا مہربانی ہے خدا کی حال پر صحابہ کے
کہ اونکی خطاؤن کے عفو کے لیے اپنے پیغمبر سے اونکی سفارش کرتا ہے اور اونکے گناہون کے خود معاف کرنیکے
لیے اپنے پیغمبر کو اونکے واسطے شفاعت کا حکم دیتا ہے افسوس ہے شیعون کے حال پر کہ وہ ایسے ہی لوگون کو کافر
اور منافق کہتے ہین ۔

دوسرے یہ کہ جنگ احد کے فرار کا عفو اس سے ثابت ہوتا ہے جسپر بہت کچھ زبان درازی حضرات شیعہ کرتے ہین
تیسرے یہ ثابت ہوا کہ صرف اونکے اظہار قدر و منزلت کے لیے خدا نے یہ حکم پیغمبر صاحب کو دیا کہ اونسے مشورہ کیا کر ۔
اس تفسیر کی نسبت اگر بعضے حضرات یہ فرماوین کہ قتادہ وغیرہ اہل سنت تھے جس سے صاحب مجمع البیان نے ان اقوال کو
نقل کیا ہے جواب اوسکے ہم کہینگے کہ جو کچھ اقوال مختلفہ کے نقل کرنے سے پہلے مفسر موصوف نے کہا ہے وہ تو
کسی سے نقل نہین کیا اور جن اقوال کو اوس نے نقل کیا ہے وہ فوائد اور وجوہ مین مشورہ لینے کے ہین اگر تم کسی
قول کو من جملہ اون اقوال کے نہ مانو تو ذرا بیان فرماؤ کہ خود صاحب مجمع البیان کا کیا قول ہے اور پھر شاورہم
فی الامر کے کیا معنی ہین اور اس حکم دینے کے کیا فائدے ہین ۔

دلیل چہارم

یہ سب مسلمان جانتے ہین کہ سب سے پہلے لڑائی بدر کی ہے اور جو لوگ اسمین پیغمبر خدا کے ساتھ تھے اونکا بڑا رتبہ ہے
اس لیے کہ اللہ جل شانہ نے فرشتون کو مدد کے لیے بھیجا اور آیات قرآنی نازل کرکے اپنے احسان کو
ظاہر کیا اسیواسطے تمام اصحاب نبوی مین وہی لوگ بڑے رتبے کے شمار ہوتے تھے جو کہ اس لڑائی
مین شریک تھے اب ہمکو دیکھنا چاہیے کہ وہ اصحاب جنکو حضرات شیعہ کافر اور منافق کہتے ہین وہ اس لڑائی مین
کس طرف تھے پیغمبر صاحب کیطرف یا کفار کیطرف اگر کوئی شیعہ یہ ثابت کردے کہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ
تعالی عنہم اوسوقت پیغمبر صاحب کیطرف نہ تھے اور وہ اس لڑائی مین شریک نہ تھے تو ہم اونکے دعوی کو
تسلیم کرتے ہین اور اگر ہم ثابت کردین کہ وہ عین معرکہ مین موجود تھے بلکہ خاص پیغمبر صاحب کی خدمت مین
حاضر تھے تو حضرات شیعہ کو چاہیے کہ وہ تشیع سے فارخطی لکھدین اس لیے مین لڑائی کے شروع ہونے
اور عین لڑائی کے وقت کا حال حملۂ حیدری سے نقل کرتا ہون کہ ایسا متعصب کیا لکھتا ہے لڑائی
شروع ہونے سے پہلے کا حال مؤلف موصوف اسطرح لکھتا ہے کہ جب پیغمبر خدا نے سنا کہ مشرکین قریش
واسطے لڑائی کے آتے ہین تب اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تو اوسوقت سب سے اول حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت
عمر نے جواب دیا اور جہاد پر آمادہ ہونے پر اپنی رغبت ظاہر کی چنانچہ اشعار اوسکے یہ ہین اشعار

پس ازین خبر سید المرسلین
کہ ای حق پرستان پاکیزہ کیش
رسیدند نزدیک آمد خبر
کہ دشمن رسید از پی کارزار
بگفتند یا سید المرسلین
چہ سان در رہت جان فدا میکنیم
بود تا بہ تن جان و درکف توان
بفرمود در حق ایشان دعا
دگر بار فرمود کای دوستان
چنین گفت انصار ای صدق و نیاز
سر و مال و فرزند و خویش و تبار
بران صدق و ایمان انصار دین

یکی انجمن ساخت با اہل دین
بدانید کز کعبہ اہل جفا
بیایند خود ہم بروز دگر
بیا شیخ ابو بکر از جای خاست
قدم پیش بگذار و مارا ببین
وزان پس ز جا خاست مقداد نیز
بیاریم شمشیر بر دشمنان
چنین خواست پس بہترین بشر
چہ گویید اندر حق دشمنان
کہ با جان و دل باہمین عہد دست
ہمان روز کردیم بر تو نثار

بفرمود آنگہ باصحاب خویش
کمر بستہ بر کین و پرخاش ما
شمارا کنون چیست تدبیر کار
وزان پس عمر نیز قد کرد راست
کہ با دشمن دین جہا میکنیم
بگفت ای حبیب خدا ای عزیز
ازان گشتہ خوش دل رسول خدا
کہ از راز انصار یابد خبر
ز جا خاست این بار سعد معاذ
بدست تو روزیکہ دادیم دست
پیمبر برایشان نمود آفرین

پس ای حضرات امامیہ ذرا منافقین کے ایمان اور جان نثاری کو خیال کرو اور اونکے صدق اور اخلاص کو دیکھو سمجھو تو کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ایسے منافق تھے کہ سب سے پہلے جانبازی پر مستعد ہوے اور اول سب سے پیغمبر خدا کے ساتھ ہوے اور اپنے اخلاص کو اپنے اعمالون سے سب پر ظاہر کر دیا اور خطاب افضل المہاجرین کا خدا کے حضور سے پایا ای حضرات پیغمبر کو مدینے کے منافقین نے جو بعد شوکت اسلام کے ظاہر مین کلمہ گو ہو گئے تھے ایسے ہی اخلاص کے جواب دیے ہین اوس وقت یہ اسطرح کا ساتھ دیا ہی اور رسول مقبول نے اون منافقون کے حق مین اسطرح دعا اور آفرین کی ہی مجتہد صاحب قبلہ اپنی ذوالفقار مین منجملہ اور آیات کے جواثبات فضائل صحابہ کے معارضے مین پیش کی ہین ایک یہ آیت لکھتے ہین إِذَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ط کہ جب کوئی سورت جہاد کی نازل ہوتی ہی تو جنکے دلمین بیماری ہی وہ تجھے ای پیغمبر بری نظر سے دیکھتے ہین اور اس آیت کو گویا وہ حقمین خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کے صادق سمجھتے ہین آیہ اَلَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ط کی نسبت فرماتے ہین کہ (پس شک نیست درین کہ از صحابہ کسانیکہ ایمان داشتند و ہجرت و جہاد نسبت صحیح کردند دلالت بر فضیلت آنہا دارد لیکن چون ایمان غاصبین حق ولایت و ہجرت اینہا

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ [illegible] صفحہ ۶۲ سطر ۱۲ منہ

پارہ ۲۶ سورہ محمد رکوع ۳ ترجمہ جب اوتری کوئی سورت پکی [illegible]

پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۳ ترجمہ [illegible]

عبارت ذوالفقار [illegible] صفحہ [illegible] منہ

نہیت درست بہ ثبوت رسیدہ استدلال بدین آیات بر فضیلت ایشان وجہی ندارد لا سیما نظر باینکہ او سبحانہ تعالی
بقاران این ہر دو صفت صفت جہاد رانیز مذکور نمودہ وکیفیت جہاد ایشان در جنگ اُحد وخیبر وحنین
وغیرہا اظہر من الشمس ست پس الیشان را ازین آیہ بہرہ نخواہد بود بلکہ الیشان از مصداق قول او سبحانہ تعالی
ومن یولہم یومئذ دبرہ الخ خطوا فر دارند) پس کوئی شخص حملۂ حیدری کے ان اشعار کو حضرت کی قبر پر
پڑھ دے کہ شاید اونکی روح کو خبر ہوجاوے کہ اونکی ساری تقریر وتحریر اونہین کے ایک شاعر کے
قول سے رد وباطل ہوگئی بعد وفات بڑے قبلہ وکعبہ کے جب اونکے ولیعہد اور صاحبزادے یعنی
دوسرے قبلہ وکعبہ مولوی سید محمد صاحب نے حملۂ حیدری کی اصلاح کی تھی اور اوسکو تصحیح کرکے نظر ثانی
فرمائی تھی تب امید تھی کہ شاید وہ ان اشعار کو دیکھکر متنبہ ہونگے اور اپنے والد ماجد کی تحریر پر خط نسخ
کھینچ دینگے مگر افسوس ہے کہ اونھون نے بھی دیانت کی آنکھ بند کرلی اور ذوالفقار کے اوپر ان اشعار کا
حاشیہ نہ لکھدیا تاکہ لوگون کو معلوم ہوجاتا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہم اون جہاد مین جو کہ سب سے اول
ہوا کس فریق مین تھے منافقین کے یا مخلصین کے اور اونھون نے رسول مقبول کیخدمتمین سب سے اول
لڑائی پر آمادگی ظاہر کی تھی یا اور کسی نے اور لڑائی کے وقت پیغمبر صاحب کیخدمتمین حاضر تھے یا نہین۔
باقی رہا حال لڑائی اُحد اور خیبر وغیرہ کا کہ بار بار مجتہد صاحب کے قلم سے اُحد اور فدک اور قرطاس کا
لفظ نکلتا ہے اور ہر ورق اور ہر صفحہ مین موقع اور بیموقع اسی کا نام آتا ہے سو حضرات امامیہ ذرا صبر کرین
دوسرا حصہ مطاعن صحابہ کے جواب کا چھپنے دین تب اسکی بھی حقیقت کھل جائیگی اور جو کچھ حضرت نے
لکھا ہے اوسکا حال سبکو معلوم ہوجائیگا مگر بالفعل ایک آیت کو لکھکر اوسکا جواب دیتا ہون کہ جنگ اُحد مین
جو صحابہ سے لغزش ہوگئی اوسکو خدا قرآن مجید مین بیان فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ
الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ
عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ پس اسکو خدا نے خود صاف کردیا بعد
اوسکے عفو کے اوسکا ذکر کرنا گویا خدا کی تکذیب کرنا ہے کہ اوسکو بھی مجتہد صاحب نے ظاہر کردیا
اور خدا کو جھٹلا دیا ونعوذ باللہ منہ چنانچہ اسے ذوالفقار مین فرماتے ہین کہ (فرار صحابہ در روز اُحد
متیقن وعفو ایشان بحیثیتی کہ مطلق باوامی ایشان در نہم نباشد مشکوک والیقین لایزول الابیقین مثلہ)
اب ذرا غور سے حضرت کے الفاظ کو جو ہمنے اوپر مختصر نقل کیے دیکھنا چاہیے کہ خدائے جل شانہ تو صاف
فرماتا ہے کہ لقد عفا اللہ عنہم ۔ کہ جو میرے اونکو معاف کردیا اور حضرت فرماتے ہین
کہ عفو یقینی نہین ہے۔ اب جو شخص خدا کے قول کو بھی جھٹلادے اور اللہ جل شانہ کے کلام مین بھی شک کرے

ف ۱ پارہ نہم سورۂ آل عمران رکوع ۱۴ ترجمہ جو لوگ تم مین سے ہٹ گئے جسدن ملین دو فوجین سو اونکو ڈگادیا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل کرنیوالا ۱۲ منہ

ف ۲ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۰ھ صفحہ ۹۰ سطر ۱۱ و ۱۲ فقط ۱۲ منہ

اور اوسکو یقینی نہ سمجھے کون ہی کہ پھر اوسکو با ایمان کہیگا اور ایسے منکر آیات قرآنی کو کون ہی جو دشمن خدا اور رسول نہ سمجھے گا عجب حال ہی ان حضرات کا کہ صرف اصحاب نبوی کی عداوت سے ایسے جاہل اور خدا ناشناس ہو گئے ہین کہ ایسی صریح اور صاف آیات الٰہی مین بھی شک کرتے ہین خیر اسوقت تو اس بحث کا موقع نہین ہی مطاعن کے باب مین ہم اس اعتراض کو تفصیل کے ساتھ بیان کرکے حضرات شیعہ کینخدمت مین پیش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اب مین پھر جنگ بدر کا حال لکھتا ہون غرضکہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے جو حال مہاجرین و انصار کا تھا وہ تو ظاہر ہو گیا اب مین عین لڑائی کے وقت کا حال اوسی کتاب سے نقل کرتا ہون ای مومنون سنو مؤلف موصوف لکھتا ہی کہ جب لڑائی کی صفین آراستہ ہو گئین اور لڑائی قریب تھی کہ شروع ہوے تب پیغمبر خدا نے بجضور کبریا دعا کی اور جو کچھ حضرت نے دعا مین فرمایا اوسکا حال ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہی

اشعار حملہ حیدری کے حال مین جنگ بدر کے

پس آورد رو سوی یزدان پاک
فرستندهٔ انبیا بر عباد
کشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ
کہ کردند امر ترا انقیاد
بمانند از فتح کوتاه دست
نگردد پرستندهٔ ای دادگر
دران دم صف خصم نزدیک شد
بگفت ای بحق خلق را رہنمای

بنالید و مالید رو را بخاک
تو دانی کہ من رہنمائے قریش
مکن نصرت خویش از من دریغ
بحکم تو ہستند ہر کس میان
بیابند از دست دشمن شکست
باین زاری و عجز رنجیده بود
ز بس گرد خورشید تاریک شد
درآمد بہ تنگی سپاہ ضلال

بگفت ای نمایندهٔ عدل و داد
بہ حکم تو بودم نہ برای خویش
الٰہی گر این چند تن از عباد
نہ دیدند بیش و کم دشمنان
بروی زمین تا قیامت دگر
کہ خواہش بفرمان حق در ربود
ابوبکر نزد نبی داشت جای
چہ فرمائے اکنون برای قتال

کہان ہی انصاف کی آنکھ اور ایمان کے کان جو حضرات شیعہ اس مؤلف کے الفاظ کو دیکھین اور سنین اور اوسکے مطلب کو سوچین کہ ساری نفاق کی باتین اور کفر کے کلمے خاک مین مل گئے اور ایمان بھی اور اخلاص بھی اور ہجرت بھی اور نصرت و یاری بھی سبکا مہاجرین و انصار کی نسبت ثبوت ہو گیا ای مسلمانون خدا کے لیے دیکھو کہ اب اس سے زیادہ اصحاب نبوی کی فضیلت کیا ہو گی کہ پیغمبر خدا اونکے حقمین خدا سے عرض کرتے ہین کہ خدایا ان چند آدمیون نے صرف تیرے حکم سے جہاد پر مستعدی کی ہی اگر انکو شکست ہوئی اور یہ مارے گئے تو پھر قیامت تک کوئی تیری عبادت نہ کریگا پس اہل سنت اور کیا کہتے ہین انھین باتون پر اصحاب نبوی سے محبت رکھتے ہین اور ایسی ہی فضیلتین اونکی بیان کرتے ہین جب پیغمبر خدا اونکے حقمین یہ فرماوین کہ یہی لوگ

تیری عبادت پھیلانے اور تیرے نام بلند کرنیکے ذریعے ہونگے اگر یہ مارے گئے تو دین کا خاتمہ ہوجاویگا
اور قیامت تک کوئی تیرا نام نہ لیگا تو کیونکر ہم اہل سنت اونکو مومن اور مخلص نہ جانیں اور کس طرح صرف ایک عبد اللہ
ابن سبا یہودی کے بہکانے سے ایسے پاک لوگونکو منافق کہکر ایمان سے دست بردار ہون اور خدا کی قدرت کا
تماشا کرنا چاہیے کہ اس مقام پر بھی اس مؤلف کے قلم سے خدانے نام ابو بکر صدیق کا لکھوا دیا اور وہ بھی ایسے موقع پر
کہ جس سے قربت نبوی ثابت ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق پیغمبر صاحب کے برابر ہی کھڑے
تھے جیسا کہ مؤلف موصوف فرماتا ہے کہ مصرع ابو بکر نزد نبی داشت جاے ‡
اے یار و کیا مؤلف حملہ حیدری کا ناصبی اور سنی ہے جسنے اپنے مذہب کی خاطر سے ابو بکر صدیق کا نام لکھدیا
یا اوسکو ابو بکر صدیق سے محبت تھی جسکی وجہ سے اوس نے اونکے حق مین یہ کچھ کہدیا آخر کیا سبب ہے خدا کے
لیے کچھ سبب تو اسکا بتلاؤ بجز اسکے بھائیو دوسرا کوئی سبب نہین ہے کہ قربت نبوی حضرت ابو بکر صدیق کو
ایسی حاصل تھی کہ اوس سے انکار کرنا اور اونکا نام نہ لکھنا درحقیقت آفتاب کو چھپانا تھا بازل بے بدل کو مجتہد صاحب
کی سی جرات نہوئی کہ وہ ایسی کھلی ہوئی بات کو چھپاتا اور جو بات تمام مہاجرین اور انصار مین مشہور تھی اور
جسکا شہرہ اوسوقت سے ابتک ہے اوس سے انکار کرتا- اے مومنین ذرا غور کرو کہ جو دعا پیغمبر خدا نے اصحاب
کی نسبت کی ہے اور جو حال اونکا خدا کے سامنے اونھونے بیان کیا ہے اس سے بھی اونکا نفاق ثابت ہوتا ہے
کیا منافقون کے حق مین پیغمبر خدا نے ایسا ہی ارشاد کیا ہے کیا منافقون کے حق مین یہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے
کہ اگر فتح نہوگی تو خدایا تیری عبادت قیامت تک پھر کوئی نکرے گا کیا باوجود ایسے نص صریح ہونیکے
جسکا ثبوت تمہارے ہی مذہب والون کے کلام سے ہوتا ہے تم اونکو کافر اور منافق کہتے رہوگے اور
کیا ایسی باتون کو سنکر بھی نفاق سے توبہ نہ کروگے اگر باوجود اسکے بھی تم اونکی نسبت نفاق کا اطلاق کرو تو
معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری اصطلاح مین اخلاص اور ایمان اور قربت نبوی کے معنی نفاق کے ہین ایس لا مساحۃ فی الاصطلاح
مجتہد صاحب بار بار اپنی کتاب ذو الفقار وغیرہ مین یہی فرماتے ہین کہ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما اور اونکے
متابعین کی نیت بخیر نہ تھی اور جب تک نیت بخیر ہونیکا حال نہ معلوم ہو اثبات فضیلت کی صداق سے
اونکو کچھ حصہ نہین ہے اس لیے مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ اگر خوارج لعنہم اللہ یہی سوال یہ نسبت
جناب امیر علیہ السلام کے کرین تو اے حضرات شیعہ تم کیا جواب دوگے اگر قرآن مجید سے اونکا
نام نکال دو اور پھر ہم ابو بکر صدیق کا نام نہ نکال دین تو بیشک تم سچے ہم جھوٹے جب قرآن مجید مین
تو کسی کا نام ہی نہین ہے تو جسطرح تم ابو بکر صدیق کی فضیلت سے باوجود اونکے ان فضائل اور درجات
کے انکار کرتے ہو اوسی طرح یہ جناب امیر کے فضائل سے باوجود اونکے عالی مراتب کے انکار کرتے ہین

اب ذرا غور کرو کہ جب تم جناب امیر کے فضائل کو اونکے اعمال اور حالات سے ثابت کروگے اور اونکی صدق نیت کو جو کہ امر باطنی ہی اونکے اعمال حسنہ ظاہری سے ظاہر کروگے وہی ہم ابوبکر صدیق کی نسبت ثابت کرتے ہین پس غور سے دیکھو کہ جسطرح پر تم آیۂ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ○ امامت حضرت علی کی ثابت کرتے ہو کیا اوسکے برابر بھی ہمارا ثبوت صدق نیت کا ہجرت مین نسبت ابوبکر صدیق کے نہین ہی آیۂ انما ولیکم اللہ مین تو کوئی ایسی تمیز خاص کے باب مین نہین ہی جلیسے کہ آیۂ غار مین ہی کیونکہ وہان إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ کا صاف لفظ ہی جو دلالت کرتا ہی کہ مراد اس سے وہی یار ہی جو غار مین تھا اور غار مین ہونا سوای ابوبکر صدیق کے دوسرے کا کسی کے قول سے بھی ثابت نہین ہی تا بس غور کرو کہ قرآن مجید سے تمھارا دعوی ثابت ہوتا ہی یا ہمارا اور دونون کو ملا کر دیکھو اور انصاف کرو کہ کون اپنے دعوے مین غالب ہی اور کون ضعیف

شعر

آشانے کو شانے سے ملا دیکھ	قد مین ہمین کچھ بلند ہونگے

قرآن کو جانے دو اوسکو بیاض عثمانی سمجھ کر اوسکی سند نہ لو تو اپنے اور اپنے بھائیون خوارج کی کتابون پر نظر کرو دیکھین تم خوارج مخذولون کی کتابے جناب امیر کے کسقدر فضائل ثابت کرتے ہو اور پھر اونکو گن کر علیحدہ کرو اور پھر ہم سے شمار کرکے اوس سے تین حصے زیادہ صحابہ کے فضائل مین اپنی کتابون کی سند لو آخر جب ایک فرقہ خوارج کا دشمن اہل بیت ہوگیا اوس نے کیا کیا نہین کیا ہی جو کہ تم صحابہ کی نسبت کرتے ہو وہ بھی جناب امیر کو ساری فضیلتون کی آیتون سے ویسا ہی خارج سمجھتے ہین ونعوذ باللہ من ہفواتہم جلیسا کہ تم خلفاء راشدین کو وہ بھی ساری مطاعن کی آیتون کو ذات پاک سید الاولیا کی نسبت صادق سمجھتے ہین جلیسا کہ تم صحابۂ کبار کی نسبت وہ بھی ساری خوبیون سے جناب امیر علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ کی اوسی طرح انکار کرتے ہین جسطرح کہ تم اصحاب نبوی کی خوبیون سے وہ بھی ہزارون اعتراض اور مطاعن جناب امیر کی شان مین قائم کرتے ہین جلیسا کہ تم پیغمبر صاحب کے یارون کی شان مین وہ بھی اوسی برائی سے اونکے پاک نام کو لیتے ہین جلیسا کہ تم صحابہ کے نامون کو غرضکہ ایک ترازو مین تم اپنے آپ کو اور خوارج کو تولو دونون کا پلہ برابر ہی نہ تم کم ہو نہ وہ زیادہ نہ تم زیادہ ہو نہ وہ کم ہین

بس ذرا انصاف کرو کہ جب تمنے دشمنی صحابہ کو اپنے معتقدات اور اصول دین مین قائم کرلیا تو تم اونکی فضیلت کا کیونکر اقرار کروگے لیکن خدا کی شان ہی کہ اپنے رسول کے یارونکی فضیلت ظاہر

پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۸ ترجمہ تمھارا رفیق وہی اللہ ہی اور اوسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ نوی ہین موضح القرآن

پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۶ ترجمہ جب کہنے لگا اپنے رفیق کو موضح القرآن

کرنیکے لیے تمھارے ہی مذہب کے عالمون اور محدثون کی زبان سے بعض کلمے فضیلت کے ظاہر کردیے اور کیسی باتین اونکی قدر و منزلت کی تمھارے مؤرخین کے قلم سے نکال دین کہ اگر وہ سب جمع کیجاوین تو نام بنام خلفار راشدین کی شان مین ہزار حدیث و اقوال سے متجاوز ہون گے اور جس سے اونکے ایمان اور اخلاص اور جہاد اور امامت اور خلافت سبکا ثبوت اچھی طرح پر ہوگا چنانچہ بطور نمونے کے میری اس چھوٹی سی کتاب مین سو حدیث و اقوال و خبار سے زیادہ ہونگے اور جسمین بہ اقرار تمھارے محدثین کے ائمہ علیہم السلام کی زبان سے اونکی صدیقیت اور امامت اور فضیلت کا ثبوت ہوتا ہی پس ان سکو جب تم سنتے ہو تو کیا یہ خیال نہین ہوتا کہ باوجود اس بغض وعناد کے جب ہمارے محدثین و علما کے اقوال سے اونکے فضائل ثابت ہوتے ہین تو حقیقت مین وہ کیسے افضل ہونگے اگر حقیقت مین تم سوچکر اور سمجھ کر رہ جاتے ہو اور بمقتضای احزب النار علی النار کے ترک مذہب گوارا نہین کرتے تو خیر مجبوری ہی اور اگر نہین سمجھتے ہو تو پھر ایسی سمجھ کا کیا علاج خدا کی کتاب سے سمجھایا مہاجرین والنصار کی شان مین آیات بینات کو کھول کر دکھایا احادیث نبوی کو جو تمھاری ہی کتابون مین ہی نقل کر کے اونکی فضیلت کو ثابت کیا اقوال ائمہ کرام سے تمھارے ہی مذہب کے موافق اونکے ایمان اور مراتب کو ظاہر کیا اونکے اعمال حسنہ کو بھی تمھارے مؤرخین و علما کی شہادت سے ثابت کردیا اور پھر جب تم کہو تو یہی کہو کہ نیت صحاب کی بخیر نتھی اور وہ منافق تھے تو سوای خدا کے جسکی شان ہی کہ یہدی من یشاء ویضل من یشاء ہم تمکو ہدایت نہین کر سکتے اور ہم کسی نسخے سے تمھاری بیماری کی دوا نہین دے سکتے لنا اعمالنا ولکم اعمالکم شعر

اب آگے جا ہو تم مانو نہ مانو	ہمارا کام کہہ دینا تھا یارو

غرضکہ جو آیۂ لولا کتاب من اللہ کو مجتہد صاحب نے معارضے مین پیش کیا تھا اوس نے کس خوبی سے صحابہ کے فضائل کو ثابت کیا خصوصًا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی شان مین باقرار علمائ شیعہ پیغمبر خدا نے کیا کچھ فرمایا سبحان اللہ صحابہ کے نقص و عیب ثابت کرنیکے لیے جو سارے قرانکو ڈھونڈھ کر حضرت نے آیتین نکالین اونسے بھی اونکی فضیلتین ثابت ہوئین پس جو آیتین خاص اونکی فضیلت مین ہین اونکا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ اونسے کیا کچھ فضیلت اونکی ثابت ہوئی ہوگی جو کہ تین آیتون سے جنکا ذکر مجتہد صاحب نے کیا تھا بفضلہ فراغت ہوگئی اب مین ایک اور چوتھی آیت کو نقل کرتا ہون جسکو مجتہد صاحب نے اظہار معائب صحابہ کے لیے ذو الفقار مین نقل کیا ہی

قولہ تعالی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

ف ۵۰ ترجمہ ۔۔۔ روایت کرتا ہے ۔۔۔ وہی منصور جو ۔۔۔ چاہیے اور اگر گروہ کرسے وہی ۔۔۔ بریچ جا سے ۲ مولوی عبد العزیز ۔۔۔

ف ۵۱ پارہ ۲۵۵ سورۂ شوریٰ رکوع ۲ ترجمہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے ۔۔۔ ہمارے لیے کام ہمارے اور تمھارے لیے کام تمھارے ۔۔۔ موضح القرآن

ف ۵۲ ۔۔۔ ترجمہ ۔۔۔

ف ۵۳ پارہ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۹ ترجمہ نہیں چاہیے نبی کو کہ اسکے ہان قیدی آوین جب تک ۔۔۔ کرے ملک مین تم چاہتے ہو ۔۔۔ دنیا کا اور اللہ چاہتا ہے آخرت ۔۔۔

اس آیت کے لکھنے سے غرض حضرت کی یہ ہے کہ بعض لوگ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت کچھ اور خیال کرتے تھے
اور حضرت کی تقسیم کو پسند نہ کرتے تھے پس اس سے یہ مطلب حضرت کا ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کہنے والے اور
جنکے حقمین یہ سورت نازل ہوئی ہے وہ خلفاے راشدین اصحابہ کبار تھے بلکہ خود مفسرین شیعہ کے اقرار سے
اسی آیت سے اہل بدر کی جنکا حال ابھی ہم لکھ رہے ہین فضیلت ثابت ہوتی ہے چنانچہ کاشانی خلاصۃ المنہج مین
اسی آیت کی تفسیر مین لکھتا ہے کہ { اگر نہ حکمی فرمانی بودی از خدای تعالی کہ پیشی گرفتہ شدہ اثبات آن در لوح محفوظ کہ بے نہے
صریح عقوبت نفرمایدیا اصحاب بدر راعذاب کنند } پس اس آیت سے بھی صاف فضیلت اہل بدر کی ثابت ہوئی کہ خدا
اونکے حقمین وعدہ کرچکا ہے کہ اونپر عذاب نہ کریگا تو ایسی آیت کو معرض مناظرہ مین اوسوقت مجتہد صاحب کو
پیش کرنا چاہیے تھا جبکہ پہلے اوسکی تفسیر کو ملاحظہ کرلیا ہوتا آخر اوسکی تفسیر سے بھی فضیلت اہل بدر کی ثابت ہوئی
اصحاب بدر کی فضیلت اور اونکی مغفرت کا وعدہ خدای پاک کی طرف سے باقرار مفسرین شیعہ کے ایسا ثابت
ہے کہ اونکو اوس سے انکار کرنیکا کوئی موقع نہیں ہے چنانچہ ہم اسکو تفاسیر شیعہ سے بخوبی علاوہ اس روایت کے ثابت کرتے ہین
واضح ہو کہ آیۃ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَعَدُوَّکُمْ أَوْلِیَاءَ
کی شان نزول مین مفسرین امامیہ کے لکھتے ہین کہ ایک شخص تھا حاطب بن ابی بلتعہ صحابی اوس نے
کفار مکہ کو بنظر حفاظت اپنے خویش واقارب کے یہ لکھ بھیجا کہ پیغمبر خدا تمھارے اوپر حملہ کرنیکا قصد رکھتے ہین ہو
تم بھی مستعد رہنا چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اسکا حال معلوم ہوا تب پیغمبر خدا نے پوچھا اوسنے
جواب دیا کہ مین نے بوجہ ارتداد کے یہ نہین کیا بلکہ اپنے اہل وعیال کی اعانت کی نظر سے پیغمبر خدا نے
اوسکا عذر قبول کیا حضرت عمر نے کہا کہ یارسول اللہ اجازت ہو تو مین اسکو قتل کرون کہ یہ منافق ہے رسول
مقبول نے فرمایا کہ نہین یہ اہل بدر سے ہے اور خدای تعالی نے اون لوگون کے لیے جو کہ جنگ بدر مین شریک
تھے وعدہ مغفرت کا کیا ہے اور اونکے حقمین فرمایا ہے کہ (اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم) کہ جو چاہو کرو
مین نے تمکو بخشدیا پس امید ہے کہ خدا اوسکے نامۂ سیاہ کو مغفرت کے پانی سے دھووے یہ خلاصہ ہے اوس
تقریر کا جو مفسرین امامیہ نے کی ہے چنانچہ مین بلفظہ خلاصۃ المنہج سے جو کہ معتبر تفاسیر شیعہ سے ہے اسکو
نقل کرتا ہون تاکہ کسی شیعہ کو یہ کہنے کی جرأت نہووے کہ شاید کچھ تحریف کردی ہو گی وہو ہذہ { حضرت
رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطریق خفا عزیمت مکہ داشت سارہ کنیز ابی عمرو الخ — }
اور مطابق اسی روایت کے مضمون مغفرت اہل بدر کا ہے تفسیر مجمع البیان مین کہ مفسر موصوف لکھتا ہے کہ { وما
یدریک یا عمر لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فغفر لہم فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم } اس روایت سے جو جواب علماے شیعہ
دیتے ہین اوسکا حال سوال وجواب سے جو باہم منشی سبحان علی خانصاحب اور مولوی نورالدین کے ہوے ہین ظاہر ہوتا ہے

۵۱ پارہ ۲۸ سورہ ممتحنہ رکوع ۱ ترجمہ اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست ۱۲ موضح القرآن

۵۲ اور کیا معلوم ہے تمکو شاید اللہ آگاہ ہوا اہل بدر پر پس بخشدیا اونکو کہا کرو تم جو چاہو پس تحقیق بخشا مین نے تمھارے تئین ۱۲ فی القرآن

منشی سبحان علیخان صاحب سوال کرتے ہین کہ {در تفسیر کوراز ابتدای سورۂ ممتحنہ در مطاوی بیان حال حاطب بن ابی بلتعہ مسطور ہست کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحق او فرمودند کہ او را بحالش بگذارند او از اہل بدر ہست و بدریان را حق تعالی وعدۂ مغفرت فرمودہ امید ہست کہ نامۂ عصیان او را آب مغفرت بشوید انتہی خلاصتہ حالا عرض منست کہ اصحاب ثلثہ ہم از بدریان ہستند بیاید کہ ایشان را ہم بحال شان گذاشتہ شود و لعن وطعن بحق ایشان کردہ نشود} اسکے جواب مین مولویصاحب نہایت دردینی سے لکھتے ہین کہ {وقصۂ حاطب برای خلفاء ثلثہ بر اصول امامیہ قیاس مع الفارق ہست زیرا کہ روایات جامعین اصول دلالت بران دارد کہ اینہا ہرگز بہ اعتقاد قلب سوی جناب ختمی مآب مائل نبودند تمامی امور ایشان از صلاح و تقوی ہم در حیات شریف وہم بعد وفات مبنی بر سمعہ و ریا وابینہا کلہم معتقد بکاہنین ومنجمین بودند بدلالت احادیث بخلاف حاطب کہ مثل اینہا نبود الی قولہ پس عفو از حاطب مستلزم عفو از مشایخ سنیان نیست علاوہ گناہ حاطب را ملاحظہ فرمایند کہ فقط افشای امر ایست بی آنکہ فرمودہ باشند کہ این راز ہرگز فاش نباید کرد وہرگاہ دختران اول وثانی بعد منع سر حضرت را فاش کردند وتوبہ شان مقبول افتاد چنانچہ از مجمع وغیرہ ظاہر ہست پس عفو حاطب بطریق اولی ہم برای آنکہ کفار قریش سرپرستی اہل وعیالش نمایند بخلاف حال کسانیکہ جناب ختمی مآب را بزہر کشتند و چند معصوم را شہید کردند وہزاران نسخ قرآن مجید را آتش نہادند وانچہ باقی گذاشتند در انہم داد تحریف دادند} خلاصہ اسکا یہ ہی کہ چونکہ خلفاء ثلثہ کا کوئی کام مکر وفریب اور نفاق سے خالی نہ تھا اس لیے بسبب عدم ایمان اونکے وہ اوس فضیلت سے محروم ہین جو کہ اہل بدر کو ہی اور یہ کہنا حقیقت مین مثل اس کہنے کے ہی کہ حضرات شیخین بدر مین شریک ہی نہ تھے یا بدر کی لڑائی فی نفسہ ہوئی نہ تھی یا شیخین دنیا مین پیدا ہی نہین ہوے یا پیغمبر صاحب نے دعوی پیغمبری ہی کا نہین کیا کہ ایسے منکرین کا کسی کے پاس سوای خدا کے کچھ جواب نہین ہی اس عبارت اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کی نسبت بعض بعض حضرات شیعہ یہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ یہ امر بعید از قیاس ہی کہ خدا کسی سے وعدہ کرے کہ جو چاہو کرو ہمنے تمکو بخشدیا ہی اور اونکے واسطے محرمات کو حلال کردے اسکا جواب تحقیقی یہ ہی کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ ط کہ خدا کو خوب خبر ہر شخص کی ہی وہ موافق اپنے علم اور تقدیر کے ہر کام کرتا ہی جب اوسکو اہل بدر سے اطمینان تھا تب اوسنے یہ ارشاد فرمایا اور جواب الزامی یہ ہی کہ ذرا اپنے یہانکی اون روایتون کو دیکھین جو مغفرت مین شیعونکی ہین کہ جنمین صاف لکھا ہی کہ بس دوستی علی کی کافی ہی کسی گناہ کی بمقابلہ اوس کے پرسش نہین ہی کہ اسکو ہم اسکے مقام پر صدہا اقوال سے ثابت کرینگے پس اسیطرح پر ذرا اصحاب بدر کے حال پر رحم کرو کہ اگر خدا نے باین خیال کہ اونھون نے اپنے گھرونکو چھوڑا اپنے وطن سے ہجرت کی اپنے عزیز قریبون سے علاقہ قطع کیا

۵۱ مکاتبت سہانپور کے صفحہ ۱۰۸ سطر ۱۰ مین دیکھو ۱۲

سن ۵۲ مکاتیب سہانپور کے صفحہ ۱۵۲ سطر ۹ مین دیکھو ۱۲

سن ۵۳ پارہ ۸ سورۂ انعام رکوع ۱۵ ترجمہ اللہ بہتر جانتا ہی جہان بھیجے اپنا پیغام ۱۲

اپنے مال دولت کو لٹایا اپنی جان اور مال کو خدا کی راہ مین نثار کیا اور پھر اپنے بھائی بندون کے قتل پر
مستعد ہوے اور اونکے مارنے مین بمقابلہ محبت خدا کے کچھ بھی خوف نہ کیا اور جنکے مرتبہ بڑھانے کو
خدا نے ملائکہ کو اونکی مدد کیواسطے بھیجا اور سب سے پہلے لڑائی اسلام کی اونکے ہاتھون سے فتح ہوئی اور اول
معرکے مین اونکی ثابت قدمی اور جان نثاری خدا نے سب پر ظاہر کردی اور غلبہ اسلام کا اونکے ہاتھ پر کیا اور
آیندہ کو دروازہ فتوحات اور اجراء اسلام کا اونکی تلوارون سے کھولدیا اور سب کچھ اون خدا کے عاشقون
رسول کے یارون نے اوس پاک ذات کی حضوری مین کیا جو خدا کا محبوب تھا اور جو سارے پیغمبرون کا سردار تھا
جسکی شفاعت سے بڑے بڑے کبیرہ گناہ ہونگے خدا بخشدیگا اور جسکی سفارش سے اون لوگونکو جنھون نے سوای اقرار
توحید ونبوت کے کوئی بھی نیک کام نہ کیا ہوگا اور جسکی ساری عمر محرمات کے ارتکاب مین گذر گئی
ہوگی بخش دیگا پس جب ایسے سردار اور دین دنیا کے بادشاہ کے ساتھ ہوکر جو سپاہی اول لڑائی مین
لڑے ہون اور ایسے خدا کے محبوب اور ممتاز کے قدمون پر اپنی جانون کے نثار کرنے پر سب سے اول
آمادہ ہوے ہون اور نہ صرف منافقانہ مستعدی اور ظاہری آمادگی دکھلائی ہو بلکہ جو کہا ہو وہ کر دکھلایا
ہو اور جنکے لڑنے پر پیغمبر خدا نہایت عجز ومنت سے خدا سے دعا کرتے ہون کہ ابھی ان بیچارے چند غریبون
محتاجون نے صرف تیری ہی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی جانون کو قربان کرنے کا ارادہ کیا ہی انکو
فتح دینا ہی لوگ تیرا نام بلند کرنیکے ذریعے اور تیرا دین پھیلانے کے وسیلہ ہین اگر ان کو
فتح نہوئی تو پھر قیامت تک تیری عبادت کوئی نکریگا اور پھر خدا نے اونکے ہاتھ پر فتح بھی دی
اور اونھون نے باوجود بہت قلیل ہونے کے ایک فوجکی فوجکو کفار کی مٹا دیا اور بڑے بڑے
نامی قریشی کافرون کو مثل ابوجہل وغیرہ کے تہ تیغ کیا اور اون دشمنون کو جنھون نے نہایت ایذا اور مصیبت
سے پیغمبر خدا کو مکے سے نکالا اور جن مردودون نے کمال دکھ اور تکلیف سے خدا کے حبیب سے اوسکا
گھر چھڑایا خاک مذلت پر لٹایا اور اونکے گوشت پوست کو طعمہ زاغ وزغن کا کردیا اور جنکے اس غلبے
سے کافرون کے کلیجے دہل گئے اور کفار قریش کے بدن کانپنے لگے اور بڑے بڑے سلاطین
مین اونکے ایمان اور شوکت کا شہرہ ہوگیا تو پھر اگر ایسی محنتون اور کوششون اور ایمان اور
اخلاص کے صلے مین خدا نے جو نکتہ نواز ہی اور جو اپنے رحم وکرم سے ایک عمل کے بدلے مین ستر اور
سات سو حصہ زیادہ ثواب دیتا ہی اور جو صرف اپنے فضل سے براہ بندہ نوازی صرف زبان ودل سے
بغیر کسی عمل کرنیکے توبہ قبول کرلیتا ہی اور بموجب آیہ کریمہ یُبَدِّلُ اللهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط
کے گناہون کو نیکیون سے بدل دیتا ہی اون پاک لوگون سے وعدہ مغفرت کا کرلیا اور اونکی شان مین

ط پارہ ۱۹ سورہ فرقان رکوع ۶ ترجمہ بدل دیگا اللہ برائیونکی بجگہ بھلائیان موضح القرآن

اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم فرما دیا تو کیا مقام تعجب اور حیرت کا ہی کیا ای حضرات امامیہ تم خدا کو رحیم نہین جانتے
کیا تم اللہ جل شانہ کو نکتہ نواز نہین سمجھتے کیا وہ اپنے بندون پر فضل نہین کرتا کیا وہ اونکے اعمال سے ہزار حصہ زیادہ
ثواب نہین دیتا تو جب تمام آدمیون کے ساتھ بلکہ گنہگارون کے ساتھ بلکہ کافرون کے ساتھ اوسکے رحم و کرم کا یہ حال ہو
کہ اگر کبر صد سالہ اور مشرک ہفتاد سالہ جسنے اپنی ساری زندگی بت پرستی اور کفر مین ضائع کر دی ہو ایکدفعہ صدق دل سے
کلمہ شہادت پڑھ لے اور توحید و نبوت کا مقر ہو جاوے تو خدا اوسکے ایک لحظہ کے ایمان پر اوسکے سو برس کے
کفر اور شرک کو بخشدیتا ہی تو پیغمبر خدا کے یارون اور رسول مقبول کے اوپر جان نثارون کے حق مین بغیر دیکھے
اونکے ایمان اور اخلاص اور ہجرت اور جہاد و نصرت کے وعدہ مغفرت کا کیا تو تم کیا بعید از قیاس
سمجھتے ہو کیا تم نہین جانتے کہ اکثر اعمال بوجوہ خاص زیادہ عزت اور عمدہ صلہ کے مستحق ہو جاتے ہین مثلاً
دنیا کے حال پر خیال کرو کہ اگر کوئی سپاہی کسی جمعدار کے ساتھ کسی چھوٹی لڑائی پر جاوے اور فتح کر لے
تو اوسکی کیا عزت ہوگی اور وہی سپاہی خاص بادشاہ کے ساتھ کسی بڑی بھاری لڑائی مین جاوے اور فتحیاب ہووے
تو اوسکی کیا عزت ہوگی اور اوسکو جمعدار کے ساتھ لڑنے مین کیا انعام ملیگا اور بادشاہ کے ساتھ ہو کر
لڑنے اور فتح ہونے پر کیا تمغہ ملیگا اگر تم دونو مین کچھ فرق نہین کرتے اور دونون حالتون کو برابر سمجھتے ہو
تو حقیقت مین تم لائق خطاب نہین ہو اور اگر دونون کے رتبون مین تمیز کرتے ہو تو پھر اس عدے کو خدا ی
تمغہ جو صلہ مین ایسی بڑی بھاری لڑائی کے جو سید الانبیا سند الاصفیا محبوب کبریا شاہ ہر دوسرا کی معیت
مین ہو کیون نہین سمجھتے دیکھو حدیث شریف مین آیا ہی کہ قیامت کے دن اگر گنہگار ایسے دوزخ مین
پڑے رہ جاوینگے جنکے گناہون کی کثرت اور شدت سے انبیا بھی بلکہ سید الانبیا بھی شفاعت نہ کرینگے
تو خدا اونکے حال پر خود رحم کریگا اور اونکو دوزخ سے نکالکر جنت مین بھیجدیگا اور اونکی نور کی گردنون
مین نور کی تختی پر نور سے لکھدیگا کہ ہذا عتقاء الرحمن من النیران کہ یہ آزاد کیے ہوے ہین خدا کے
دوزخ سے جنکا نہ کوئی شفیع تھا اور نہ جنکا کوئی سفارشی پس اگر خدا نے اون لوگونکو جو کہ خاص اوسکے
بندے تھے اور جنھون نے اپنے قصور کو ظاہر بھی کر دیا اور اونکے نیک کامون کا نتیجہ بھی ظاہر ہو گیا اپنے
فضل سے دنیا مین نور کا تمغا کہ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم دیدیا تو سوای کفار اور فاسقین کے کون
اوس پر تعجب کر سکتا ہی اور کسکو خدا کی ذات سے اس بخشش پر تعجب ہو سکتا ہی ذرا اون روایتون کو چند
صفحے لوٹ کر دیکھو کہ پیغمبر خدا نے جب آمادگی جہاد ظاہر کی اور مہاجرین و انصار سے پوچھا تو اونھون
نے کیا جواب دیا اور پھر اونمین بھی سب سے اول کون بولا سوای ابو بکر صدیق کے اور کون پہلے اوٹھا
اور کسنے پیغمبر خدا کے قدم چوم کر یہ کہا کہ یا حضرت ہم تو اول ہی جان و مال اپنا آپ پر قربان کر چکے اور

اپنے گھر بار کو آپ پر لٹا چکے بھائی بندون کو چھوڑ یار دوستون کو چھوڑا آب ایک جان باقی ہی وہ بھی آپ پر

نثار ہی اور ایک جان کیا ہزار جانین ایسی آپ پر قربان ہین یا رسول اللہ قطعہ

ہیچ اہم از خدا بدعا صد ہزار جان	نثار ہی اور ایک جان کیا ہزار جانین ایسی آپ پر قربان ہین یا رسول اللہ قطعہ	
ای صد ہزار جان مقدس فدای تو	من کیستم کہ بہر تو جان را فدا کنم	تا صد ہزار بار بمیرم برای تو

حضرت ابو بکر صدیق کہنے نہ پائے تھے کہ حضرت عمر اور سعد ابن معاذ اوٹھے اور اونھون نے بھی اپنی

جان نثاری کا شوق ایسا ہی بیان کیا دیکھو تمھارے ہی مذہب کا مورخ اون اصحاب کبار کے ولولے

اور شوق اور عشق اور آمادگی کو کن لفظون سے لکھتا ہی وہ کہتا ہی کہ جب پیغمبر خدا نے سوال کیا تب اشعار

بگفتند یا سید المرسلین	وزان پس عمر نیز مو کرد راست	ببابخ ابو بکر از جای خاست
چہ سان در پیت جان فدا میکنیم	کہ با دشمن دین جہا می کنیم	قدم پیش بگذار و مارا ببین
زجا خاست این بار سعد معاذ	بیاریم شمشیر بر دشمنان	بود تا بہ تن جان و درکف توان
بہ دست تو در روز بکیہ دادیم دست	کہ با جان و دل باہمین عہد دست	چنین گفت از روی صدق و نیاز

ہمان روز کردیم بر تو نثار	سر و مال و فرزند و خویش و تبار	

پس جب اون اہل بدر کے شوق اور محبت اور ایمان اور اخلاص کا یہ حال ہی تو تم صرف ایک اعملوا ماشئتم پر

تعجب کرتے ہو اور اون وعدون کو جو خدا نے اونکے واسطے جابجا قرآن مجید مین کیے ہین کچھ خیال نہین

کرتے اس سے تو صرف مغفرت ثابت ہوتی ہی ذرا قرآن مجید کھول کر دیکھو کہ مہاجرین و انصار کی شان مین خدا نے

کیا کیا فرمایا ہی دیکھو (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) اونکی شان مین فرمایا ہی یا نہین اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ اونکے حق مین کہا ہی یا نہین ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

اونکی نسبت قرآن مین آیا ہی یا نہین پس جو وعدے خدا نے اونسے کیے ہین اوس سے تو سارا

قرآن بھرا ہوا ہی تم ایک ہی وعدے پر تعجب کرتے ہو اور اونکی ساری عمر کی خوبیون سے چشم پوشی کرکے اونکے

معائب کو تلاش کرتے ہو ای یارو ذرا انصاف کرو اور خدا کے لیے اپنے یہان کی حدیث اور سیر کی کتابونکو

دیکھو کہ شیعیان کوفی نے حضرت علی کے ساتھ کیا کیا اور اونکی کیسی قدر کی اور کوفے کے فضائل مین

تمھارے یہان کے محدثین کیا لکھتے ہین وہی شیعیان کوفی تھے جنھون نے حضرت علی کا ساتھ چھوڑا اور جنھون نے

ہمیشہ جناب امیر کو رنجیدہ رکھا وہی کوفی تھے جنھون نے امام حسنؑ کا ساتھ نہ دیا جنھون نے اونکے قدمون سے

مصلے تک نکال لیا وہی کوفی تھے جنھون نے اول حضرت مسلم کے ساتھ بیعت کی اور پھر وقت پر سب کے سب

چنپت ہوگئے اور آخر بیچارے مسلم تنہا معہ دو معصوم بچون کے شہید ہوے وہی کوفی تھے جنھون نے

امام حسینؑ کو بلایا اور بڑے شوق ذوق کے خط لکھے چنانچہ بارہ ہزار خط شیعون نے امام کو بھیجے اور جنکے

۵۱ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے ۱۲ موضح القرآن

۵۲ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ رکھے ہین واسطے ان کے باغ بہتی نیچے ان کے نہرین ۱۲ موضح القرآن

۵۳ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ یہی ہے بڑی مراد ملنی ۱۲ موضح القرآن

سرنامہ پر یہی تھا کہ یہ خط علی اور تمھارے شیعون کیطرف سے ہی اور پھر اون خطون مین کیسا اپنا شوق بیان کیا ہی کہ کچھ بیان نہین ہوتا یعنی جب اس تمنا سے بلاوین اور نہایت ہی اپنی آرزو ظاہر کرین کہ یا ابن رسول اللہ آپ جلد تشریف لائیے اور اس خطہ کو رونق دیجیے زمین کوفے کی ہمہ تن چشم انتظار ہو رہی ہی در و دیوار سے آواز خیر مقدم کی آرہی ہی ہر شخص کی زبان پر لبیک لبیک کی صدا ہی ہر آدمی جمال باکمال کے انتظار مین محو ہو رہا ہی ذرا جلد تشریف لائیے ہم سب جان نثاری کو حاضر ہین دیکھیے ہم کیا کرتے ہین اشعار

سپاہی چو آشفتہ پیلان مست
چو با تیغ آہنگ خون آورند

ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست
ز سنگ آب و آتش برون آورند

ز تو رایت فتح افراختن
چو تیر از کمان در کمین آورند

ز ما لشکر بیکران ساختن
سر آسمان بر زمین آورند

اور جب حضرت امام جاوین تو ایک بھی ساتھ نہ دے اور غدر و فریب کرکے یکہ و تنہا امام کو شہید کرین اور تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کرین جسکے حال پر آسمان و زمین کو قیامت تک رقت ہی اور باوجود اسکے کوفے کی وہ عزت بیان کیجاوے کہ مکے و مدینے کو بھی وہ عزت نہین ہی چنانچہ ملا باقر مجلسی تحفۃ الزائر مین لکھتے ہین کہ {در حدیث معتبر دیگر از حضرت امام جعفر صادق منقولست کہ حق تعالی عرض کرد ولایت ما را بر اہل ہر شہر پس قبول نہ کردند مگر اہل کوفہ انتہی بلفظہ}

کہ امام صادق فرماتے ہین کہ خدا نے ہماری دوستی کو سارے شہرون پر عرض کیا مگر کسی شہر کے رہنے والون نے ہماری محبت کو قبول نکیا سوای کوفے کے رہنے والون کے اس سے صاف ثابت ہوا ہی کہ جو رتبہ خدا نے کوفے کو دیا ہی اور اوسکے رہنے والون کو وہ نہ مکے کو ہی نہ مدینے کو بلکہ ایک حدیث مین امام زین العابدین کیطرف سے ملا باقر مجلسی نے صاف لکھ دیا ہی کہ امام زین العابدین فرماتے ہین کہ {بقدر جای پا در کوفہ نزد من بہتر ست از خانہ کہ در مدینہ داشتہ باشم} کہ ایک قدم رکھنے کی جگہ کوفے کی میرے نزدیک اوس گھر سے بہتر ہی جو مدینے مین ہو اور یہ کوئی شبہہ نہ کرے کہ کوفے کے رہنے والے شیعہ نہ تھے اس لیے کہ بمقتضای الحدیث بعضہا یفسر بعضہا خود ملا باقر مجلسی مجالس المؤمنین مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین اور اوسکو سنیے عبد اللہ بن ولید سے روایت ہی کہ {گفت در زمان بنی مروان بخدمت امام جعفر صادق علیہ السلام رفتم آنحضرت از من و رفیقان من پرسیدند کہ شما چہ کسانید گفتیم از اہل کوفہ ایم آنحضرت فرمودند در ہیچ یک از بلاد این قدر دوست نداریم کہ در کوفہ بعد از ان فرمودند کہ ایتہا العصابہ ان اللہ ہداکم لامر جہلہ الناس و حببتمونا و ابغضنا الناس و بایعتمونا و خالفنا الناس و وافقتمونا و کذبنا الناس و صدقتمونا فاحیاکم اللہ محیانا و اماتکم مماتنا} اور اس حدیث کو کہہ کر کہین ملا باقر مجلسی لکھتے ہین کہ بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت بہ اقامت دلیل ندارد اس حدیث کا مطلب یہ ہی کہ عبد اللہ ابن ولید روایت کرتا ہی کہ مین ایکروز مروانیونکی

سلطنت کے زمانے مین امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا امام نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو
اسنے جواب دیا کہ کوفے مین حضرت نے فرمایا کہ کسی شہر مین ہمارے اتنے دوست نہین ہین جتنے کہ
کوفے مین اور پھر فرمایا کہ خدا نے تم کوفیونکو اوس بات کی ہدایت کی ہے جس سے اور سارے لوگ جاہل رہے
تم کوفیون نے ہم سے محبت کی اور سب نے ہمارے ساتھ دشمنی رکھی تم کوفیون نے ہماری بیعت کی اور سب نے
مخالفت تم کوفیون نے ہمارا ساتھ دیا اور سب نے ہمکو جھٹلایا تم کوفیون نے ہماری تصدیق کی ہے خدا تمکو ہماری سی زندگی دے
جلیتا رکھے اور ہماری سی موت پر تمہاری بھی موت ہو پس اے مومنین اب دبیر اور انیس کے مرثیے جلاؤ اور
کتاب خوانی موقوف کرو اس لیے کہ جن کوفیونکی تم شکایت کرتے ہو اور جنھون نے امام حسینؑ کو شہید کیا وہ خاص
اوس کوفے کے تھے جہانکے رہنے والے امام کی جان و جگر تھے اور جسکا رتبہ مکے مدینے سے بھی زیادہ
امام کے نزدیک تھا اور جسکے رہنے والونکی موت اور زندگی امام کی سی تھی پس وہ کوفہ جسکو ایسی عزت ہو
اور وہ کوفی جنکی یہ قدر و منزلت ہو مذمت کے لائق نہین ہین بلکہ اونکی شان مین قصیدے مدح کے کہو اور
اونپر رحمت بھیجو اس لیے کہ کوفہ معیار تشیع ہے کوفی ہونا دلیل شیعہ ہونے کی ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی تمہارے
مجالس المومنین مین فرماتے ہین کہ { کوفی بودن شخصی دلیل تشیع ست اگرچہ ابوحنیفہ کوفی باشد }
پس اے حضرات شیعہ جن کوفیون کے حالات آج کل تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی جانتے ہین اور جاہل
لڑکے بھی اونکے حقمین الکوفی لا یوفی پڑھتے ہین اور جنکے حالات مکر و غدر اور بیوفائی کے محرم مین علی رؤس
المنابر تمہارے چھوٹے بڑے سب بیان کرتے ہین اور جنکا امام کو تشنہ کام شہید کرنا ہر آدمی پر ظاہر ہے اور
مضمون اس شعر کا کہ شعر

خوش داشتند حرمتِ مہمان کربلا	ازآب ہم مضایقہ کردند کوفیان

سب پر روشن ہے اونکی شان مین ائمہ کرام کی ایسی ایسی تعریفین تمہارے محدثین نقل کرین اور اوسکو امام
کیطرف بنسبت دین اور امام کی زبان سے اونکے حقمین یہ کلمہ کہ تمکو خدا ہماری سی زندگی اور ہماری سی موت
دے نقل کرین اور کوفے کی ایک مشت خاک کو مدینہ منورہ کی زمین سے بھی زیادہ امام کے نزدیک محبوب ہونا
بیان کرین اور کوفیون کو محبوب اور دوست ائمہ کا کہین اور بہ سبب دوستی ائمہ کے اونکو جنتی اور بہشتی جانین
اور پھر ان لغویات اور ہذیانات کو سنکر تمہارے ایمان کی رگ کو ذرا بھی جنبش نہو اور تمہارے پاک دلونکو کچھ بھی وسوسہ
پیدا نہو بلکہ ان کوفیون کی حرکتون کی ہر سال خود نقلین کرکے مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا
عَاكِفُونَ ۞ کا مضمون ادا کرو اور ان قصص و حکایات اباطیل کو بیان کرکے کبھی تشیع سے نفرت نکرو
اور اپنے مجتہدین اور محدثین کی نسبت ان روایات کاذبہ اور اقوال مہملہ کے نقل کرنے پر کچھ غیرت ایمانی کا

۵۷

جوش دکھلاؤ بلکہ سبکو غلط ہو یا صحیح جھوٹھ ہو یا سچ آمنا اور صدقنا کہکر تصدیق کرو اور جب رسول کے یارون اور پیغمبر کے حواریون کا نام آوے اور بدریون کی نسبت وعدہ مغفرت کا کسی بیچارے سنی کی زبان سے سنو تو بس سنتے ہی سارے بدنکا خون جوش کرنے لگے اور تمام جسم تعصب کی آگ سے پھکنے لگے تشیع کا وہ جوش ہو کہ رگ رگ مارے غصے کے پھول جاوے عداوت کا وہ غلیان ہو کہ سوداصفر اسب ایک ہو جاوے اوسوقت سارے وسوسے شیطانی دلمین پیدا ہو جاوین لفظ لفظ پر گرفت بات بات پر شبہہ کرنے لگو سبحان اللہ اپنے کوفیون کے برابر بھی بدریون کا رتبہ نہین سمجھتے اور اونکے حقمین جن باتون اور جن قولونکو صادق سمجھتے تھے اونکو پیغمبر کے یارون کے حقمین غیرصادق کہتے ہو یہ کون ایمان ہی کہ نام تولو رسول کا اور کلمہ پڑھو عبداللہ بن سبا کا ایمان تو تمکو نصیب ہو بطفیل خلفا کے جہاد کے اور شکر ادا کرو اوس یہودی ملعون کا اور پھر پاک صاف نکبر سنیون کے سامنے ہو کر مباحثے کا قصد کرو اور خدا کی آیتون اور رسول کی حدیثون اور ائمہ کے قولون کو چند مفتری مکارون کے مقابل مین جھٹلاؤ بھائیو یہ کیسا دین اور ایمان ہی یا تو مسلمانی کو چھوڑو پاک صاف یہودی بنجاؤ یا اگر مسلمان ہو تو مسلمانون کے سے عقیدے رکھو اس خرافات واہیات مذہب پر جسکی بنا سراسر جھوٹھ اور فریب پر ہی تبرا بھیجو اوسکے بانیون پر لعنت کرو ورنہ ایسے دو لفظ ہین چھوٹا جھوٹا کاذب چھوٹے جھوٹے منہ سے ایسا بڑا دعوی ایمان کا اچھا معلوم نہین دیتا مسلمان ہونا اور پھر رسول خدا کے یارونکو برا سمجھنا عجب ایمان ہی کہ جو لفظ ہی لفظ ہی جسکے کچھ معنی نہین اور پوست ہی پوست ہی جسمین کچھ مغز نہین سچ کہا ہی جسنے کہا ہی

شعر وجد منع بادہ اے زاہد چہ کافر نعمتیست	دشمن می بودن و ہمرنگ مستان زیستن

غرضکہ جو فضیلت خدا نے اہل بدر کو دی اور جسکا ثبوت قرآن مجید سے ہوتا ہی اور جسکا اقرار مفسرین شیعہ بھی کرتے ہین اور جنکے اعمال بھی اوسپر دلالت کرتے ہین وہ کسی قدر ہم لکھ چکے اب بمقابل اوسکے ایک قول مجتہد صاحب ثانی کا جو مقالہ ثالثہ مین اپنی کتاب کے لکھا ہی اور جسکا جواب ازالۃ الغین ہی نقل کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ حضرات شیعہ کے نزدیک اونکا درجہ کیسا ہی مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ (دعوی نفاق الیشان و غدر اہل بدر و رضوان علی دعاوی ما ثابت ہم یخٰدعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون ○)

سبحان اللہ کیا دین و ایمان ہی کہ کوفی تو اہل وفا ہون اور اصحاب بدر اہل غدر ہون خدا اس قوم سے سمجھے اور اونکے کفریات کا بدلہ دے نعوذ باللہ من ہفواتہم مجتہد صاحب قبلہ ذوالفقار مین آیات فضیلت صحابہ کے معارضے مین ایک اور آیت لکھتے ہین یعنی اذا رایتہم تعجبک اجسامہم وان یقولوا تسمع لقولہم کانہم خشب مسندۃ یحسبون کل صیحۃ علیہم ہم العدو فاحذرہم قاتلہم اللہ انی یؤفکون ○ مگر اسمین بھی مجتہد صاحب نے مغالطہ دیا اور تحریف کو

۱۵ پارہ ۲۸ سورہ منٰفقون رکوع ۱ ترجمہ جب تو دیکھے اونکو خوش لگین تجھکو اونکے ڈیل اور اگر بات کہین سنے تو اونکی بات کیسے ہین جیسے لکڑی دیوار سے لگادی جو کوئی چیخ جانین ہم ہی پر بلا آئی وہی ہین دشمن اونسے بچتا رہ گردن مار ان کو اللہ کہان سے پھرے جاتے ہین ۱۲ موضح القرآن

۱۴ پارہ ۱۰ سورہ بقرہ رکوع ۲ ترجمہ دغابازی کرتے ہین اللہ سے اور ایمان والون سے اور کسیکو دغا نہین دیتے مگر آپکو اور نہین بوجھتے ۱۲ موضح القرآن

کام فرمایا اور اوسکی اور اخیر کی آیتونکو چہوڑ کر جنمین سے ایک دو آیتین لکھدین اب مین اونکو لکھکر اوسکی تفسیر بیان کرتا ہون واضح ہو کہ یہ آیت جو مجتہد صاحب نے معارضے مین فضیلت کے پیش کی ہے یہ سورہ منافقون کی ہے جو منافقین کی شان مین خدا نے نازل کی ہے اور شروع اوسکا یہ ہے إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ○ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ○ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ○ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ○ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ○ يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

ساری ان آیتونکی نقل ہی کر دینے پر جواب مجتہد صاحب کا ہوگیا اور جو مغالطہ اور دھوکا حضرت نے دیا تھا وہ کھل گیا اور معلوم ہوا کہ یہ آیتین منافقونکی نسبت ہین مگر حضرات شیعہ سے کب امید ہے کہ وہ صرف الفاظ قرآن مجید اور اوسکے معنی پر قناعت کرین ضرور ہے کہ وہ اسپر بھی ساکت نہونگے اس لیے ہم انھین کی تفسیر سے شان نزول اسکے بیان کرتے ہین —

واضح ہو کہ تفسیر علی بن ابراہیم قمی مین جو کہ استاد ابو جعفر کلینی کے تھے سورہ منافقون کے نزول کا سبب اس طور پر لکھا ہے کہ ۵ سنہ ہجری مین جبکہ غزوہ بنی المصطلق پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیگئے جب وہانسے لوٹے تو راہ مین ایک کنوین پر حضرت عمر بن خطاب کے جورو دار نے جسکا نام جہجاہ تھا انس بن سیار کو جو کہ انصار کا منہ بولا بھائی تھا مارا عبد اللہ بن ابی کو جو کہ مدینے کا رہنے والا تھا یہ خبر ہوئی اوسکو ناگوار ہوا اور اپنے لوگون یعنی مدینے والون سے کہا کہ اسی لیے مین قریشیونکا آنا نہین چاہتا تھا یہ سب تمھارے کام ہین کہ تمنے ان مکے کے رہنے والونکو اپنے گھرونمین اوتارا اور اپنے مالونکو اونپر خرچ کیا اور اپنی جانون کو اونکے پیچھے تلف کیا اپنی جورو ون کو بیوہ اپنے بچونکو یتیم اونکی خاطر سے کیا تب یہ ذلت ہوئی اگر تم اونکو

نکالدینگے تو وہ دوسرون کے اوپر جا پڑتے اور یہ کہکر یہ کہا کہ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ
اوس قوم مین ایک لڑکا موجود تھا جسکا نام تھا زید بن ارقم اوسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ خبر کہدی
حضرت کو اس بات کے سننے سے بڑا رنج ہوا اور اونھون نے کوچ کی طیاری کی کہ سعد بن عبادہ دوڑے
آئے اور کہا کہ یارسول اللہ یہ تو وقت آپ کے کوچ کرنے کا نہین ہی آنحضرت نے فرمایا کہ تمنے اپنے صاحب
کی باتین سنین اونھون نے جواب دیا کہ یارسول اللہ ہمارا صاحب تو سوای آپ کے دوسرا کوئی نہین ہی
تب حضرت نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی گمان کرتا ہی کہ اگر مدینے کو لوٹے تو عزت والے ذلیلونکو نکال دینگے
تب سعد بن عبادہ نے جواب دیا کہ یا حضرت آپ اور آپ کے اصحاب عزت والے ہین اور عبداللہ بن
ابی اور اوسکے اصحاب اہل ذلت ہین غرضکہ یہ سنکر خزرج جو ایک قبیلہ مدینے والونکا ہی عبداللہ بن ابی
پر لعنت ملامت کرنے لگے اوسنے حلف کیا کہ مینے تو کچھ نہین کہا تو لوگون نے کہا کہ چھا چلکر پیغمبر صاحب کے
سامنے عذر کر اوس نے اپنی گردن جھکائی تب دوسرے دن صبحکو وہ پیغمبر صاحب کے سامنے آیا اور
حلف کیا کہ مین نے کچھ نہین کہا اور کہا کہ اشہدان لاالہ الااللہ وانک رسول اللہ اور عذر کیا کہ زید نے
میرے اوپر جھوٹی تہمت کی تھی پھر لوگ زید پر ملامت کرنے لگے آخر خدا نے یہ سورۂ منافقون
نازل کی اور پیغمبر خدا نے وہ سورۃ اصحاب کو جمع کرکے سنائی فقط

غرضکہ یہ قول ایک بڑے مفسر سے ثابت ہوا کہ یہ سورۃ شان مین عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے
نازل ہوئی اور جناب قبلہ وکعبہ نے نہ معانی سمجھے نہ شان نزول پر خیال فرمایا نہ اپنی تفسیرونکو دیکھا نا دیدہ
ودانستہ کچھ آیتین اوپر کی اوڑا دین اور کچھ نیچے کی بیچمین کی دو آیتین لکھکر اصحاب کی فضیلت کے
معارضے مین پیش کین اگر ایسا ہی معارضہ کرنا تھا تو جو آیتین قرآن مجید مین بنی اسرائیل اور فرعون اور
نمرود وشداد کی شانمین ہین اون سبکو آیات فضیلت صحابہ کے معارضے مین لکھ دیتے تاکہ کتاب
کا حجم بھی بڑھ جاتا اور حضرت کی قرآن دانی کا بھی لوگ اقرار کرنے لگتے غرضکہ جناب قبلہ وکعبہ ان آیات
کو لکھکر فرماتے ہین کہ {وامثال این دیگر آیات ست پس لابد ست کہ در جمع بین الآیات گفتہ شود
کہ مورد آیات مناقب غیر مورد آیات ذم ست پس بعضے صحابۂ آنحضرت عموما ممدوح باشند و بعضے
مذموم واین عین مطلوب شیعیان ست} پس یہ وہم جناب قبلہ وکعبہ کو قرآن مجید کی آیات کے معانی
نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہی اس وہم کا علاج تفسیر اور شان نزول کا مطالعہ تھا اگر حضرت شان نزول دیکھتے اور
اپنی ہی تفسیرونکو ملاحظہ فرماتے اور اگلی پچھلی آیتونکو ملاکر غور کرتے تو حضرت یہ ضابطہ اور کلیہ جمع بین الآیات
کا ارشاد نفرماتے اس لیے کہ جو آیتین کافرون اور منافقون کی شان مین ہین اونسے مہاجرین وانصار

ف اسکا حوالہ اردو ترجمہ صفحہ ۵ مین دیکھو ۱۲
ف عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ سنہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۷۲ سطر ۲۱

واصحاب نبوی کو کچھ تعلق ہی نہین ہے اور یہ آیتین جسمین کفر و نفاق اور دین مین سستی وغیرہ کا ذکر ہے وہ شان مین منافقونکی ہین جو اصحاب نبوی مین داخل نہین ہین اصحاب نبوی اور منافقون مین نسبت تناقض کی ہے نہ توافق کی اس لیے اون آیتونکا جوکہ اصحاب کی فضیلت مین ہین اون آیتون سے ملانا جوکہ منافقین کے مذمت مین ہین درحقیقت جمع بین الآیات نہین ہے بلکہ حضور جمع بین النقیضین ہے جوکہ ہمارے نزدیک ممتنع اور آپ کے نزدیک ممکن ہے پس اپنے لیے آپ گھر بیٹھے ایسی آیتونکو جمع کیا کیجیے اور اپنے دلمین قاعدے بنایا کیجیے اور اونھین موضوع اور غلط اصول پر کسیکو خارج کسیکو داخل کیجیے یہان تو خدا کی ہدایت و ضلالت نے ہمکو اس جمع سے فارغ کردیا جنکو چاہا مہاجرین و انصار مین داخل کیا جنکو چاہا منافقین مین شامل کیا۔

پانچوین دلیل صحابہ کے منافق نہونیکی

جو شخص قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہوگا وہ مہاجرین و انصار کی نسبت منافق کی لفظ کو ہرگز اطلاق نکرے گا اس لیے کہ قرآن مجید مین بہت سی آیتین ہین جسمین صاف یہ حکم ہے کہ منافقون سے نہ ملو اونسے راضی نہو اور اونکو اپنے ساتھ جہاد مین نہ رکھو اونکا کچھ عذر نہ سنو پس اگر مہاجرین و انصار خصوصًا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم منافق ہوتے تو کیون پیغمبر صاحب اونکو ذلیل نکرتے اور کیون اونکو اپنی صحبت مین رکھتے اور کیون اونسے صلاح و مشورہ لیتے اور کیون اونکو اپنے ساتھ جہاد مین رکھتے چنانچہ جو دعوی مینے کیا ہے اوسکے ثبوت مین دو تین آیتون کو لکھتا ہون —

پہلی آیت ۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝

ان آیتون سے چند باتین ثابت ہوئین اول عذر کرنا منافقون کا اور اوسپر یقین نکرنا پیغمبر صاحب کا دوسری آگاہ ہونا پیغمبر خدا کا اونکے حال سے تیسری جلد سزا پانا اونکا اپنے اعمال کے بدلے مین چوتھی پیغمبر صاحب کو اونسے روگردانی کرنیکا حکم ہونا اور اونسے ملنے کی ممانعت پانچوین کتنا ہی وہ حلف دین کہ راضی ہو اونسے راضی ہونیکی امتناع چھٹی اونکا ذلت چاہنا مسلمانون کا اور ہمیشہ اسی فکر

ع
پارہ ۱۱ ۔ سورۂ توبہ رکوع ۱۳ ۔ ترجمہ
بہانے لاوینگے تمھارے پاس جب پھر کر جاؤگے اونکی طرف تو کہہ بہانے مت بناؤ ہم نہ مانینگے تمھاری بات ہمکو بتا چکا ہے اللہ تمھارے احوال اور ابھی دیکھیگا اللہ تمھارے کام اور اوسکا رسول پھر جاؤگے طرف اوس جاننے والے چھپے اور کھلے کے سو وہ بتادیگا تمکو جو کر رہے تھے اب قسمیں کھاوینگے اللہ کی تمھارے پاس جب پھر کر جاؤگے اونکی طرف تا اون سے درگذر کرو سو درگذر کرو اونسے وے لوگ پلید ہین اور اونکا ٹھکانا دوزخ ہے بدلا اونکی کمائی کا قسمین کھاوینگے تمھارے پاس کہ تم اونسے راضی ہوجاؤ سو اگر تم راضی ہوگے اون سے تو اللہ راضی نہین بیحکم لوگون سے ۱۲ موضح

مین رہنا اور پھر خود ہی اونکا ذلیل ہونا - اب ان باتون مین سے صرف ایک ہی باتکو مہاجرین و انصار خصوصا خلفا ثلثہ سے مطابق کر دیجیے یا پیغمبر صاحب کو باوجود ایسے احکام الٰہی کے اور نفاق خلفا ثلثہ کے اونسے روگردانی کرنے پیغمبر صاحب کی شانمین جو چاہیے سو کہیے ہماری زبان سے تو کچھ بے ادبی کا کلمہ نہین نکلتا اور عدول حکمی یا تقیے کا ایسے پاک صاف کی نسبت اطلاق نہین ہوسکتا -

دوسری آیت یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ کہ اے پیغمبر جہاد کر کافرون پر اور منافقون پر تو اگر مہاجرین و انصار منافق تھے تو اتنا ارشاد کر دیجیے کہ کب اور کسکے ساتھ پیغمبر خدا نے اونپر جہاد کیا یا باوجود منافق ہونے اونکے پیغمبر صاحب نے خدا کے حکم کی تعمیل کی -

تیسری آیت فَاِنْ رَّجَعَکَ اللّٰہُ اِلٰی طَآئِفَۃٍ مِّنْھُمْ فَاسْتَاْذَنُوْکَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ط

اس آیت کے مطالعے کے بعد یہ فرما دیجیے کہ پیغمبر صاحب اپنے ساتھ جہاد پر ان لوگون کو جنھین تم منافق کہتے ہو لیگئے یا نہین اگر تمھین معلوم نہو تو چند ورق الٹ کر حملہ حیدری کے اشعار جنگ بدر کے دیکھلو

چوتھی آیت یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْھِمْ سُوْرَۃٌ تُنَبِّئُھُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ قُلِ اسْتَھْزِءُوْا ج اِنَّ اللّٰہَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ○

اس آیت کو پڑھکر ذرا یہ فرما دیجیے کہ پیغمبر صاحب نے اون لوگون کے نفاق کو جنھین تم منافق کہتے ہو کبھی ظاہر کیا اور لوگون پر اونکا نفاق کھول دیا یا نہین و رسوای حذیفہ کے جس سے دروازہ بند کر کے نہایت آہستہ زبان و بالکنفاق ظاہر کرنیکا حال آپ لوگ بیان کرتے ہین کسی مجمع مین بھی انکے نفاق کا حال حضرت نے ظاہر کیا -

غرضکہ مثل اسکے اور بہت سی آیتین ہین منافقون کے حال مین جنکا لکھنا ضرور نہین ہے پس مسلمان کو اتنا سوچ لینا چاہیے کہ اگر مہاجرین و انصار منافق ہوتے تو پیغمبر صاحب اونکے نفاق کو کیون ظاہر نہ کرتے اور کیون وہ ذلیل نہوتے اور اونکے مارے جانے اور قتل ہونے اور ذلیل و رسوا ہونیکا جو وعدہ خدا نے کیا تھا وہ کیون پورا نہوتا بلکہ برخلاف اوسکے اور عزت اونکو ہوئی اور روم و شام اور ایران و مصر پر اونکو غلبہ ہوتا استغفر اللہ عجب عقیدہ ہے شیعون کا کہ نہ آیت سے مطابق نہ حدیث سے -

اب باقی رہے چند اعتراض جو خلفا ثلثہ اور مہاجرین اور انصار کی نسبت حضرات شیعہ کرتے ہین اور اوس سے اونکے نفاق پر دلیل لاتے ہین - معاملہ احد و حنین کی لڑائی کا پوچھنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے نفاق کا حال حذیفہ سے شک کرنا حضرت عمر کا صلح حدیبیہ مین ارادہ کرنا

له پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۱۰ ترجمہ اے نبی لڑائی کر کافرون کا اور منافقون سے ۱۲ موضح القرآن

له پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۱۱ ترجمہ سو اگر پھر لیجاوے تجھکو اللہ کسی فرقے کی طرف انمین پھر رخصت چاہین تجھ سے نکلنے کو تو تو کہہ تم ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑو گے میرے ساتھ کسی دشمن سے ۱۲ موضح

له پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۸ ترجمہ ڈرا کرتے ہین منافق کہ نازل ہووے انپر کوئی سورت کہ جتا دے اونکو جو اونکے دل میں ہے تو کہہ ٹھٹھے کرتے رہو اللہ کھولنے والا ہے جس چیز کا تمکو ڈر ہے ۱۲ موضح

قتل پیغمبر خدا کا لیلۃ العقبہ کو غصب کرنا فدک کا نہ دینا قرطاس کا پیغمبر صاحب کو غصب کرنا خلافت کا
علی مرتضی سے عداوت رکھنا آل رسول سے اور مثل اوسکے اور اعتراضات جنکے نام ہر ورق اور
ہر صفحہ مین مجتہد صاحب کے قلم سے ذو الفقار وغیرہ مین نکلے ہین اور جنکا جواب شافی دینا ہمکو منظور ہی
نہ مثل مجتہد صاحب کے خلط مبحث کرنا اور گول گول بات کہکر آگے بڑھ جانا اس لیے انشاء اللہ تعالی بحث
مطاعن صحابہ اور خلافت مین اس تفصیل کے ساتھ یہ سب بیان کیے جاوینگے کہ جسکو دیکھ کر حضرات شیعہ
بے اختیار کہنے لگین کہ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۔
غرضکہ اس مقام پر مین نے آیات فضیلت صحابہ کو بیان کر کے عام جواب شیعون کیطرف سے
یہ بیان کیا تھا کہ وہ کہتے ہین کہ جو آیتین فضیلت مین مہاجرین و انصار کے ہین یہ اون لوگون سے
متعلق ہین جو کہ ایمان دار تھے اور اکثر اصحاب خصوصًا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم ایمان نرکھتے تھے
چنانچہ اوس سے مینے یہ بحث کی کہ ایمان نرکھنے کے دو معنی ہین ایک یہ کہ منکر خدا و رسول کے تھے کہ ایسے
شخص کو منافق کہتے ہین چنانچہ جو آیتین اوسکے معارضے مین مجتہد صاحب نے لکھی ہین اوسکا جواب ہو گیا
اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ وہ منافق نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ اصول موضوعہ شیعہ مین سے ایک
اصول امامت کے منکر تھے کہ اس وجہ سے وہ کافر تھے اسکا بھی جواب اجمالی دے چکا کہ جب آیتین نازل
ہوئین اور جسوقت خدای جل شانہ نے اونکی تعریف کی اوسوقت امامت اصول دین سے نہ تھی اگر
اوسوقت امامت کا اصول دین سے ہونا ثابت کرسکو تو کرو فعلیکم البیان وعلینا و فقہ بالبرہان۔
پس باقی رہگئین دو باتین اول یہ کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے وہ منکر امامت ہو گئے اور حق علی مرتضی کا
چھین لیا دوسرے اہلبیت سے عداوت رکھی اور اونکے حقوق غصب کیے کہ یہ دونون بھی کفر ہین
چنانچہ اسکا مین بحث امامت اور مطاعن مین جواب دونگا اور ہر بات کو اس تفصیل سے لکھونگا
کہ نہ کسی شیعہ کی کوئی دلیل رہ جاوے نہ کسی سنی عالم کا جواب باقی رہے یعنی وہ سوال و جواب
جنکے سنے کے بغیر حالت مناظرہ باقی رہے نہ یہ کہ جتنے دنیا مین شیعہ سنی ہوے ہین اون سب کی
باتین کہ یہ محال اور نیز فضول ہین مگر انشاء اللہ تعالی اس صراحت سے لکھونگا کہ صرف دیکھنے والے کو
انصاف اور فیصلہ کرنا رہ جاوے اور اکثر روایات کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہے لیکن اس مقام پر جوابات
جو عام آیات فضیلت صحابہ سے شیعہ دیتے ہین اور جنمین سے کچھ اوپر مذکور ہوے اور کچھ رہ گئے
ہین اون باقیماندہ جوابونکو بیان کر کے قرآن و حدیث ہی سے اوسکا جواب دینا شروع کرتا ہون
فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۔

اسکا ترجمہ اور حوالہ صفحہ ۹ مین دیکھو ۱۲ منہ

پارہ ۹ سورۂ الاعراف رکوع ۲۴ ترجمہ تو اوسکو کان رکھو اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو ۱۲ موضح القرآن

جواب دوسرا شیعونکا آیات فضیلت صحابہ سے

جو کچھ اوپر ہمنے بیان کیا اوسمین صرف یہی جواب شیعون کا ہمنے لکھا ہی کہ مہاجرین مین سے ابوبکر صدیق رض کی نیت بخیر
نتھی اب سنیے کہ علاوہ اوسکے اور کیا جواب دیتے ہین شاہ صاحب قدس سرہ تحفہ مین ملا عبد اللہ کی تقریر کو
نقل کرتے ہین کہ ملا عبد اللہ نے یہ جواب دیا ہی کہ اللہ جل شانہ نے جو رضامندی اپنی آیہ والسّابقون
الاوّلون من المہاجرین والانصار مین مہاجرین و انصار کی نسبت بیان کی ہی یہ صرف سبقت ہجرت و نصرت
کی نسبت ہی اور خاص اس فعل سے وہ راضی ہوا مگر اس سے جنتی ہونا اونکا لازم نہین ہوتا اس لیے کہ اوسکے
واسطے اوس رضا کا آخر تک باقی رہنا ضرور ہی اور آخر تک رضا باقی رہنے کا حال خاتمے پر ہی اور اس تقریر کو لکھکر
شاہ صاحب فرماتے ہین کہ یہ تقریر قواعد اصول کی رو سے درست نہین ہی اس لئے خدای جل شانہ نے
مہاجرین و انصار کی ذات کی تعریف کی ہی اور چونکہ وصف عنوانی مین سبقت ہجرت و نصرت کا ذکر کیا اس لیے
یہ صفت علیہ تعلق رضا کے ہوگی نہ کہ یہی وصف تعلق رضا کے اسکے جواب مین جناب مجتہد صاحب ذوالفقار
مین فرماتے ہین کہ {ہنوز باثبات نرسیدہ کہ مراد از سبقت درینجا سبقت فی الہجرۃ ست پس غایت مافی الباب
علت رضا سبقت الی الاسلام یا سبقت الی الموت یا سبقت الی الہجرۃ لا علی الیقین خواہد بود و این علت مبہمہ
برای توجیہ وجہ مفید نمی تواند شد} یعنی یہ سب تقریرین تو اوسوقت کیجاوین جب یہ بات ثابت ہوجاوے
کہ مراد والسّابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار ہجرت مین سابق ہونا ہی حالانکہ یہی بات ہمارے نزدیک
ابھی صاف نہین ہی کہ سابقون سے کیا مراد ہی آیا ہجرت کی سبقت یا اسلام کی سبقت یا موتکی سبقت پس
جبکہ علت مبہم ہی تو وہ کچھ مفید مطلب نہین۔ غرضکہ حضرت نے سارا قصہ ہی طی کردیا کوئی جھگڑے کی
بات ہی نہ رکھی یعنی یہ سب فضیلتین تب ثابت ہون کہ والسابقون کے معنی کیا ہین آیا ہجرت مین سبقت
کرنیوالے مراد ہین یا کہ اسلام مین سبقت کرنیوالے مقصود ہین یا کہ موت پر سبقت کرنیوالے یعنی مردے آدمی ہین
پس جب ابھی یہ شبہہ ہی تو ایسی مبہم باتکی سند کچھ مفید نہین غرضکہ بسبب مبہم ہونے علت رضا کے
اس آیت سے کچھ کسیکی فضیلت ہی ثابت نہین ہوتی اور یہ معنی جو حضرت نے فرمائے ہین یہ بڑے
غور و تامل کے بعد فرمائے ہین چنانچہ خود اس سے پیشتر فرما چکے ہین کہ {ایضاً آنچہ بعد تامل و نظر دقیق
ظاہر میگردد صفحہ ۵۷ ذوالفقار تا قولہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال}
آب قبلہ و کعبہ اس تقریر کو اپنی مدلل کرتے ہین اور منطقی دلائل سے اس امر کو ثابت فرماتے ہین کہ مراد
والسّابقون سے موت کیطرف سبقت کرنیوالے ہین یعنی مردے جو مرچکے مراد ہین کما یقول {وثانیاً
اینکہ علت رضای مہاجرین و انصار از حق تعالی مجرد ہجرت و نصرت نمی تواند شد بلکہ نظر دقیق حکم می کند

---

(۱) اسکا ترجمہ اردو صفحہ مین دیکھو ۱۲ منہ

(۲) عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۵۰ سطر ۲۳ ۱۲ منہ

(۳) عبارت ذوالفقار صفحہ ۵۹ سطر ۱۳ ۱۲ منہ

(۴) عبارت ذوالفقار صفحہ ۵۹ سطر ۲ ۱۲ منہ

کہ رضای آنہا از حق تعالی و تسلیم وامر و نواہی او علت ہجرت و نصرت شدہ و این قرینۂ دیگر ست برانیکہ مراد از سابقین سابقین الی الموت اند، یعنی خدا کی رضامندی کا مہاجرین و انصار سے سبب یہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ فقط ہجرت کرنے سے ساتھ پیغمبر خدا کے یا مدد دینے سے رسول مقبول کو وہ راضی ہو جاوے بلکہ نظر دقیق حکم کرتی ہی کہ اونکا خدا سے راضی ہونا اور اوسکے احکام و نواہی کا بجالانا اونکی ہجرت و نصرت کی علت ہی پس یہ دوسرا قرینہ اس کا ہی کہ مراد والسّابقون سے سابقین الی الموت ہین یعنی جو کہ مرنے مین سبقت اور پیش قدمی کر گئے اور پہلے سب سے مر گئے فقط سبحان اللہ کیا نظر دقیق ہی جناب قبلہ و کعبہ کی کہ کیا خوب معنی نکالے ہین حقیقت مین بیچارے شاہ صاحب ایسی دقیق نظر کہانسے لاتے جوان باریک نکتون کو سمجھتے کہ مراد والسابقون سے مردے ہین خیر ہم نہایت شکر ادا کرتے ہین مجتہد صاحب کا کہ مردے مہاجرین و انصار تو اسمین داخل رکھے اگر وہ والسّابقون کے معنی یہ ہی کہتے کہ حضرت آدم مراد ہین کہ اونھون نے سب سے پہلے جنت سے ہجرت کی تھی یا حضرت موسیٰ مراد ہین جنھون نے مدین کو ہجرت کی تھی تو ہم کیا کرتے یا فرما دیتے کہ مراد والسّابقون سے جبرئیل و میکائیل ہین جو سب سے پہلے پیدا ہوے ہین تو ہمارا کیا بس چلتا بہر حال جب معنی ہینچ تان پڑے اور نظم قرآنی کا کچھ لحاظ نہ رہا تو پھر بے سر و پا بات کہدینے والے سے کیا زور چل سکتا ہی جو کچھ وہ رعایت کرے وہی احسان ہی کوئی خیال نکرے کہ قبلہ و کعبہ نے بے دلیل یہ دعوی کیا ہی اس لیے کہ بے دلیل بات کہنا جاہلونکا کام ہی اور یہ حصہ شاہ صاحب کا ہی حضرت کوئی بات بے دلیل و برہان کے زبان پر نہین لاتے چنانچہ اس دعویکی دلیل مین فرماتے ہین {و این قرینۂ دیگر ست برانیکہ مراد از سابقین سابقین الی الموت اند چہ موت اہل جنت و مشاہدۂ درجات را مدخلیہ تمام در رضای آنہا از حق تعالی ست} کہ والسّابقون کی لفظ سے وہ لوگ جو موت کیطرف سبقت کر گئے مراد لینے کا یہ دوسرا قرینہ ہی اس لیے کہ جنت مین پہونچ جانا اور اپنے مراتب اور درجات کا دیکھنا اور آرام سے بہشت مین چین کرنا ان سب باتونکو بڑا دخل ہی کہ وہ لوگ خدا سے راضی ہوے فقط بیشک درست ہی جو لوگ زندہ ہین وہ بسبب اسکے کہ نہ معلوم خدا جنت دیگا یا نہین اور اگر دینے کا یقین بھی ہو تو بسبب دنیاوی تکالیف کے وہ خدا سے پورے پورے راضی نہین ہو سکتے جب مر گئے اور خدا نے اونکو بہشت نصیب کر دی اور آزادی سے جنتون کے لطف اوٹھانے لگے تو وہ بخوبی خدا سے راضی ہو جاوینگے اور نصرت اور ہجرت کا سبب اوسے آپ لکھ ہی چکے ہین کہ یہ ہی کہ وہ خدا سے راضی تھے تو اب کیا شک رہا کہ مراد والسّابقون سے وہی لوگ ہین جو اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے مر چکے تھے بیشک جیسا دعوی تھا اوس سے بہت بڑھکر دلیل ہی مجتہدون اور مقدس لوگونکے ایسے ہی دعوے اور ایسی ہی دلیلین ہوتی ہین نہ ہی نصیب اوس

۵۷ عبارت ازالۃ الخفا مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ سنہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۹۵ سطر ۱۲ سن

فرقے کے جسکے ایسے عاقل اور ذکی اور ذہین مجتہد ہون - جوکہ جناب قبلہ وکعبہ نے اپنی کتاب کو نہایت ہی مدلل اور مبرہن لکھا ہے اس لیے صرف ایک دو دلیل ہی اپنے دعوے پر نہین بیان فرمائین بلکہ ہر ایک دعوے کو اپنے دلیلون سے ثابت کیا ہے کہ کسی سنی کو جرأت اوسکے رد کرنیکی نہین ہے چنانچہ اسی آیت کی نسبت جو تیسرا جواب دیا ہے اوسے بھی مین لکھتا ہون حضرت فرماتے ہین کہ { ثالثا اینکہ غایت مافی الباب آنکہ از آیہ علت بودن ہجرت ونصرت درباب رضای حق تعالی از آنہا و رضای آنہا ازو تعالی شانہ می تواند شد و علتہ اعم ست ازینکہ تامہ باشد یا ناقصہ و استعمال علت ناقصہ در کلام حق تعالی واحادیث نبوی شیاع تمام دارد واگر بہ سبب غباوت ذہن کہ داری درینباب تامل داشتہ باشی پس قرآن مجید را از اول خبر بنظر بصیرت تلاوة کن ودر آیات وعدہ وعید تامل نما تا صدق این مقال واضح گردد } اس سے پایا گیا کہ گویا اللہ جل شانہ اونکی ہجرت ونصرت سے تو راضی ہوا اگر یہ علت ناقص ہے اس لیے انکے سب کامون سے راضی ہونا ثابت نہوا افسوس ہے کہ مجتہد صاحب ذرا نظم قرآنی کو ملاحظہ نہین فرماتے اور ترجمہ لفظی کو بھی نہین دیکھتے اور تحریف معنوی خدا کے کلام مین کرتے ہین یا رخدا یا تیرا کلام چیستان ہے یا یہ آیت پہیلی ہے یا کوئی معما ہے جسکے لیے ایسے باریک باریک خیالات کو حضرت قبلہ وکعبہ کام فرما رہے ہین چار لفظ اس آیت کی ہین ذرا اوسکا ترجمہ کرین اور سمجھ لین ای مومنین ذرا سنو کہ اس آیت کا ترجمہ لفظی بھی ہے جو مین بیان کرتا ہون یا اور کچھ اول الفاظ آیت کے سنو کہ یہ ہین وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ اور اب ترجمہ اسکا سنو کہ یہ ہے - ترجمہ - اور آگے بڑھ جانیوالے پہلے ہجرت کرنیوالون سے اور مدد دینے والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین اونکی ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ اونسے اور راضی ہوے وہ اوس سے اور تیار کین واسطے اونکے بہشتین چلتی ہین نیچے اون کے نہرین رہنے والے بیچ اوسکے ہمیشہ یہ ہے مراد پانا بڑا - اب خیال کرو کہ جو علتین تامہ اور ناقصہ مجتہد صاحب ان صاف لفظون مین پیدا کرتے ہین یہ تحریف ہے یا نہین اور اگر ایسی ہی علتونکو خدا کے کلام مین دخل دیا جاوے تو سارا قرآن بازیچہ طفلان ہوجاوے اور کسی آیت اور کسی حکم پر عمل کرنا جائز اور تصدیق کرنا ممکن نہو اللہ جل شانہ تو صاف فرماتا ہے کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کہ مین اونسے وہ مجھ سے راضی حضرت فرماتے ہین کہ یہی علت رضامندی کی ناقص ہے وہ سب باتون سے

راضی نہین ہی بلکہ صرف ہجرت اور نصرت کی سبب سے راضی ہی اور گو حضرت نے صاف نہین فرمایا مگر مطلب یہی ہی کہ
غصب خلافت اور عداوت اہلبیت کے سبب سے ناراض ہی اس لیے اے میرے بندو اس رضامندی کو تام یعنی
پوری نہ سمجھنا اور اسی سے مہاجرین و انصار کو اچھا نہ جاننا افسوس ہی کہ قبلہ و کعبہ نے یہ نفرمادیا کہ قرآن مین یہ بھی
تھا کہ اگر کسیکو شک ہو اور میری آیتون سے یہ مطلب کوئی نہ سمجھے تو مجتہد سے بوجھ لینا کہ وہ علت تامہ اور
ناقصہ کا بیان کر کے اچھی طرح سمجھا دینگے اور یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ والسّابقون سے مراد ضرور
مردے ہین اس لیے کہ خدا اونکے حال سے خبر دیتا ہی کہ وہ خدا سے راضی ہوے اور یہ امر معلوم ہی کہ اگر وہ
زندہ ہوتے تو یہ مناسب تھا کہ خدا فرماتا یرضون یعنی بصیغۂ مضارع کے کہ وہ راضی ہونگے خدا سے
چنانچہ الفاظ حضرت کے یہ ہین کہ {زیرا کہ جناب حق سبحانہ و تعالی از حال ایشان خبر میدہد کہ ایشان از خدای خود
راضی شدند و معلوم ست کہ اگر اینہا زندہ می بودند مناسب این بود کہ حق تعالی بصیغۂ مضارع کہ یرضون
باشد این مطلب را ادا نماید نہ بصیغۂ ماضی}۔

پس اوّل تو یہ فرمانا حضرت کا کہ معلوم ست کہ اگر اینہا زندہ می بودند۔ ہمکو معلوم نہین یہ جناب ہی کو معلوم
ہوگا اور دنیا مین بندون کا خدا سے راضی ہونا آپ ہی کے نزدیک بعید از قیاس ہوگا ورنہ ہمکو یہ معلوم کیا
بلکہ یقین ہی کہ جتنے خاص بندے اللہ جلّ شانہ کے ہین وہ اوس سے دنیا مین بھی راضی ہین اور کیسے ہی
کچھ درد اور دکھ پاوین وہ راضی رہتے ہین تو زندون کی نسبت رَضُوا عَنْهُ کا مضمون آپ کو باعث
تعجب ہوگا کیونکہ آپ حالت زندگی ہین خدا سے راضی نہین رہے ورنہ ہمتو اوسے یقینی جانتے ہین۔

دوسرے یہ سب علتین تامہ و ناقصہ و صیغۂ ماضی مضارع کے احتمالات اور استدلال صرف بیچارے
مہاجرین اور انصار ہی کی نسبت ہین یا کہ اہلبیت علیہم السلام کی نسبت بھی بس جو تقریرین آپ صحابہ
کی نسبت کرتے ہین اور جسطرح آیات فرقانی مین آپ مہاجرین و انصار کی فضیلت باطل کرنیکے
لیے تحریفات اور احتمالات کرتے ہین اگر خوارج و نوصب اہلبیت علیہم السّلام کی نسبت کرین تو
آپ کیا جواب دینگے جو آپ اونکو جواب دین وہی ہماری طرف سے تصور فرماوین۔

تیسرے مجتہد صاحب نے احتمالات کر کے ان آیتون کے معنی بدلنے مین ایک بڑی خطا کی اور
بوجہ اسکے کہ اس کتاب کے لکھنے مین بہت عجلت کی تھی ایک بہت بڑی بات بھول گئے کہ والسّابِقُونَ
الاوّلون مین جناب امیر علیہ السلام بھی داخل ہین اور اونکی فضیلت پر بھی یہی آیتین سند لائی جاتی ہین اور
کہا جاتا ہی کہ وہ سب سے اول اور سابق ہین اسلام مین اور ہجرت مین پس جب کہ والسّابِقُونَ سے
مراد مردے لیے گئے اور کوئی زندہ اوسمین داخل نرہا تو پھر جناب امیر بھی اس سے خارج ہوگئے

۵۷
عبارت ذوالفقار
مطبوعہ مطبع
مجمع البحرین
لودھیانہ ۱۲۸۱؁ھ
صفحہ ۵۰
سطر ۱۲ لغایت ۱۴
منہ

بارخدایا تب شاید یہ کہین کہ زندونمین صرف وہی اس آیت کے مصداق ہین اور باقی سب مُردے مراد ہین
اور اگر کوئی اس تخصیص کی وجہ پوچھے تو پھر وہی شیوہ اپنا اختیار کرین اور اپنی تشیع پر آجاوین یعنی گالیان دینا
شروع کرین اور غبی اور کودن اور احمق فرماکر اوسکی بات نہ سنین جیسا کہ اسی مقام پر بعلت تامہ و ناقصہ کے نہ سمجھنے پر
شاہ صاحب کی نسبت فرماتے ہین کہ {اگر بسبب غباوت ذہن کہ داری دربناب تامل داشتہ باشی پس قرآن مجید
را از اول جز بنظر بصیرت تلاوت کن و در آیات وعدہ وعید تامل نما تا صدق این مقال واضح گردد۔}
چوتھے جناب قبلہ وکعبہ کا ماضی مضارع کے صیغونسے بحث کرنا در حقیقت دائرۂ تشیع کو تنگ کرنا ہے
اس لیے کہ پھر بہت سی آیتین فضیلت اہل بیت کی انہین صیغونکی بحث سے ہاتھ سے نکل جاوینگی اور ایسے
اعتراض کرنیوالونکا جواب دینا مشکل ہوگا اس سے قواعد نحو وصرف کا نام ہی زبان پر نہ لائیے ورنہ
اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا
صیغے مضارع کے ہین اور معنی ماضی کے لیے جاتے ہین اس لیے کہ بعد وفا کرنے نذر کے اور بعد کھلا
دینے کھانے کے مسکینون اور یتیمون اور اسیرون کو یہ آیات شان مین جناب فاطمہ اور حسنین
علیہم السلام کے نازل ہوئین تو کیا آپ جواب دینگے اور اگر کوئی کہے کہ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ
ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا
سب صیغے ماضی کے ہین اور معنی مضارع کے مراد لیے جاتے ہین تو آپ کیا فرمائینگے پس اگر
فرض بھی کیا جاوے اور آپ کا قول تسلیم بھی کیا جاوے کہ {مناسب این بود کہ حق تعالی بصیغہ
مضارع کہ یرضون باشد این مطلب ادا نماید نہ بصیغۂ ماضی} تو اوسکا جواب یہ ہے (کہ حق تعالی امریرا
کہ یقینی وقطعی ست بصیغۂ ماضی ادا می نماید چنانکہ در فضائل اہل بیت امری را کہ بعد از قیام قیامت ظہور
خواہد یافت بصیغۂ ماضی ادا کردہ حیث قال تبارک وتعالی فوقہم اللہ شر ذلک الیوم ولقہم نضرة
وسرورا الخ ہمچنین رضای سابقین اولین از مہاجرین و انصار زیرا کہ در آخرت علو مرتبہ خود را دیدہ راضی
خواہند شد بصیغۂ ماضی ادا کردہ و برای این فرمودہ کہ رضوا عنہ) اور اگر آپ کو ماضی مضارع کے
صیغون مین شک ہو اور ایک سے دوسرے معنی مراد لینا آپکے نزدیک خلاف فصاحت و بلاغت
ہون تو ذرا میزان الصرف اوٹھا کر دیکھیے اور بدان اسعدک اللہ تعالی کے معنی سوچیے کہ معنی اسکے
نیک بخت کند ہین یا نیک بخت کرد ہین اور پھر غور کیجیے کہ صیغہ تو ماضی کا ہے اور معنی حال کے
لیے جاتے ہین تو اس شک کے دور کرنیکے لیے اوسکا حاشیہ دیکھ لیجیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ کیون
ماضی کے صیغے سے حال کے معنی لیے جاتے ہین اور بعد اوسکے اگر انصاف ہے تو قصور کا اقرار کیجیے

ف۱ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ سنہ ۱۲۸۳ھ صفحہ ۹۵ سطر ۱۲
ف۲ پارہ ۲۹ سورۂ دہر رکوع ۱ ترجمہ کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن باپکے لڑکے کو اور قیدی کو ۱۲ موضح القرآن
ف۳ پارہ ۲۹ سورۂ دہر رکوع ۱ ترجمہ پھر بچایا انکو اللہ نے برائی سے اوس دن کی اور ملائی اونکو تازگی اور خوشوقتی اور بدلا دیا اونکو اونکے صبر کرنے پر باغ اور پوشاک ریشمی ۱۲ موضح
ف۴ عبارت ذوالفقار صفحہ ۹۵ سطر ۱۲ ۱۲ منہ

ورنہ ایک روز تو اقرار کرنا ہی پڑیگا جسکا ذکر خدا نے بصیغہ ماضی کے کیا ہی حالانکہ ہنوز وہ روز نہین آیا کما قال سبحانہ تعالی وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝

فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝

پس حضرات شیعہ کے تعصب وعناد بلکہ جہالت و نادانی کو دیکھنا چاہیے کہ صرف اصحاب نبوی کی عداوت سے آیات قرآن مجید کے ایسے معنی بناتے ہین کہ حضرت علی بھی اوس سے خارج ہوے جاتے ہین اور اونپر بھی اطلاق اس فضیلت کا نہین ہو سکتا پس جبکہ شیعون نے اپنے ہی پہلے امام کو اس آیت کے مصداق سے خارج کردیا تو اگر ہمارے تین خلیفون کو بھی نکال دیا تو جاے شکایت نہین ہی۔

اس مقام پر یہ امر بھی لکھنا خالی فائدے سے نہین ہی کہ جناب شاہ صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ مین فرمایا ہی کہ اگر مہاجرین و انصار کی نسبت ان آیتون کے یہ معنی مراد لیے جاوین کہ رضامندی خدا کی اونکی ذات سے متعلق نہین ہی بلکہ اونکی صفت ہجرت اور نصرت سے اور کامل رضامندی موقوف ہی حسن خاتمہ پر تو آیۂ موالات جس سے ثبوت خلافت حضرت علی کا کیا جاتا ہی اوسمین بھی تو یہی جرح ہو سکتی ہی کہ کہا جاوے کہ (ولایت شما باین وصف متعلق ست یعنی اقامت صلوۃ وایتاء زکوۃ درحالت رکوع وبقاء این وصف مشروط ست بحسن خاتمہ وکذا وکذا) بجواب اسکے مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ {اما آنچہ درینمقام درباب آیۂ ولایت بترانہ بیہودہ مترنم گردیدہ پس از قبیل قیاسی ست مع الفارق چہ امثال چنین تقییدات دور از کار در آیۂ ولایت خلاف اجماع اہل اسلام ست پس از معرض اعتبار ساقط باشد} سوای ان لفظون کے حضرت نے اور کچھ نہین لکھا اور گالی دیکر سکوت اختیار کیا اور یہ فرمانا کہ آیۂ موالات مین ایسے احتمال بعیدہ کرنا خلاف اجماع اہل اسلام ہی باعث صد ہزار حیرت ہی اس لیے کہ اگر اہل اسلام سے مراد صرف حضرات شیعہ ہین تو یہ فرمانا مسلم لیکن اگر اور سب فرقے اسلام کے مراد ہین تو اونکے اجماع کا دعوی محض غلط ہی هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ ای حضرات امامیہ ذرا اپنے مجتہدین کی توجیہات اور احتمالات پر خیال کرو کہ وہی احتمال مہاجرین و انصار کے حقمین تو جائز بلکہ واجب سمجھا جاوے اور وہی احتمال جناب امیر کے حقمین ممتنع اور محال ہو اگر کہا جاوے کہ یہ مقتضای محبت وعداوت ہی تو ہم قبول کرینگے لیکن یہ بھی اوسکے ساتھ عرض کرینگے کہ یہ مقتضای ایمان اور انصاف نہین ہی۔ اس جواب پر مجھے ایک حکایت بہرام گور کی یاد آئی حکایت کہ اوس نے ایکمرتبہ گور کا شکار تیر سے کیا اتفاق سے تیر اوسکے منہ پر ایسا لگا کہ منہ سے گیا ایک لونڈی سے بہرام گور نے اپنی تعریف کی اوسکی زبان سے نکل گیا کہ مشق اور تعلیم کے متعلق ہی بہرام گور نے خفا ہو کر نکال دیا اوس نے ایک مشق شروع کی کہ گاے کے

ف پارہ ۲۹- سورہ ملک رکوع ۱ ترجمہ اور بولے اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجھتے نہ ہوتے دوزخ والون مین سو قائل ہوے اپنے گناہ کے اب دفع ہون دوزخ والے ۱۲ موضح القرآن

ف۲ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ ۱۲۸۳ھ صفحہ ۹۵ سطر ۱۰-۱۲ ھمنہ

ف۳ پارہ ۲۰- سورہ نمل رکوع ۵ ترجمہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو ۱۲ موضح القرآن

بچے کو گود مین لیکر ہر روز دو وقت بالاخانے پر چڑھ جاوے یہانتک کہ جب وہ بچہ بڑا ہوا تب بھی بسبب مشق کے وہ بالاخانے پر لے جایا کرتی یہ خبر بادشاہ نے سنی وہ بھی گیا دیکھ کر کیا کہتا ہی کہ مشق و تعلیم سے تعلق ہی تب لونڈی نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ جہان پناہ آپ جب گور کو تیر سے شکار کرین وہ تو مشق سے متعلق نہوا اور جب مین اوس سے بہت زیادہ حیرت انگیز کام کرون وہ مشق کے متعلق سمجھا جاوے یہ کون انصاف ہی کما قال قائل شعر

	گفت شہ زاند ہمتی ست عظیم		گاو تعلیم گور بے تعلیم

وہی حال ہی بعینہ مجتہد صاحب کا کہ ایسی صریح اور صاف آیت مین جیسی کہ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ ہی احتمالات علت تامہ و ناقصہ کے کرین اور اونکے علما علت رضای آلہی کو مخصوص فعل خاص کا کہین اور جب کوئی آیہ موالات سے معارضہ کرے جسمین صرف یہ ہی کہ يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ کہ دیتے ہین زکوۃ کو دران حالیکہ وہ رکوع مین ہوتے ہین اور اسکی لفظون سے کچھ بھی معلوم نہین ہوتا کہ وہ لوگ کون ہین صیغہ جمع کا ہی اور معنی واحد کے لیے جاتے ہین اور زکوۃ کے معنی خیرات کے کہے جاتے ہین اس لیے کہ یہ ظاہر ہی کہ حضرت علی اتنا مال نہ رکھتے تھے کہ زکوۃ اون پر واجب ہوا اور پھر رکوع و سجود مین کسی دوسری بات سننا گو وہ سائل و محتاج ہی ہو خلاف خلوص نماز کے بھی ہی پس باوجود ان سب باتون کے جب کوئی کہے کہ وہ احتمالات جو مہاجرین و انصار کی فضیلت کے آیات مین آپ کرتے ہین وہ اس آیت مین ہو سکتے ہین بلکہ اس سے بھی بہت کچھ زیادہ تب فرماوین کہ یہ بیہودہ ترانہ ہی اور خلاف اجماع ہی حقیقت یہ ہی کہ جب انسان انصاف اور ایمان اور حیا کا پابند نرہے تب مختار ہی جو چاہے سو کہے ولنعم ما قیل علیہ اذا القیت جلباب الحیاء فقل ما شئت فان من لاحیاء لہ لا ایمان لہ۔

اب چوتھے معنی وَالسَّابِقُونَ کے سنیے جو مجتہد صاحب بیان فرماتے ہین حضرت ذو الفقار مین لکھتے ہین کہ {اقوال بعضے از علما دلالت می کند کہ مراد از سبقت فی الہجرۃ مہاجرت بنی ہاشم ست از مکہ} یعنی بعضے علما کا قول ہی کہ مراد سبقت ہجرت سے بنی ہاشم کی ہجرت ہی جو اونھون نے مکے مین کی تھی لوگ حیران ہونگے کہ مکے سے مکے مین کونسی ہجرت ہی اس لیے مین اوسکی تصریح کرتا ہون کہ جب کفار نے حضرت کو بہت ستایا تب شعب ابو طالب مین حضرت نے قیام فرمایا اور کئی برس تک وہان رہے بس اسکا نام حضرت نے ہجرت رکھا ہی یعنی ایک گھر سے دوسرے گھر مین جانا شاید یہ معنی اس لیے پسند ہوے ہون تا کہ اپنے اور اپنے شیعون کی نسبت بھی ہجرت کا اطلاق کر سکین اس لیے کہ حضرت یقینا ایکدن مین سو جگہ بدلتے ہونگے اور جبکہ جگہ بدلنے ہی کے معنی ہجرت کے ہوے تو پس حضرت اور حضرت کے شیعہ دن بھر مین سو سو دفعہ ہجرت کے ثواب کے مستحق ہونگے اور بعض علما سے جنکا قول حضرت نے

(interlinear gloss: یعنی مجتہد صاحب ۱۲)

(margin notes)

۱؎ اسکا حوالہ اور ترجمہ صفحہ ۔ مین دیکھو ۱۲ منہ

۲؎ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۸ ترجمہ دیتے ہین زکوۃ اور وہ نوے ہین ۱۲ موضح القرآن

۳؎ جب تو نے دیا ... تو نے چادر حیا کو ... پس کہو جو کچھ چاہے تو پس تحقیق وہ شخص کہ نہین حیا ... واسطے اوسکے نہین ایمان ہے واسطے اوسکے ۱۲ مولوی امام الدین

۴؎ عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۵۰ سطر ۳ ۱۲ منہ

بیان کیا ایک جناب قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث ہین کہ وہ مصائب النواصب مین بجواب نواقض الروافض کے لکھتے ہین کہ { فاطمہ صاحب النواقض تبعاً للجمہور من ان ابا بکر و عمر کانا من المهاجرین السابقین الاولین انما ہو تحریص و زور بل السابقون الاولون ہم الذین ہاجروا ہجرة الاولی وہی ہجرة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حصارہ بمکة حین ہاجرت قریش بنی ہاشم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شعب عبد المطلب اربع سنین والامة مجمعة علی ان ابا بکر و عمر لم یکونا معہم فی ذلک الموطن }

یعنی ہجرت کے کہ مکے سے مکے ہی مین ہجرت کرنا ایسے ... کے لیے

اس سے زیادہ کوئی لطیفہ نہ ملے گا میرے نزدیک ...

لیے اور ناحق معنے بنانے کی تکلیف اوٹھائی ...

لیتے کہ وہ سب سے اول سدرة المنتہی ...

عزرائیل لیتے جنھون نے بڑے بڑے ...

پس حقیقت مین کامل اور صحیح ہجرت حض...

خدای جل شانہ کے کلام سے ...

مضمون تو اونہین ایسا ٹھیک ...

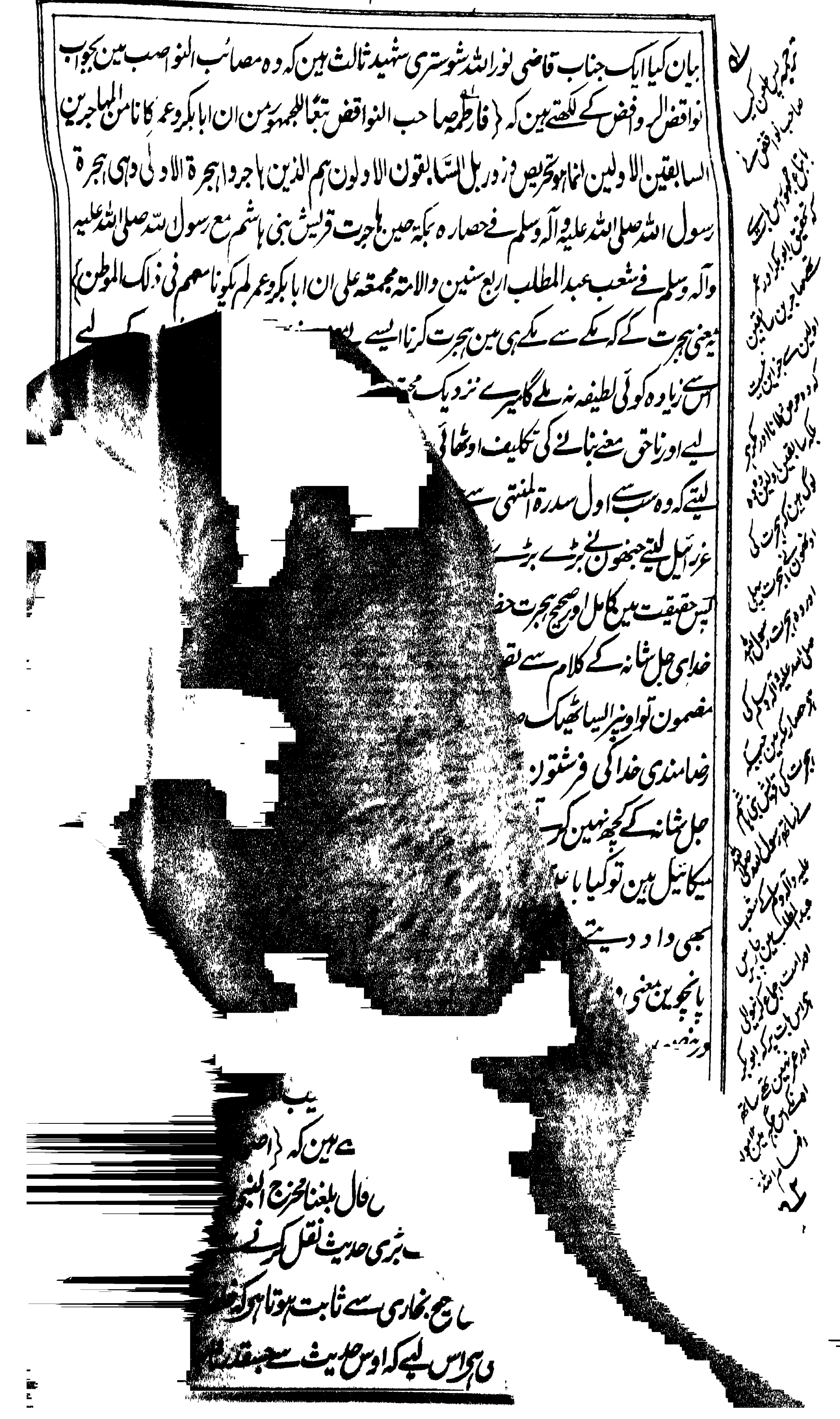
رضامندی خدا کی فرشتون ...

جل شانہ کے کچھ نہین کر...

میکائیل ہین تو کیا ...

بھی داد دیتے ...

پانچوین یعنی ...



...ے ہین کہ { ...

... قال بلغنا مخرج النبی ...

... بری حدیث نقل کرتے ...

... صحیح بخاری سے ثابت ہوتا ہی کہ ...

... ی ہی اس لیے کہ اوس حدیث سے جسقدر ...

ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای اصحاب سفینہ تمھارے لیے دو ہجرتین ہین اور حضرت نے نہین فرمایا کہ تمھین وَالسَّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْن مین ہو اور اس سے کوئی سنی انکار نہین کرتا کہ جن لوگون نے حبشہ کو ہجرت کی وہ مہاجر نہین اور اونکے درجات اور مراتب مین کچھ جای سخن ہی بلکہ وہ زمانہ تو پیغمبر صاحب کا تھا اوسوقت کافرون کے خوف سے کسی ملک کو چلا جانا کیونکر ہجرت مین داخل نہوگا جبکہ قیامت تک ہجرت کا حکم اور ثواب باقی ہی اگر کلام ہی تو اسمین ہی کہ یہ آیت جسکا ذکر ہی یعنی وَالسَّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالاَنْصَار اس سے کون ہجرت کرنیوالے مراد ہین آیا وہ جو کہ حبشہ کو ہجرت کر کے گئے یا وہ جو کہ مکے سے مدینے کو آئے پس اس بڑی لمبی چوڑی حدیث مین اگر ایک لفظ بھی ایسا ہو کہ مراد وَالسَّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْن سے مہاجرین حبشہ ہین تو بیشک ہم تسلیم کرین علاوہ برین ہم حضرات شیعہ سے کہتے ہین کہ جسطرح پر حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم حبشہ کو ہجرت کرکے نہین گئے اسی طرح پر جناب امیر بھی حبشہ کو نہین گئے پس جس دلیل سے اور جس وجہ سے خلفاء ثلثہ مہاجرین اولین سے خارج کیے جاتے ہین وہی وجہ حضرت امیر کی نسبت بھی ہی پس کیا وہ بھی خارج کر دیے جاوینگے اور اونکی نسبت بھی مہاجرین اولین کی فضیلت کا اطلاق نکروگے نعوذ باللہ منہا پس جسطرح پر حضرت مجتہد صاحب نے فرمایا کہ {مراد از ہجرت بطرف حبشہ کہ بمراتب بیشتر از ہجرت مدینہ بودہ پس درینصورت ابی بکر را شرف سبقت ہجرت صوری ہم نخواہد بود} کوئی خارجی ایسی تقریر کو جناب امیر علیہ السلام کی نسبت معارضے مین پیش کرے تو معلوم نہین کہ اوسوقت کے لیے کیا جواب مجتہد صاحب نے سوچا ہی ... مجتہد صاحب کے درہم برہم کر چکے اس لیے اب اس آیت کے اصلی معنی لکھتے ... مین بیان کیے ہین تاکہ اوس سے معلوم ہو جاوے کہ یہ تقریرین جو ... اصلیت رکھتی ہین علامہ طوسی مجمع البیان مین لکھتے

... السابقين الى الايمان فقال وَالسَّابِقُوْنَ الاَوَّلُوْن
... لان السابق الى الشئ يتبعه غيره فيكون
من سبق الى الشر يكون اسوء حالا بهذه
والانصار اى ومن الانصار الذين
بجعلهم من السابقين وجعل السبق
اسلام بعدهم وسلوك
اعنه اخبر سبحانه انه رضى
عدلهم جنات تجرى

تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا یبقون ببقاء اللہ فقال ذلک الفوز العظیم ای الفلاح العظیم
الذی یصغر من جنبہ کل نعیم وفی ہذہ الآیۃ دلالۃ علی فضل السابقین و مزیتہم علی غیرہم
لما لحقہم من انواع المشقۃ فی نصرۃ الدین فمنہا مفارقۃ العشائر والاقربین ومنہا مباینۃ
المالوف من الدین ومنہا نصرۃ الاسلام وقلۃ العدد وکثرۃ العدو ومنہا السبق الی الایمان والدعاء الیہ}
علاوہ اسکے دوسری تفسیر سنیے کہ صاحب خلاصۃ المنہج لکھتا ہی {اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یعنی
پیشی گزیدگان پیشینیان ای آنہا کہ سبقت گرفتند بر عامۂ مومنان در ایمان من المہاجرین
از مہاجرین اے آنانکہ از مکہ ہجرت کردند و بمدینہ آمدند} ان تفسیرون سے جو معنی
مہاجرین کے معلوم ہوے اور جو فضائل اونکے ثابت ہوے اوسکے لیے اوسکا
ترجمہ ہی کافی ہی زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین اگر اسپر بھی سیری نہووے تو مین
دوسری آیت کی تفسیر سناتا ہون جسمین ہجرت کا ذکر ہی یعنی اللہ جل شانہ فرماتا ہی کہ
وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ہاجروا کے اخیر مین مفسر طوسی
مجمع البیان مین لکھتے ہین کہ {ہاجروا من دیارہم واوطانہم یعنی من مکۃ الی المدینۃ}
پس ان سب تفسیرون کو طاق نسیان پر رکھدینا اور ان ساری فضیلتون کو جسے خود علماء
امامیہ نے ان آیتونکی تفسیر مین بیان کیا ہی نہ دیکھنا اور سابقون کی لفظ سے سبقت الی الموت
مراد لینا اور ہجرت کے معنی شعب ابوطالب مین نقل مکان کرنا کتنا نتیجہ تقدس اور ثمرۂ اجتہاد ہی دگر ہیچ

تیسرا جواب شیعون کا آیات فضیلت صحابہ سے

بعض دانشمندون نے یہ جواب دیا ہی کہ جو ذکر رضامندی کا اللہ جل شانہ نے مہاجرین و انصار کی نسبت
قرآن مجید مین کیا ہی اوس سے سب مہاجرین و انصار مراد نہین ہین بلکہ خاص خاص گو ظاہر مین کچھ
تخصیص نہین کی چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری اپنی مصائب مین فرماتے ہین کہ {بل ہم یقولون
ان شہادۃ اللہ تعالی لہم بالرضا ومن اتبعہم باحسان یمکن ان یکون خصوصا من قول اللہ تعالی وان کان
یخرج الکلام للعموم وہذا فی کتاب اللہ موجود من خطاب الخصوص وہو عموم ومن خطاب العموم وہو خصوص
لمن استقام منہم دون من لم یستقم والنظر یدلنا علی ان اللہ عز وجل انما رضی عمن استقام فی طاعتہ
وان الجنۃ وعدہا لمن سارع الی مرضیاتہ وتجنب عن معاصیہ ومن خرج عن ہذہ الحال کان محالا
ان یستحق الرضا من اللہ تعالی فما لہم الرضا فی ہذہ الحال حجۃ} قاضی صاحب مولف نواقض الروافض سے مخاطب ہو کر

ہر حال سے محال ہی کہ مستحق ہو رضا کا اللہ تعالی سے لیکن کیا خبر ہی واسطے انکے اس حال مین محبت ۱۲ مولوی انعام اللہ سلمہ ربہ

فرماتے ہین کہ جو تمنے کہا کہ شیعون کا قول ہے کہ بشارتین صحابہ کے لیے مثل غصب ہونے خلافت کے
ہین سو یہ تمھارا افترا ہے شیعون کا یہ قول نہین ہے بلکہ صحابہ کی فضیلت کی آیتون سے شیعی یہ جواب دیتے
ہین کہ خدا کا اپنی رضا یہ نسبت اونکے شہادت دینا گو بظاہر کلام الہی مین عام واقع ہوا ہے مگر مراد اوس سے
خاص خاص لوگ ہین اور قرآن مجید مین ایسا بہت جگہ واقع ہے کہ کلام عام ہے اور مراد اوس سے خاص ہین
یا کلام خاص ہے اور مراد اوس سے عام ہین اور غور کرنے سے یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ خدا نہین
راضی ہوا مگر اوس سے جو کہ اوسکی طاعت مین ثابت قدم ہوا اور جنت نہین طیار کی گئی مگر اوسکے لیے
جو کہ اوسکی مرضی پر چلا اور اوسکے گناہون سے بچا اور جو اس حال پر ثابت قدم نہین رہا اور اس سے نکل گیا
محال ہے کہ وہ خدا کی رضا کا مستحق ہو پس سنیون کے پاس کیا حجت ہے فقط اس تقریر کے اخیر پر قاضی صاحب
فرماتے ہین کہ الحمد للہ یعنی ہمنے خوب مدلل تقریر کی اور سنیونکے قول کو خوب رد کیا اگر حقیقت مین یہ
قول بھی کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء محض وہم ہو کہ ہے چنانچہ اوسکی غلطی مین چند وجوہ سے ثابت کرتا ہون
اول قاضی صاحب نے اس امر سے انکار کیا کہ شیعونکا یہ قول نہین ہے کہ بعد غصب خلافت کے مہاجرین
و انصار اس فضیلت سے مستثنی ہو گئے لیکن بعد اوسکے وہ تقریر کی جس سے ثابت ہوا کہ حضرت بھی یہی
کہتے ہین اس لیے کہ خدای جل شانہ تو رضامندی اپنی بیان کرتا ہے ہجرت اور نصرت اور بیعت رضوان
سے اور یہ سب امور واقع ہو چکے تھے اور بعد وقوع اونکے یہ آیتین اونھین افعال کی مقبولیت مین
نازل ہوئین تو اب دو باتین ثابت کرنی چاہیین یا یہ کہ خلفاء ثلثہ اور دیگر مہاجرین و انصار نے یہ کام نہین کیے
نہ اونھونے ہجرت کی نہ اونھون نے نصرت اور بیعت کی تا کہ وہ لوگ اس رضا سے مستثنی ہو جاوین
یا یہ ثابت کیجیے کہ بعد اس فعل کے اونسے ایسے افعال ہوے جنکے سبب سے وہ مستحق اس رضامندی کے نہ رہے اور
وہ فعل سوای غصب خلافت اور عداوت اہل بیت کے دوسرا کوئی نہین ہے تو اس سے وہی بات ثابت
ہوئی جسکا انکار کیا تھا لیکن بغیر ان دو امرونسے کسی ایک امر کے اقرار کرنیکے یہ بات کہ مہاجرین کی
ہجرت کو بھی قبول کرنا انصار کی نصرت کا بھی اقرار کرنا اور بیعت الرضوان کی شرکت کو صحیح جاننا اور ان
آیتونکو اونھین کامون کے صلہ مین نازل سمجھنا اور پھر مہاجرین و انصار کو اوس عموم سے خارج کرنا نہ عقلاً درست ہے نہ نقلاً
عقلاً اس لیے کہ جب خدای جل شانہ فرماتا ہے کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کہ مین مہاجرین و انصار سے
راضی ہوا اور وہ مجھ سے راضی ہوے اور اگر کوئی شک کرے کہ ہجرت اور نصرت کے لیے ایمان
شرط ہے اور مہاجرین و انصار ایمان نہ رکھتے تھے اونکے گمان و وہم کے باطل ہونے پر خدا دوسری آیت
مین فرماتا ہے کہ والذین آمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ والذین

۵ پارہ ۱۸ سورہ نور رکوع ۵ ترجمہ جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اوسکو پانی ۱۲ موضح القرآن

۶ پارہ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۱۰ ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ مین اور جن لوگون نے جگہ دی اور مدد کی وہی ہین تحقیق مسلمان ۱۲ موضح

أَوَوْا وَّنَصَرُوْٓا أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط کہ جن لوگون نے خدا و رسول
کی تصدیق کی اور جو اپنے گھر مکہ چھوڑ کر مدینے مین ہجرت کر آئے اور جنھون نے اعلاء دین خدا کے لیے
جہاد کیا اور جنھون نے اون لوگون کو اپنے یہان پناہ دی اور پیغمبر خدا کی مدد کی وہی لوگ سچے ایمان
والے ہین پس ایسی صریح آیتون سے مہاجرین و انصار کو خارج کرنا نصوص قطعیہ سے انکار کرنا ہی اس لیے
کہ اس آیت مین خداے تبارک و تعالی یہ نہین بیان کرتا ہی کہ جو لوگ ایمان لاوینگے اور نیک کام کرینگے
اونکو مین جنت دونگا کہ یہان بقای حکم اور خصوص و عموم سے بحث کیجاوے بلکہ یہان تو ایک امر گذشتہ
اور ایک گروہ خاص کے ایمان سے خبر دیتا ہی اور اونکے مومن ہونے کو تصدیق کرتا ہی اسی لیے کہ کوئی
کچھ شبہہ نہ کرے اور اوس طایفے کی نسبت عموم خصوص کی قید نہ لگاوے اور اسی لیے اولئک ہم المومنون
حقا کو فرمایا کہ وہی لوگ جنھون نے ہجرت کی اور جنھون نے نصرت کی یعنی مہاجرین و انصار وہی سچے
مومن ہین پس یہ جملہ خبر یہ ہی نہ انشائیہ اور از قبیل اخبار ہی نہ از قبیل امر و نہی پس کسیطرح نسخ کا بھی شبہہ
اسمین نہین ہوسکتا اس لیے کہ اخبار مین نسخ واقع نہین ہوتا ورنہ جو قصے حضرت آدم اور حضرت
موسی اور حضرت یوسف وغیرہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خدانے قرآن مجید مین فرمائے ہین سب سے
یقین جاتا رہے اور انجام و خاتمے کے معلوم نہونے کا احتمال کرکے یقین اونپر نہ رکھا جاوے اور
عموم اور خصوص کی قید لگا کر سارے قرآن شریف مین تحریف کر دیجاوے پس باوجود ایسے نص صریح
کے مہاجرین و انصار کو مومن نکہنا حقیقت مین ایسا ہی جسطرح پر انبیا کی نبوت اور اصحاب کہف کی
فضیلت اور اخبار ماضیہ مذکورۂ قرآنی کی صحت سے انکار کرنا کیونکہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہم
اصحاب کہف کے ایمان کے قائل نہین ہین اس لیے کہ معلوم نہین کہ وہ قیامت مین نیکو نہین ہونگے
یا معاذ اللہ دوسرے گروہ مین اور یہ بھی ہمکو معلوم نہین کہ اونکی نیت بخیر تھی یا نہین اس لیے کہ نیت
امر مستور باطنی اور یہ بھی ممکن ہی کہ سب اصحاب کہف باایمان نہون اس لیے کہ خدا کے
کلام مین اکثر عموم و خصوص ہی کہ کلام عام ہوتا ہی اور مراد اوس سے خاص ہوتی ہی پس ایسے احمق ملحد
کے جواب مین سوای اسکے کیا کہوگے کہ خداے جل شانہ صاف اونکے حال کی خبر دیتا ہی کہ اِنَّهُمْ
فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ قف صلے اور خدا اونکے ایمان
اور ہدایت کی صاف بہ جملہ خبر یہ خبر دیتا ہی تو ایسے نص قطعی مین احتمالات کرنا اور اونمین عموم
خصوص کے شکوک پیدا کرنا خدا کے کلام سے انکار کرنا ہی پس اسیطرح پر براہ مہربانی مہاجرین
و انصار کے ایمان پر خیال کرو کہ خداے پاک اونکے حقمین بھی صاف فرماتا ہی کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ف پارہ ۱۵ سورۂ کہف رکوع ۲ ترجمہ وہ کئی جوان ہین کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہمنے اونکو سوجھ ۱۲ منہ
ف حوالا اسکا اور ترجمہ صفحہ ۱۱ مین اس کتاب کے دیکھو ۱۲ منہ

وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک ہم المؤمنون حقا ٥

اور یہ جملہ خبریہ اونکے ایمان کو بیان کرتا ہی پس جب ایسی نص صریح سے کوئی انکار کرے اور پھر بھی مہاجرین و انصار کو مومن نہ کہے وہ ایسا ہی ہی جیسا کہ منکر ایمان اصحاب کہف کا یا نہین اور ایسے نصوص صریح کا منکر ملحد اور مرتد ہی یا نہین ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ٥

دلیل نقلی اگر اس تقریر سے بھی آپکا اطمینان نہو تو اپنے ہی مفسرین سے تصدیق اس کلام کی سنیے کہ علامہ طوسی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا الخ کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ { ثم عاد سبحانہ الی ذکر المہاجرین و الانصار ومدحہم والثناء علیہم فقال و الذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ ای صدقوا اللہ ورسولہ وہاجروا من دیارہم واوطانہم یعنی من مکۃ الی المدینۃ وجاہدوا مع ذلک فی اعلاء دین اللہ والذین آووا ونصروا ای ضموہم الیہم ونصروا النبی اولئک ہم المومنون حقا ای اولئک الذین حققوا ایمانہم بالہجرۃ والنصرۃ بخلاف من قام بدار الشرک } انتہی بلفظہ یعنی پھر خدا شروع کرتا ہی مہاجرین و انصار کے ذکر کو اور اونکی مدح کرتا ہی اور اونکی ثنا و تعریف فرماتا ہی کہ آمنوا یعنی ایمان لائے ایمان سے کیا مراد ہی کہ تصدیق کی خدا کی اور اوسکے رسول کی اور ہاجروا من دیارہم یعنی اپنے گھر وسنے ہجرت کی یعنی مکے سے ہجرت کی اور مدینے کو آئے وجاہدوا یعنی اتنی ہی تکلیف پر قناعت نکی بلکہ خدا کے دین بڑھانے کے لیے جہاد بھی کیا والذین آووا و نصروا سے کیا مراد ہی وہ لوگ مراد ہین جنھون نے اون گھر چھوڑنے والون کو اپنے یہان جگہہ دی اور پیغمبر خدا کی مدد کی پھر خدا فرماتا ہی کہ اولئک ہم المؤمنون حقا یعنی یہی لوگ جو مہاجرین و انصار ہین سچے مؤمن ہین اور خدا نے فقط مؤمنون نہ کہا بلکہ آگے قید حقًّا کی اور بڑھادی اسکا کیا فائدہ ہی اوس حقًّا سے یہ مراد ہی کہ اونھون نے اپنے ایمان کو ثابت کر دیا بسبب ہجرت اور نصرت کے بخلاف اون لوگون کے جو کہ رہ گئے دار الشرک مین فقط پس اب کیا ایسی تصریح کے بعد بھی کسیکی زبان پر یہ لفظ آسکتا ہی کہ مہاجرین و انصار مؤمن نہ تھے اور پھر بھی کوئی شخص جرأت یہ کہہ سکتا ہی کہ یہ کہے کہ ہجرت سے مراد شعب ابوطالب کی ہجرت ہی یا والسَّابِقُوْنَ الاولون سے مراد موت کیطرف سبقت کرنے والے ہین یا اور کسیکو یہ قدرت ہوگی کہ اس کے سننے کے بعد عموم و خصوص کا نام کسی کے منہ سے نکلے گا غرضکہ یہ کہنا شیعون کا کہ رضامندی کے لیے حسن خاتمہ کا حال معلوم ہونا ضرور ہی صرف دھوکہ ہی اس لیے کہ یہ رضامندی ہی حسن خاتمہ کی شاہد ہی اس لیے کہ اگر خدا جانتا کہ اس گروہ کا خاتمہ نیک نہوگا اور یہ فرقہ پیچھے مرتد ہو جاویگا اور بسبب غصب کرنے خلافت علی کے اور بوجہ چھین لینے فدک کے

۷۵ پارہ ۱۵، سورہ کہف، رکوع ۲ ترجمہ ہی یہ قدرتون سے اللہ کی جسکو راہ دے اللہ وہی آوے راہ پر اور جسکو وہ بچلاوے پھر تو نہ پاوے اوسکا کوئی رفیق راہ پر لانے والا ۱۲ موضح

کافر ہوجاویگا تو خدای پاک کے علم غیب سے بعید ہی کہ وہ پھر اپنی رضامندی بیان کرتا اور اونکے ایمان کے یہ لفظ کہا کہ اولئک ہم المومنون حقا کہ یہی لوگ جو مہاجرین وانصار ہین سچے مؤمن ہین تصدیق کرتا جو شخص خدا کی نسبت ایسا خیال کرے وہ کافر ہی نہ مسلمان۔

خیال کرنیکی بات ہی کہ خدا نے کبھی کسی منافق کی بھی تعریف کی کسی مرتد کی بھی ثنا وصفت کی کسی کافر کے کسی نیک کام کی ثنا وصفت کی آخر بہت سے کافر گذرے ہین کہ جو سخی تھے انصاف بھی کرتے تھے مگر صرف اسوجہ سے کہ کافر تھے اور کفر کی وجہ سے مستحق جہنم کے خدا نے ایک لفظ بھی اونکی تعریف مین نہ کہا اور اپنی رضامندی کو اونکے کسی فعل سے منسوب نکیا اس لیے کہ جب وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ کافر ہین اور آخر کار دوزخ مین بھیجنا ہوگا تو رضامندی کا اظہار کرنا گویا تدلیس کرنا ہی اور دھوکہ دینا ہی نعوذ باللہ من ہذہ پس اگر صحابہ کے صرف ہجرت یا نصرت یا بیعت سے راضی ہوتا اور باقی اونکے سارے کامونسے یا اکثر کامون سے ناخوش یا اونکے کفر و نفاق کے سبب سے اونکو دوزخی کرنا ہوتا تو پھر یہ لمبی چوڑی تعریفین اونکی اور ایسے اعلی درجے کی ثنا وصفت اونکی کرنا کس غرض سے تھا کیا خدا نے بھی تقیہ کیا تھا یا معاذ اللہ ظاہر مین دل خوش کرنیکے لیے اور اپنا کام نکالنے کے لیے اونسے تدلیس فرماتا تھا یا اوس سے غلطی ہوگئی تھی کہ بے انجام سوچے ایسے فرقے کے جو آخر کو سب کے سب مرتد ہوگئے یا جیتے جی سب کے سب منافق تھے اونکی ثنا وصفت کی بیش ازین نیست کہ اگر خدا کو صاف کہنا منظور نہوتا تو یہ فرما دیتا کہ جن لوگون نے ہجرت کی ہی اور جنہون نے نصرت کی ہی یہ سب کے سب مومن اور اچھے نہین ہین اور سب سے مین راضی نہین ہون جو حقیقت مین مرتے دم تک ثابت قدم رہیگا اور جو خلافت علی اور فدک فاطمہ کو نہ چھینیگا یا جو کہ اون واقعات دردناک کے وقوع سے پہلے سبقت الی الموت کر جاویگا اونھین کی نسبت میری رضامندی ہی تاکہ کسیکو کچھ دھوکہ نہ رہتا نہ کہ بجاے اسکے اوس سارے فرقے اور کل گروہ کی ہجرت اور نصرت ہی کی تعریف کرے اور اونکی ہجرت اور نصرت ہی کو اونکے ایمان کی حجت کی دلیل لاوے پس اے مؤمنین ذرا آیات قرآنی پر غور کرو اور مالہ وما علیہ وسکا سمجھو اور تدلیس اور تقیہ اور بدا کو خدای پاک کی جناب مین نسبت نکرو معلوم نہین کہ تمنے اپنے دہنون مین کسکو امام تصور کیا ہی کسکو پیغمبر جانا ہی کسکو خدا سمجھا ہی کہ کسیکی نسبت سچائی اور صفائی کا اعتماد نہین کرتے سب کی باتونین دغل فصل بیان کرتے ہو جسطرح پر تم اپنے فرضی امامونکی نسبت تقیہ کی تہمت کرتے ہو بعینہ ویسے ہی اپنے خدا کی شانمین تدلیس اور بدا کو منسوب کرتے ہو ورنہ ہمارے امامون نے بھی ہمیشہ صاف صاف معاملہ رکھا ہمارے سچے اور ایک خدا کی بات بھی ہمیشہ ایک ہی رہے

جسکو اوسنے مؤمن جانا پیغمبر خدا سے کہدیا کہ یہ مؤمن ہین انکو اپنے ساتھ رکھ انکو اپنا مصاحب بنا انسے مدد لے
انکے گھر وںمین آرام کر جنکو منافق جانا اونکی نسبت صاف اپنے رسول سے کہدیا کہ انکو بے ایمان سمجھ کسی بات
مین اپنا شریک نکر کبھی اپنی صحبت مین اونکو نہ بٹھلا چنانچہ خاص پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے برتاوے سے سب پر
کھل گیا کہ کون منافق تھے اور کون مخلص تھے صحبت نبوی حقیقت مین ایمانکی کسوٹی تھی مگر ہمارے نزدیک وہ
سچے ہین اور تمھارے نزدیک جھوٹے پس دو حال سے خالی نہین یا آنکہ پیغمبر خدا نے اون مہاجرین و انصار
کے نفاق کو جانا اور یا آنحضرت پر نفاق اونکا نہ کھلا اگر اونکا نفاق کھل گیا تو اونکو صحبت مین رکھا یا نہین اگر
انکو رکھا تو منافق کو اپنی صحبت مین رکھنا کیا معنی اور اگر نہین رکھا تو ساری حدیث اور تفسیر اور سیر اور تواریخ
کی کتابونکو گنگا جمنا مین ڈال کر میلاد نبوی ہی سے انکار کرنے لگو اور سارے متواترات کے منکر ہو جاؤ
اور اگر اونکا نفاق نہین کھلا تو اول تو اون منافقین پر آفرین کرو کہ کیسے ہوشیار اور چالاک تھے کہ ابتدا
طلوع نیر نبوت سے غروب کے زمانے تک اپنے نفاق مین ایسے ہوشیار رہے کہ کبھی پیغمبر خدا پر اونکا
حال نہ کھلا اور آنحضرت کو اونکے نفاق پر اطلاع نہوئی نہ جبرئیل اونکی خبر لائے نہ خدا نے آنحضرت پر وحی
کی نعوذ باللہ من ذلک بعد اسکے یہ خیال کرو کہ وہ منافقین کتنے تھے دو چار تھے یا ہزار دو ہزار پس اگر
ارتدت الصحابۃ کلھم الا ثلثۃ پر نظر کی تو یہی ارشاد ہوگا کہ سوای تین چار کے باقی سب کے سب منافق
یا کافر تھے یا مرتد ہوگئے اور اگر یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا پر خیال گیا تو کہوگے کہ اگرچہ منافق بھی بہت
تھے مگر سچے اور پکے مومن بھی بارہ ہزار سے کم نتھے بلکہ منجملہ بارہ ہزار کے سو آدمیون کے نام بھی
بتلادوگے مگر اوسوقت یہ سوچو کہ یہ بارہ ہزار منافقون پر غالب تھے یا منافق اونپر غالب تھے اگر یہ کہو کہ منافقون پر غالب تھے
تو تعجب ہے کہ باوجود غلبے کے پھر منافقونکو پیغمبر صاحب نے جیتے جی نکال دیا اور اونکو ذلیل و خوار نفرمایا اور پھر بعد
پیغمبر خدا کے اون منافقون کا کسی نے مقابلہ نکیا اور وصی برحق امام مطلق کا دو تین کے سوا کسی نے ساتھ ندیا بلکہ خاص
بضعۂ رسول سیدۃ النسا تین چار رات برابر گھر گھر پیادہ پا دوڑین اور سارے مہاجرین و انصار سے مدد چاہی
عمامۂ رسول بھی دکھلایا جامۂ نبوی کو بھی پیش کیا حسنین سے معصوم بچون کے حال پر بھی رحم کی خواہش
کی اور خود بھی ایک دشمن کی لات کے صدمے سے مجروح ہوئین اور ایک معصوم بچا شکم مبارک ہی
مین شہید ہوا آور داماد رسول کو بھی منافق رسّی گلے مین ڈال کر کھینچے لیچلے اور اودھر وہ خدا و رسول
کا واسطہ دلاتے رہے آور اودھر سیدۂ پاک دروازے سے اس حال زار کو دیکھ دیکھ کر وا ابتاہ وا محمداہ چلاتی
رہین آور داد بیداد کا غل ملائکہ نے سنا اس ہنگامۂ قیامت کے دیکھنے کو سدرۃ المنتہی سے فرشتے دوڑے
اور اون منافقون نے کیا جو کچھ کیا اور اون معصومون پر گذرا جو کچھ گذرا اور پھر ایسی حالت مین کہ غیرونکو

۱۵ پارہ ۳۰ سورہ نصر رکوع ۱ ترجمہ پیٹھے اللہ کے دین مین فوج فوج موضح القرآن

رحم آجاتا ہی دشمنونکے دل بھی نرم ہوجاتے ہین جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ ہوجاتا ہی مظلوم کو
ظالم سے بچاتا ہی مگر ایسی مصیبت اور تکلیف کی حالت مین بھی باوجودیکہ بارہ ہزار سچے پکے مؤمن موجود تھے
جسمین سے نہ کوئی جبری تھا نہ قدری نہ کوئی دشمن علی تھا اور علاوہ اونکے تمام بنی ہاشم بھی جنکی
شجاعت و مردانگی کا رعب سارے عرب پر غالب تھا مسلح ہتھیار بند موجود تھے اور پھر باین قوت و شوکت
اور باین شجاعت و صولت کوئی بھی اون بارہ ہزار مین سے نہ بنی ہاشم مین سے ایک بھی حمایت کو
اوٹھا اور نہ کسی نے وصی رسول کی مدد کی اور نہ کسی نے بضعۂ نبوی کی اعانت کی سب کے سب بیٹھے بیٹھے تما شا
دیکھا کیے اور اون منافقونکو جنکے نہ دلمین ایمان تھا نہ بدنمین قوت تھی نہ جنکی قریش مین کچھ عزت تھی نہ جنکو
کسی قسم کی فضیلت تھی ہمیشہ پیغمبر خدا سے نفاق کرتے رہے آنحضرت کے مارنے کی تدبیرین سوچتے رہے
نہ کسی لڑائی مین کبھی تلوار نکالی بلکہ اپنی عمر بھر مین ایک پشے کا خون بھی نہین بہایا مارنا کیسا ساری لڑائیون
مین سے وقت پر فرار ہی اختیار کیا پس ایسے لوگونسے اون بارہ ہزار آدمیون کا ڈرنا اور بنی ہاشم کا بھی
جون وچرا نکرنا دو حال سے خالی نہین یا آنکہ وہ بھی منافق تھے اور دشمن اہل بیت گو خود غاصب او ظالم
نہون لیکن غاصبون اور ظالمون کے معین ہونے مین تو کچھ کلام ہی نہین اور جب وہ بھی منافق ٹھہرے
تو پھر ایمان والے تین کے تین ہی رہ گئے اور یا آنکہ جتنی باتین ہمنے تمھاری طرف سے نقل کین اسمین سے کوئی ثابت
نہین ہوئی نہ کسی نے کسی کا حق غصب کیا نہ کسی نے کسی پر ظلم کیا بلکہ حق بحقدار دیکھکر کسی نے مخالفت
کسی کی نہ کی اور سب کے سب مہاجرین و انصار مؤمن اور مخلص تھے۔

پس اے حضرات شیعہ سوا ان صورتون کے اور کوئی دوسری صورت ہی نہین تھی جس سے حفاظت
ہو سکے یا تو سب مہاجرین و انصار کو کافر کہو منافق جانو اور یا سب کو مؤمن اور مخلص کہو وانی لہم
ذالک مگر کبھی یہ کہنا کہ سب منافق تھے اور کبھی یہ فرمانا کہ بارہ ہزار با ایمان صحابی تھے اور کبھی یہ ارشاد
کرنا کہ پیغمبر خدا کے مرتے ہی سب مرتد ہو گئے اور کبھی یہ کہنا کہ بعد خلیفہ سوم کے پھر لوگ تائب ہو گئے
تھے اور پھر رجوع ایمان کیطرف لے آئے تھے اور مثل اسکے ہر موقع اور ہر مقام پر رنگ بدلنا اور
بات بات مین دورنگی کرنا عقل کے بھی خلاف ہی اور ایمان کے بھی اور حیا کے بھی مخالف ہی اور انصاف
کے بھی کیا وہ لوگ جنھون نے ساری عمر تو پیغمبر خدا کی صحبت پائی اور تمام زندگی مین اپنی حضرت کی
نصیحت سنی اور غارون مین حضرت کے شریک رہے اور جہادون مین مارنے مرنے پر مستعد
رہے وہ سب کے سب پیغمبر خدا کے وفات فرماتے ہی مرتد ہو جاوین اور اگر کچھ لوگ رہ جاوین تو وہ
خاندان نبوی پر ایسا ظلم صریح ہوتا ہوا دیکھ کر نہ زبان کو منہ سے نہ ہاتھ کو آستین سے نکالین اور پھر

باوجود ایسی ارتداد صریح کے اور واجب القتل ہونے کے بعد پچیس برس کے جب حضرت علی خلیفہ ہون
تب پھر توبہ کرین اور حضرت علی کے شریک جاوین اور تم اونکی توبہ کو قبول کرو اور اونکو باایمان کہو اور اونکو
جنتی جانو کیا خوب عقیدے ہین آپکے اور کیا اچھی باتین ہین آپ کی جو آپ ہی کو زیبا ہین شعر

خندہ شیرین سخن گفتن ازان شیرین تر	ای دہانت زلب و لب زدہان شیرین تر

یہ جو کچھ مینے لکھا اسکی لفظ لفظ کی شرح باب امامت مین ہوگی اور اس اجمال کی تفصیل ایسی کیجاویگی کہ کسی
شیعی کی زبان سے بجز بجا و درست کے کچھ اور نہ نکلے مگر اس مقام پر دو چار فقرے لکھتا ہون
تاکہ اسکا حال لوگون کو معلوم ہوجاوے۔

اعلموا ایا ایہا الخلائق ہداکم اللہ تعالی کہ شیعون نے اول یہ دعوی کیا کہ خلافت حق جناب امیر کا تھا اور
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اپنی حیات مین اپنا خلیفہ کردیا تھا مگر خلفاء ثلثہ نے اونکا حق
چھین لیا اور ہر ایکے بعد دیگرے خود خلیفہ بن بیٹھے اور خلافت کو اصول دین مین داخل کیا کہ اوسکا منکر گویا
توحید اور نبوت کا منکر ہے پس اس اصول سے یہ نتیجہ نکالا کہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کافر ہوگئے
ونعوذ باللہ منہ اور چونکہ ایک لاکھ آدمی سے زیادہ مسلمان بعد پیغمبر خدا کے تھے اور جسمین سے ہزارون
مہاجرین و انصار اور بیعت الرضوان والے تھے سبھون نے خلیفہ اول کی بیعت کی تو اونکی نسبت بھی ارتداد
کا حکم قایم کیا اور سبکو معاذ اللہ مرتد ٹھہرایا اور چونکہ اسکے لئے کسی امام کا قول چاہیے اس لیے امامونکیطرف
منسوب کیا کہ ایمہ کرام نے فرمایا ہی کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے سب اصحاب مرتد ہوگئے مگر تین اور حضرت
علی ایسے مجبور ہوگئے کہ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی جانباز میرے شریک ہوتے تو مین مقابلہ
کرتا جب سب اصحاب کے ارتداد کا دعوی کیا اوسوقت آیات کلام اللہ پر نظر کی تو دیکھا کہ وہ تو تمام مہاجرین
و انصار کی مدح و ثنا سے بھرا ہوا ہی اس لیے اوسمین تاویلات بعیدہ کرنا شروع کین مہاجرین کے یہ معنی
بنائے کہ مراد اوس سے شعب ابو طالب کی ہجرت کرنیوالے ہین یا حبشہ کے ہجرت کرنیوالے ہیں انصار کے
یہ معنی لیے کہ وہی ساٹھ یا ستر آدمی مراد ہین جو کہ اول اول مکہ معظمہ مین پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر
ہوے تھے اور سابقون کے یہ معنی بنائے کہ مراد اوسسے وہ لوگ ہین جو پیغمبر خدا کے سامنے ہی مر چلے
تھے جب یہ خیال کیا کہ آخر یہ سب تعریفین اصحاب کی جو خدا کی کتاب مین ہین انکا مصداق کسیکو کرنا چاہیے
تو جہانتک ہوسکا اون آیتونکو صرف شان مین علی مرتضی کے قرار دیا اور جو کچھ خلافت کا وعدہ خدا نے
اصحاب سے کیا تھا اوسکو امام مہدی آخر الزمان کے عہد پر ٹالا اور جو شوکت و نصرت اور غلبہ اسلام کا
خدا نے قرآن مجید مین بیان کیا تھا اور جسکا ظہور خلفاء ثلثہ کے ہاتھ سے ہوا تھا اوسکو امام صاحب کے ظہور پر

ملتوی کیا باقی وہ آیتین رہ گئین ہین جنکا مصداق سوای اصحاب نبوی کے اور کوئی نہو سکا تب یہ اقرار کیا کہ مراد اس سے وہ اصحاب ہین جو ایمان پر ثابت قدم تھے اور جنکے اعمال بھی اچھے تھے اور بہت سی آیتونکو جسمین کثرت اصحاب اور غلبہ اہل اسلام کا ذکر ہی دیکھکر کوئی چارہ سوای اسکے نپایا کہ تین کو چھوڑ دئے اور دو چار ہزار اصحاب کی خوبی کا اقرار کیجیے چنانچہ یہ سمجھ کر اور اہل سنت کی دار و گیر سے تنگ ہوکر اور کچھ خدا سے شرما کر آخر شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے کتاب خصال مین یہ اقرار کیا کہ پیغمبر خدا کے بارہ ہزار اصحاب تھے جسمین سے آٹھ ہزار مدینے کے اور دو ہزار غیر مدینے کے اور دو ہزار آزاد اور رہا کیے ہوے جسمین کوئی قدری تھا کہ جبر کا قائل ہو نکوئی معتزلی تھا نکوئی صاحب الرای تھا بلکہ سب کے سب نہایت نیک اور پاک تھے رات دن خدا کے خوف مین رویا کرتے اور خدا سے دعا کرتے کہ الٰہی قبل اسکے کہ ہم روٹی میدے کی کھاوین ہماری روح قبض کر لینا لیکن اسمین بھی کیا ہوشیاری کی کہ بوجہ خلفاء ثلثہ کے ملنے والون کا کچھ ذکر نکیا کہ وہ انکے بھی کچھ لوگ مسلمان تھے یا نہین گویا با وجود اس کثرت کے بھی اون بیچارونکو خارج ہی رکھا خیر بہرحال جب کسی سنی نے اعتراض کیا کہ عجب مذہب تمھارا کہ اصحاب نبوی کو جنکی تعریف سے قرآن بھرا ہوا ہی کافر اور مرتد کہتے ہو تو جواب مین وہی روایت پیش کر دی کہ ہم بارہ ہزار اصحاب کو با ایمان جانتے ہین اور ساری آیتون اور احادیث اور اقوال کے مصداق کے لیے اون بارہ ہزار کے ایمان کا اقرار کیا اور بعضون نے یہ خیال کر کے کہ اگر کوئی نام اونکے پوچھ بیٹھے تو کیا جواب دینگے ایک فہرست بھی طیار کی جسمین سو اصحاب کے نام لکھے مگر خدا کے فضل سے وہ فہرست بھی ایسی ہی کہ جسکے دیکھنے سے ہنسی آتی ہی بعضے تو وہ لوگ ہین جو قبل ہجرت کے مر چکے تھے اور بعضے وہ لوگ ہین جو ہجرت کے وقت کافر تھے اور بعضے وہ لوگ ہین جو جنگ بدر مین کافر ہونے کے سبب سے پکڑے آئے تھے اور اونسے فدیہ لیکر اونکو چھوڑا تھا اور بعضے ایسے ہین جو پیغمبر صاحب کی وفات کیوقت شاید نابالغ ہونگے اور بعضے وہ ہین جنکو حضرت علی نے ذلیل و خوار فرمایا ہی یا خائن اور بد دیانت کہا ہی خیر بہرحال دکھلانے کیواسطے تنلو نام کی فہرست طیار کی الا باقیونکی نسبت کہا کہ شیخ اعظم محمد بن علی بن حسن بن بابویہ قمی نے اسماء الرجال کی کتابین طیار کین ہین اونمین بہت اصحاب کے نام ہین مگر افسوس ہی کہ ناصبیون نے جلا دین اور اب اونکا پتہ نہین چلتا۔

غرضکہ اب دو دعوے جو ایک دوسرے سے مخالف تھے حضرات نے کیے کہ ایک دعوی تو یہ کیا کہ سب اصحاب مرتد ہو گئے اور دوسرا دعوی یہ کیا کہ بارہ ہزار اصحاب نہایت نیک اور پاک تھے اور دونون متناقض روایتون پر جب اہل سنت نے اعتراض کیا تو اب حدیث ارتدت الصحابۃ کلھم الا ثلثۃ کے معنی بنائے

کہ یہ جو امام نے فرمایا ہی کہ سب اصحاب سوای تین کے مرتد ہو گئے اسکے یہ معنی نہین ہین کہ سب کافر ہو گئے
بلکہ تین فریق ہو گئے تھے ایک فریق تو صاف مرتد ہو گئے یعنی دین سے پھر گئے اور بعضے ضروریات اسلام کے منکر ہوے
اونکے ارتداد کا نام ارتداد دینی رکھا گیا اور دوسرا فریق اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ کا تارک ہوا یعنی جو
افعال حسنہ اور اعمال صالحہ اور خصوص محبت ساتھ اہل بیت کے پیغمبر صاحب کے زمانے مین رکھتے تھے
اوسے چھوڑ دیا اور نصرت اور اعانت ذریت حضرت سید المرسلین کی نہ کی اور اوسکے ترک مین مداہنت کی
اس ارتداد کا نام ارتداد خلقی رکھا گیا اور تیسرا فریق وہ قرار دیا گیا جسنے حقوق اہل بیت کو غصب کیا اور
علی مرتضی کا اور فاطمہ زہرا کا حق چھین لیا اور عترت نبوی کو ستایا اسکا نام ارتداد ایمانی رکھا یعنی ایمان کو
چھوڑ دیا گو ظاہر مین اسلام کا نام اونپر باقی رہا بس اس حکیمانہ تقریر سے دونون مختلف حدیثون یار دونون
کو تطبیق دیا کہ جس حدیث مین ارتداد کل صحابہ کا ذکر ہی اوس سے ارتداد دینی اور ارتداد ایمانی مراد ہی اور جس روایت
مین بارہ ہزار اصحاب کا ذکر ہی وہ اون مرے مین داخل نہین ہین جن پر ارتداد دینی کا اطلاق ہی —
بعد اُسکے جب یہ خیال کیا کہ منجملہ ان تین فریق کے دو فریق تو حقیقت مین دین و ایمان سے محروم ہوے
ایک فریق رہ گیا جنکے ارتداد کا نام ارتداد خلقی رکھا گیا اونپر بھی یہ اعتراض ہوتا ہی کہ اونھون نے کیون علی مرتضی
کی اعانت نہ کی اور اس جم غفیر نے محبت اہل بیت کی کیون چھوڑ دی اور ایسے ظلم صریح کو دیکھکر معاندین کا
مقابلہ نکیا تب اکثر نے اسکا اقرار کیا کہ حقیقت مین کوئی سچا اور کامل ایمان و الاثر نہ تھا اور جب حضرت علی
سے چند شخصون نے اعانت کا وعدہ کیا اور جناب امیر نے اونکا امتحان لیا تو وہ بھی امتحان مین کورے
نہ اوترے اس لیے حقیقت مین ترک اعانت اہل بیت سے وہ بھی مرتد ہو گئے اور صرف دو تین سچے
رفیق رہ گئے مقداد سلمان ابو ذر اور بعضون نے انکو بھی اوڑا دیا اور سچا دوست ایک مقداد ہی کو قرار دیا
جبکہ پھر خیال کیا کہ آخر بعد تین خلیفون کے اصحاب نبوی نے حضرت علی سے بیعت کی تو اگر وہ اونسے مخالف
ہوتے تو کیون چوتھی دفعہ اونکو خلیفہ کرتے کیا کوئی جو تھا آدمی باقی نرہا تھا تب یہ مضمون تراشا کہ یہ لوگ
اول وہلہ مین مرتد ہو گئے تھے مگر بعد اندک مدت کے بہ بدرقۂ عنایت ایزدی حق کیطرف رجوع لائے
اور اونھون نے توبہ کی اور ہدایت پائی اور اپنے حق اور راہ راست پر ثابت قدم ہو گئے لیکن یہ روایتین
اور حدیثین کتب شیعہ مین ایسی ایک دوسرے سے مخالف ہین کہ کسی کی تصدیق کرنی موافق اصول شیعہ کے
محالات سے ہی اس لیے کہ بڑے بڑے فقہا اور مجتہدین اونکے اسی بات کے معتقد رہے کہ جس نے
نص نبوی کو سنا اور پھر منکر خلافت ہوا وہ اسلام سے بھی خارج اور واجب القتل ہو گیا بہر حال کو شیعی کتنے
بہت سی باتین بنائین اور دس پانچ ہزار کو اصحاب نبوی مین شمار کیا مگر بفحوای ولا یصلح العطار ما افسدہ الدہر

۵۷
نہین درست کر سکتا عطار اوس چیز کو کہ بگاڑ دیا اوس چیز کو زمانے نے مولوی فخر الدین سلمہ

جو سلسلہ ایمان کا اونکے بزرگون نے توڑا تھا وہ پھر نہ جڑ سکا اور ابتک اس بابکا کسی شیعہ سے جواب
نہوا کہ جو لوگ غصب کرنیوالے حقوق اہل بیت کے تھے وہ تو صرف تین ہی آدمی تھے باقی جو ہونگے وہ اونکے معین
اور مددگار ہونگے تو اگر اونکے معین و مددگار بہت نہوتے تو وہ کیون حق اہل بیت غصب کرنے پاتے
اور اگر بہت تھے تو کچھ بھی اونکے مخالف تھے یا نہین اگر کچھ لوگ بھی مخالف نہ تھے تو وہی ارتدت الصحابۃ کلھم
کا مضمون صادق آیا اور اگر دس پانچ ہزار آدمی اونسے مخالف تھے تو پھر اونھون نے تلوار کا تلوار سے زبان کا
زبان سے لشکر کا لشکر سے بمقتضای اَلسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ مقابلہ کیون نکیا پس معلوم ہوا کہ
مخالفین اون خلفاء جور کے بہت ہی کم تھے اس لیے بعض روایات مین آیا ہی کہ علی مرتضی فرماتے ہین کہ
بعد پیغمبر خدا کے سبھون نے وصیت نبوی کو بھلا دیا اور ایمان کو چھوڑ دیا کوئی بھی مجھے ایسا نظر نہ آیا جسکے بھروسے
پر مین مخالفین کا مقابلہ کرتا تو اس صورت مین وہ دعوی کہ بارہ ہزار اصحاب ایسے تھے جو رات دن روتے
تھے باطل ہوا اس لیے کہ اگر دو چار ہزار بھی اونمین سے اوسوقت تک زندہ ہوتے تو وہ کچھ مدد کرتے
یا نکرتے شاید اونکو رونے سے فرصت نہ ملی ہوگی اور گوشۂ عبادت سے نکلنا مناسب نہ تصور کیا
ہوگا مگر وہ وقت جبکہ فاطمہ زہرا روتی پھرتی تھین اور گھر گھر علی مرتضی کے ساتھ مدد مانگتی پھرتی
تھین وہ وقت رونے کا اور گوشہ نشینی کا تھا یا کہ تلوار ہاتھ مین لیکر غاصبین کے مارنے کا اور ذریت
نبوی کو ظلم وستم سے بچانے کا اور اگر کہا جاوے کہ اونھون نے پیچھے توبہ کر لی اور علی مرتضی کا ساتھ
دیا کہ آخر اونھین مین سے ہزارون آدمی جنگ صفین مین مارے گئے اور ہزارون آدمی معاویہ
امیر شام کے مقابلے مین علی مرتضی کیطرف سے قتل ہوے تو اونکی توبہ پر کیا بھروسہ ہو سکتا ہی اس لیے
کہ جب اصل وقت پر اونھون نے دغا دی اور بضعۂ نبوی کو ظلم وستم سے نہ بچایا اور پچیس برس تک خلفاء
جور کی بیعت کرتے رہے تو اونکے ایمان پر کیا اطمینان ہو سکتا ہی اور سوای اسکے کہ یا اونکو ارتداد
کی حالت پر رہنے دیا جاوے یا اونکے ارتداد کا نام ہی نہ لیا جاوے اونکی نسبت اول ایمان کی
نسبت کرنا پھر پچیس برس مرتد بنانا پھر توبہ کر کے ایمان کا اونپر اطلاق کرنا اور طلاق رجعی کیطرح
نکال دینا اور داخل کر لینا دین کو بازیچۂ طفلان بنانا ہی ۔
غرضکہ اصحاب نبوی تو اس حیص بیص مین پڑ گئے اور ابتک پڑے ہوے ہین کوئی سبکو کافر بناتا ہی
دو تین کو پکا ایمان والا کہتا ہی کوئی بارہ ہزار کو با ایمان کہکر اپنی دینداری ظاہر کرتا ہی مگر ہر چند
باتین بناتے ہین کوئی بات نہین بنتی خیر اصحاب نبوی کو چھوڑو اب خاص علی مرتضی کرم اللہ
تعالی وجہہ کیطرف خیال کرو کہ جناب امیر کی نسبت کیا فرماتے ہین قبلہ اونکا بھی وہی حال ہی کہ جب

ف پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۷ ترجمہ دانت کے بدلے دانت اور زخمون کا بدلا برابر ۱۲ موضح

اونھون نے بیعت خلفاء ثلثہ کی کر لی تو اونکی بیعت سے ثبوت خلافت کا ہوگیا اور جب ثبوت خلافت ہوگیا تو مذہب تشیع باطل ہوا اس لیے یہ مضمون تراشا گیا کہ حضرت علی نے خوشی سے بیعت نہین کی بلکہ جب کیفیت یہ ہوئی کہ

ابیات

بدست عمر بود یک ریسمان	دگر در کف خالد پہلوان
فگندند در گردن شیر نر	کشیدند اورا بر بوبکر

اور کشان کشان ابوبکر کے پاس لائے اور باوجودیکہ راہ مین بہت سے معجزات دکھائے گئے اور پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا نے قبر مبارک سے ہاتھ بھی نکال دیا اور ہاتف غیبی نے مرثیہ بھی پڑھا اور کسی نے کچھ نہ سنا تب مجبوری حضرت علی نے بیعت کی جب مجبوری کی لفظ کو شان ہین علی مرتضی کے نقص و عیب خیال کیا کہ باوجودیکہ وہ خدا کے شیر تھے اور شجاعت اور مردانگی مین نظیر نہ رکھتے تھے اونکا مجبور ہونا کیسا تب دوسرا مضمون تراشا گیا کہ پیغمبر خدا اونکو وصیت کر گئے تھے کہ تم خلفاء ثلثہ سے مقابلہ اور مقاتلہ نکرنا اس لیے حضرت نے مقابلہ نکیا ورنہ اگر پیغمبر خدا کی وصیت نہوتی تو پھر لوگ تماشا دیکھتے اور ذوالفقار علی کے جوہر نکلتے مجبوری تھی کہ پیغمبر خدا کی وصیت کے خلاف علی مرتضی کچھ مقابلہ نہ کر سکتے تھے جب یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ کہین گے کہ پیغمبر خدا نے ایسی وصیت کیون کی تھی جسکے اوپر عمل کرنے سے دین ہی غارت ہوا اور خاندان نبوی تہ وبالا ہوگیا اور کفار منصب خلافت کے غاصب ہوگئے تو اوسکے لیے ایک حدیث بنائی کہ جسکا یہ مضمون ہے کہ اللہ جل شانہ نے خاص جبرئیل کی معرفت اپنا نامہ علی مرتضی کے لیے بھیجا اور حضرت جبرئیل نے سبکو ہٹا کر رسول اور وصی کو وہ نامہ دیا اور قبول دینے کے بہت سے عہد لیے اور قسمین لین جبکہ حضرت جبرئیل کو اطمینان ہوگیا کہ ضرور اسپر عمل ہوگا تب چپکے سے وہ نامہ خدا کا دیا اوسمین لکھا تھا کہ تم خلفاء ثلثہ کے مقابلے مین تلوار نہ لینا اس لیے حضرت علی نے مقابلہ نکیا اور جب یہ خیال ہوا کہ حضرت علی نے امیر شام کے مقابلے مین کیون تلوار لی اور ہزارون آدمیون کو قتل کیا تب اوس نامے مین یہ مضمون اور بڑھا دیا کہ امیر شام اور خوارج کے مقابلے مین تلوار لینا اور خوب گردنین اونکی اوڑانا سبحان اللہ کیا نامہ تھا اور کیا مضمون تھا کہ ایک فریق سے مقابلے کا حکم دوسرے سے سکوت وخاموشی کی وصیت اختیار تھا کہ جو چاہتے وہ اوس نامے مین اور بڑھا دیتے شعر

این سخن را چون تو مبدا بودہ	گر بیفزاید تو آن افزودہ

بہرحال جب کسی نے یہ پوچھا کہ خدا نے ایسی وصیت جسکا مضمون مختلف ہے کیون کی اوسکا یہ جواب دیا کہ خدا کی حکمت خدا ہی جانے بندے کی کیا قدرت ہے جو اوسکے اسرار اور حکمتون سے واقف ہو ایمان والونکا

کام ہے بے چون وچرا اوسکی باتین مان لینا نہ کہ اوسکی حقیقت اور سبب کا پوچھنا اور اسکے واسطے ہزارون آیات اور لاکھون احادیث کی سند موجود ہی ــ
خیر بہرحال اس نامے کی بدولت شجاعت بھی حضرت امیر کی قایم رہی اور بعیت کا عذر بھی معقول ہوگیا اور خلافت بھی خلفاء ثلثہ کی حق نہونے پائی اور جب کسی سنی جاہل نے اعتراض کیا کہ علی مرتضی نے بعیت کیون اختیار کی تمھارے نزدیک تو خلفاء ثلثہ معاذ اللہ مرتد تھے اور بعیت تو فاسق کی بھی حرام ہی اردو کے مرثیہ پڑھنے والے بھی جانتے ہین کہ اسی واسطے حضرت امام حسین نے یزید کی بعیت نہ کی اور جب اوسنے بعیت کرنیکے لیے لکھا تب آپنے انکار کیا اور فرمایا شعر

سب جانتے ہین بعیت فاسق حرام ہی	اوسکا نہین پیام اجل کا پیام ہی

تو باوجودیکہ خود امام شہید ہوے اور سارا خاندان بھوکا پیاسا شہید ہوا مگر چونکہ یزید فاسق تھا حضرت نے اوسکی بعیت نہ کی تو اگر خلفاء ثلثہ بھی فاسق ہوتے چہ جاے مرتد ہونے اور کافر ہونیکے تو اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کسطرح بعیت کرتے تو اوس سے کہدیا کہ تم جاہل ہو نہین جانتے حضرت علی کے لیے خاص ایک نامہ خدا کا آیا تھا اوسمین نہایت تاکید کے ساتھ صبر کی اور عدم مقابلے کی وصیت تھی اور جب کسی نے کہا کہ امام حسین نے کیون اوسپر عمل نکیا تب کہدیا کہ اونکے لیے دوسرا صحیفہ تھا اونکو یہی حکم تھا کہ تم بعیت نکرنا شہید ہوجانا تم سنی خارجی دشمن اہلبیت ہو تم ائمہ کے حال سے کیا واقف ہو یہ راز کی باتین ہین انبیا اور ملائکہ تو اسکے متحمل ہی نہین ہو یہ خاص حصہ کوفیون اور شیعون کا ہی ہر امام کے لیے خدا نے جدا صحیفہ بھیجا تھا اور سب باتین جو اونکو کرنی چاہیین وہ اوسمین لکھی ہوئی ہین بس ہر امام کا اوسپر عمل تھا ہمارے کیا امام تمھارے سے خلیفہ تھے کہ جنکو سوای خدا کے دوسرے سے کچھ پوچھنے کی حاجت ہوتی سب علم ماکان ومایکون اونکو حاصل تھا بلا واسطہ جبرئیل کے خدا سے وہ باتین کیا کرتے تھے اور سارے کام اور تمام افعال اونکے خدا کی اجازت سے اوسکی مرضی کے موافق ہوتے تھے پس جسطرح حضرت آدم سے لیکر خاتم النبیین تک سب اولو العزم پیغمبرون کے جدا جدا صحیفے اور علیحدہ علیحدہ کتابین خدا نے بھیجین اسیطرح ہر سب ائمہ کو جدا جدا صحیفے بھیجے اسی واسطے اونکا عمل ایک دوسرے کے موافق نہ تھا اگر ائمہ کے اختلاف عمل پر تمکو شبہہ ہو تو جو اختلاف پیغمبرونکی شریعتون مین ہوا اوسپر بھی شبہہ کرو بہرحال اس امر مین حضرات شیعہ بڑے موحد اور صابر اور متوکل علی اللہ بن گئے بے چون وچرا سارے افعال ائمہ کو محمول اونکے صحائف آسمانی پر کردیا اور اپنی دوستی پر ساتھ اہل بیت کے اسی کو شاہد کیا ــ

یہ حال تو ائمہ کا ہوا اب باقی کیفیت خلفا اور اصحاب کی سنیے کہ بعضون نے تو اونکے اعمال حسنہ سے بھی
انکار کیا اور کہا کہ کوئی نیک عمل کبھی ان سے صادر ہی نہوا اور بعضون نے جب اس امر کو متواترات کا انکار خیال کیا
تو اقرار کیا کہ بیشک وہ ظاہری اعمال کے بڑے پابند تھے اور روزہ نماز وغیرہ کے کامل مقید تھے اور
حال علین ان کے ظاہر مین بہت ہی اچھے تھے مگر تاکہ اس سے اونکی فضیلت ثابت نہو اور مستحق ثواب ٹھہرین
مسئلہ طینت کا ایجاد کیا یعنی ائمہ کیطرف منسوب کردیا کہ حدیث مین آیا ہی کہ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہین
کہ حق تعالی سبحانہ نے ایک پاک زمین پر سات دن تک شیرین پانی جاری کیا پھر ہمارے خمیر کو اوس سے
جدا کیا اور اوسکی تلچھٹ سے شیعونکی مٹی بنائی اور پھر ایک دوسری ملعون زمین مین شور پانی اوسی طرح جاری کیا اور
اور اوس سے ہمارے دشمنون کا خمیر بنایا پس اگر وہ سب الگ رہتے تو کبھی کسی شیعہ سے گناہ نہوتا اور سب
شیعی ہماری ہی طرح معصوم ہوتے اور کسی سنی ناصبی ہمارے مخالف سے کوئی نیک کام نہوتا سب ظاہری کافر
رہتے مگر خدا نے دونون مٹیونکو خلط ملط کردیا اور کچھ پاک مٹی ناپاک مٹی مین مل گئی اس لیے جو شیعی گناہ
کرتے ہین وہ اثر سنیون اور ناصبیونکی ناپاک مٹی کا ہی اور جو ناصبی اعمال صالحہ کرتے ہین وہ اثر
اوس پاک مٹی کا ہی مگر جب قیامت کا دن ہوگا اور خدا اپنا عدل ظاہر کرے گا تو جسکی مٹی سے جو عمل ہوا
ہی وہ اوسکو دیگا شیعون کے گناہ ناصبیون کے سر پر پڑین گے کیونکہ اونھین کمبختونکی مٹی کے اثر سے
ہوئے تھے اور ناصبیون کے نیک کام سب شیعونکو ملجاوینگے اس لیے کہ اونھین کی پاک مٹی کے
تاثیر سے ہوئے تھے راوی کہتا ہی کہ جب مینے امام سے یہ سنا تو کہا کہ مین قربان ہون آپ کے
یا حضرت سنیون کے نیک کام سب ہمکو ملجاوینگے اور ہمارے گناہ سب اونکے سر پر پڑینگے
امام نے فرمایا خدا کی قسم ہی ضرور بالضرور ایسا ہی ہوگا راوی کہتا ہی کہ مینے امام سے پوچھا کہ یا
حضرت قرآن مجید مین بھی کچھ اسکا ذکر ہی امام نے فرمایا واہ وہ بھی کوئی بات ہی جو قرآن مین نہو
دیکھو اس آیت کو کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہی فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط
کہ خدا بدل دیگا اونکے گناہونکو نیکیون سے اوسکا یہی مطلب ہی غرضکہ اس مسئلہ طینت کی بدولت
اصحاب نبوی اور تمام سنیون کے جو قیامت تک ہونگے سارے اعمال حسنہ شیعیان علی کے
حصے مین آگئے اور اونکی ہجرت اور نصرت اور جہاد وغیرہ جسکی جابجا خدا نے قرآن مجید مین تعریف
کی ہی وہ گھر بیٹھے شیعونکو مل گئے اور وہ بیچارے باوجود ان محنتون اور کوششون کے محروم اور بے نصیب ہیں نعوذ باللہ من ہفوتہم
پس جو اہل سنت اصحاب نبوی کے اعمال پر بہت ناز کرتے تھے اور اونکی ہجرت و نصرت کو بار بار اونکی
فضیلت مین بیان کرتے تھے اونکا تو منہ مسئلہ طینت سے بند کیا گیا اب باقی رہی ایک اور بات

۵۷ پارہ ۱۹ سورہ فرقان رکوع ۶ ترجمہ اونکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہ بھلائیان مولف

کہ خدا نے جا بجا قرآن مجید مین فرمایا ہی کہ جو منافق ہین وہ ذلیل و خوار ہونگے اور قتل کیے جاوینگے
اور مارے جاوینگے اور اصحاب نبوی باوجودیکہ منافق تھے ونعوذ باللہ من ذالک خلیفہ ہوے اور اونکی
عزت وشوکت زیادہ ہوئی تو یہ وعدہ خدا کا پورا نہوا بس یا خدا کو جھوٹا کہنا لازم آتا تھا یا اصحاب
کے نفاق سے انکار کرنا پڑتا تھا اس لیے بمقتضاے مصرع | ہم لعل بدست آید و ہم یار نرنجد |
خدا کا کلام بھی سچا ہوا اور اصحاب نبوی کا نفاق بھی قایم رہے مسئلہ رجعت کا بنا یا گیا۔
مسئلہ رجعت کا یہ ہی کہ جب امام مہدی ظاہر ہونگے تب پیغمبر صاحب زندہ ہونگے اور سارے
اچھے اور پاک نیک لوگ زندہ ہونگے اور حضرت خاتون جنت زندہ ہونگی حضرت علی زندہ ہونگے
اوسوقت خلفاء ثلثہ قبرون سے نکالے جاوینگے اور اونپر مقدمہ دائر ہوگا ایکطرف سے حضرت علی اپنا
دعوی پیش کرینگے کہ میری خلافت غصب کی دوسری جانب سے حضرت فاطمہ مدعی ہونگی
کہ مجھے مجروح کیا محسن کو شہید کیا باغ فدک کو چھینا غرضکہ بعد ثبوت کامل یہ حکم ہوگا کہ یہ لوگ درخت سے
لٹکائے جاوین اور اونکو پھانسی دیجاوے اور کیا کہا جاوے ایسی خرافات واہیات باتین
ان مردودون نے لکھی ہین کہ جنکے دیکھنے سے مسلمان کے بدن پر لرزہ ہوتا ہی غرضکہ اونکے
نزدیک اوسوقت خدا کا وعدہ پورا ہوگا اور تب اونکی ذلت کامل ہوکر لوگون پر اونکے نفاق کا حال
کھلیگا اور پھر اس مسئلہ رجعت کی نسبت لکھتے ہین کہ یہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ کے عقائد خاص سے ہی اور سب
فرقے اس پاک اور نیک عقیدے سے بے نصیب ہین۔
علاوہ ان سب باتون کے ایک بہت بڑی مصیبت اس مذہب پر یہ بھی کہ جناب امیر سے لیکر گیارھوین
امام تک سب کے سب ظاہر مین اوسی روش پر تھے اور رہے جو کہ صحابہ کرام کی تھی اور ہمیشہ اونکے محامد
واوصاف بیان کیا کیے اور جب کسی نے پوچھا تب اونکی تعریفوں مین نہایت ہی مبالغہ کیا بلکہ خود جناب امیر
برابر نماز و نمین اونکی شریک رہے اور لڑائیون اور جہادون مین اونکو مشورہ دیتے رہے نہ اوسی
زمانے مین جبکہ خلفاء ثلثہ مسند خلافت پر تھے بلکہ اونکے پیچھے بھی اونکے ثنا خوان رہے اور اپنے عہد
خلافت مین بھی اونھین کے وصف وثنا کرتے رہے اور مذہب شیخین کو کچھ بھی تبدیل نکیا یہانتک کہ جو باغ
فدک اونھون نے لے لیا تھا اوسکو بھی اوسی حال پر رکھا اور اپنے زمانہ حکومت مین بھی حسنین کو اونکا
حق ندیا اور امیر شام کو برابر یہ لکھا کیے کہ خلافت منحصر ہی شورے پر مہاجرین وانصار کے اور مثل
اوسکے ہزار باتین ایسی ہین کہ جن سے کچھ بھی مخالفت جناب امیر کی خلفاء ثلثہ سے بظاہر معلوم نہوتی
تھی پس حدیث تشیع کے بانیون کی ہوشیاری قابل دیکھنے کے ہی کہ اس حالت کو دیکھکر خیال کیا کہ اب کوئی

ایسی بات پیدا کرنی چاہیے کہ باوجود اس موافقت ظاہری کے ائمہ کرام کی مخالفت صحابہ سے قایم رہے اور مذہب تشیع کی جڑ مضبوط ہو جاوے تب ایک نہایت ہی سچا او صاف و عمدہ دلچسپ اصول قایم کیا یعنی ظاہر کا باطن سے مخالف ہونا اور جھوٹھ بولنا مگر چونکہ یہ لفظ نہایت ثقیل اور مکروہ تھا اگر اوسی کو عقیدے مین داخل کرتے تو جو سنتا وہ اوس لفظ کے سنتے ہی نفرت کرتا اس لیے اوسکی حقیقت کو ایک خوبصورت اور خوشنما لفظ کے پردے مین ظاہر کیا اور جھوٹھ بولنے اور ظاہر کے باطن سے مخالف ہونے کا نام تقیہ رکھا اور اسی کو سارے سوالون کا جواب اور کل شبہات و شکوک کا حلال ٹھہرایا مگر افسوس ہر کہ یہ نہ خیال کیا کہ صورت اصلی لباس سے بدل نہین سکتی اور حقیقت کسی شی کی الفاظ کے تبدیل کرنے سے اور کی اور نہین ہو سکتی جھوٹھ کا کچھ ہی نام کیون نہ رکھو جب اوسکے معنی کہوگے اوسکی برائی ظاہر ہو جاویگی خواہ نام اوسکا تقیہ رکھو خواہ اوسے اصول دین مین داخل کرو شعر

بہر رنگی کہ خواہے جامہ مے پوش	کہ من آن جلوۂ قدمے شناسم

اب غرضکہ تقیے کو اصول دین مین سے قایم کرنے کے لیے سند کسی امام کی چاہیے اس لیے کہ حضرات امامیہ اہل سنت تو نہین ہین کہ جو قیاس و استحسان کو دین مین دخل دین خدا کے فضل سے اونکے سارے عقیدے اور کل اصول ائمہ کرام کے فرمائے ہوے ہین اور اونکی احادیث کی کتابین ناصبیونکی طرح بے اعتبار تو نہین ہین کہ جو جس زید و عمر نے چاہا احادیث نبوی کی تصحیح کردی اور اونکا نام صحیح اور سنن رکھ لیا بلکہ حضرات امامیہ کے محدثین نے جو کتاب حدیث کی لکھی اوسکو لفظ بلفظ ائمہ کو سنا دیا اور جب اونکے حضور سے اوسکی صحت ہوگئی بلکہ جب ائمہ کرام سے دستخط مہر کرالی تب اوسکو جاری کیا تاکہ عمل لوگونکا ٹھیک ٹھیک امامون کا سا ہو پس اسواسطے تقیے کی تعریف مین امامون کیطرف سے حدیثین بنانا شروع کین اور نہ صرف اوسکے جواز پر قناعت کی بلکہ اوسکے وجوب اور اوسکی فضیلت مین ایسی حدیثین قایم کین کہ روزہ و نماز کے ثواب بھی تقیے کے ثواب کے مقابلے مین نیست و نابود ہو گئے حقیقت مین تقیے کو ایک عمدہ اصول دین کا ٹھہرایا اور (التقیۃ دینی و دین آبائی) کی حدیث ائمہ کی زبان سے نقل کرکے تقیے کے منکر کو کافر بنایا یہانتک کہ صاحب نواقض الروافض نے غلطی سے لکھا کہ شیعی کہتے ہین کہ ابوبکر صدیق رضی تقیے کے سبب سے اسلام لائے تھے تو قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین نہایت خفا ہوکر کہتے ہین کہ یہ ناصبی جھوٹا ہی کوئی شیعہ یہ بات نہین کہہ سکتا اس لیے کہ تقیہ ابرار اور پاک لوگونکا دین ہی کیونکر ممکن ہر کہ ابوبکر صدیق تقیہ کرتے اور پاک اور ابرار و نمین داخل ہوتے غرضکہ تقیہ ابرارون اور امامون کا دین ٹھہرایا گیا اور تقیے کے صدقے مین سنیون کی دار و گیر سے کامل طرح پر نجات پائی سارے اعتراضات ناصبیون کے اور کل دلیلین اونکی خاک مین مل گئین بڑی بڑی فضیلت کی حدیثین امامونکی زبان سے شیعونکی کتابون سے

سنیون نے نکالین اور اپنے خلفا کی بزرگی اور فضیلت پر سند لائے اور اپنے نزدیک شیعون کو لاجواب کرنا چاہا مگر ایک ایک ادنی طالب علم بلکہ جاہل شیعہ نے جواب دیدیا کہ یہ حدیث تقیے کے سبب سے امام نے فرمائی ہی اور بڑے بڑے متکلمین اور فقہا کو سنیون کے ایسی دلیل سے ایک ایک لڑکے نے چپ کر دیا حقیقت مین جو فائدہ مذہب تشیع کو تقیے کے سبب سے ہوا ہی اور جو حفاظت اونکی اس روش سے ہوئی ہی وہ کسی دوسرے عقیدے سے نہین ہوئی۔

کسی جاہل نے خوب لطیفہ کہا ہی کہ تقیے کو تشیع سے وہ نسبت ہی جو تار برقی کو آہنی سڑک سے ہی کہ اگر تار برقی نہو ریل کا چلنا بند ہو جاوے اور ایک گاڑی دوسری سے ٹکر کھا کر ٹوٹ جاوے درحقیقت تار برقی ہی سے گاڑیونکی حفاظت ہی اسی طرح پر تقیے کا حال ہی کہ اگر تقیے کا اصول مذہب تشیع مین نہوتا تو مذہب ہی خاک مین ملجاتا اور ایک قول کی دوسرے قول سے اور ایک فعل کی دوسرے فعل سے اور ایک حدیث کی دوسری حدیث سے بسبب تخالف اور تناقض کے مطابقت نہو سکتی اور سب کا جھوٹھ اور غلط ہونا کھل جاتا پس نہایت ہی ذکی و ذہین تھا وہ شخص جسنے مذہب تشیع کو ایجاد کیا کہ جھوٹھ کو جھوٹھ سے بچایا تقیے کی وہ گرم بازاری ہوئی اور اس عقیدے باطل کو ایسی رونق دی گئی کہ امام اول سے لیکر امام آخر الزمان تک سب کی زبان سے اوسکی فضیلت مین احادیث نقل کی گئین اور تقیہ کرنیوالونکے بڑے درجے مقرر کیے گئے شیعونکو تقیے کی بدولت خدا نے سب آفتون سے بچایا اور تقیے پر ثواب کا وعدہ کر کے خدا نے اپنے شیعون پر بڑا فضل کیا کہ سنیونکے ساتھ گوشت پلاؤ کھاوین اور جبتک اونکے دسترخوان پر کاسہ لیسی کرین تب تک خوب چکنی چپڑی باتین زبان سے کہین اور اونکی خوب لمبی چوڑی ثنا و صفت کرین اور خلفاء ثلثہ اور اصحاب کبار کی نہایت مبالغے سے تعظیم و عزت بجالاوین اور وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا [1] کا مضمون ادا کرین اور جب گھر آوین اور خاص یارونکا مجمع ہو اور دروازہ بند کر کے دیکھ لین کہ کوئی سنی تو نہین ہی اوسوقت بہ فحوای وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ [2] ○ کے خوب قہقہے اوڑاوین اور اپنی دھوکہ دہی اور نفاق کی خود ہی تعریف کرین اور پھر تبرا کہنا شروع کرین ایک لعنے اور یہ لعنت کرے دوسرا بیش باد کہے اور بموجب احادیث اور اقوال ائمہ کے دونون حالتون مین اپنے آپ کو مورد ثواب جانین سنی کے سامنے جو جھوٹھ اور نفاق کی باتین کہین اوسپر تو بہ سبب تقیے کے اور گھر آکر جو تبرا کہا اوسپر بہ سبب لعنت کے ایک ایسے ثواب کے مستحق ہوے کہ جو ہزار نماز و روزے مین نہ پاتے اور اگر خدانخواستہ کوئی گناہ ہوگیا تو پھر اوسکا بھی کچھ غم نہین اس لیے کہ یہ مسئلہ طینت کا موجود ہی

[1] پارہ اول سورہ بقر رکوع ۲ ترجمہ جب ملاقات کرین مسلمانون سے کہین ہم مسلمان ہوئے ۱۲ منہ

[2] ایضا ترجمہ جب اکیلے جاوین اپنے شیطانون پاس کہین ہم ساتھ ہین تمھارے ہم تو ہنسی کرتے ہین ۱۲ منہ

سنیون کا روزہ نماز کیا ہوگا اوسکا ثواب اونھین تو مل ہی نہین سکتا اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ تو خدا نے فرمایا ہی نہین ہی وہ بھی آخر شیعون ہی کیواسطے ہی بس ایسے عقیدون پر اپنے مذہب کی بنا قایم کی اور اس الحاد و زندقہ کا نام تشیع رکھا اور اپنے آپ کو مصداق فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کا بنایا حقیقت یہ ہی کہ ان اصول و عقاید کو دیکھکر آدمی کی عقل دنگ ہو جاتی ہی حیرت کی مہر سمجھ کے مونہہ پر لگ جاتی ہی دیکھنے والا حیران ششدر رہ جاتا ہی کہ الٰہی تشیع دین ہی یا الحاد یہ معاملہ کیا ہی کہ ایسے اصول جنکی سفاہت کسی پردے مین چھپانے سے چھپ نہین سکتی اور ایسے عقیدے جنکی بیہودگی خود اوسی سے ظاہر ہوتی ہی جسکے بطلان پر نہ کسی دلیل کی حاجت نہ کسی برہان کی ضرورت کیونکر ایک ایسے فرقے نے قایم کیے ہین جسکو خدا نے آدمی بنایا ہی اور جسکو اورون کیطرح عقل بھی دی ہی اور بھر طرہ یہ ہی کہ اون اصولون پر خوش ہین اون عقیدون پر نازان ہین اور اپنے آپ کو ائمہ کرام کیطرف منسوب کرتے ہین اور اپنا بوجھ ذریات نبوی کے سر پر رکھتے ہین وحاشا جنابہم عن ذلک حقیقت مین انکے اصول و عقاید دیکھکر خدا کا یہ کلام یاد آتا ہی کہ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط علاوہ تقیے کے ایک تقیے کی دم بھی شیعون کے اگلے بزرگوارون نے قایم کی تھی جسے اب حضرات شیعہ نے بسبب نہ ضرورت رہنے کے کاٹ ڈالا ہی اور تقیے کو دم بریدہ کردیا وہ دم کیا تھی بدا۔ اسکا حال یہ ہی کہ جب حضرات امامیہ کے پیشوا اور اس مذہب کے سرپرست ائمہ کرام کیخدمت مین جاتے اور بیٹھتے اور پھر باہر آتے تو اپنے اور یارون سے کہتے کہ آج امام نے فرمایا ہی کہ اب بہت جلد سلطنت شیعون کو ملتی ہی اور چند روز کے بعد اونکی حکومت ہوتی ہی اور جب وہ میعاد ہو جاتی کچھ ظہور کسی وعدے کا نہوتا اور لوگ کچھ شبہہ کرتے تو وہ حضرت کہتے کہ امام نے فرمایا ہی کہ خدا کو بدا۔ ہوا ہی یعنی اب اوس نے وقت بدل دیا اور اپنی پہلی تجویز کو بدل دیا اور جب کوئی امام کے سامنے اون پیشواؤن کے حالات بیان کرتا تو امام اوس سے بیزاری ظاہر کرتے اور لعنت کرتے اور قاتلہ اللہ وخذلہ اللہ فرماتے اور پھر کوئی شخص اون لوگون سے بیان کرتا تو بہت ہنستے اور قہقہہ مارتے اور کہتے کہ امام نے خیرات نورہ کا ہمارے ساتھ عمل کیا ہی سننے والا حیران رہتا کہ بھائی خیرات نورہ کیا ہی تب کہتے کہ تقیہ ـــ

غرضکہ جب کسی کو شبہہ ہوتا کہ ائمہ اونکو برا کہتے ہین اون پر لعنت کرتے ہین اونکو شیطان بتاتے ہین تب اوسکے شبہے کو تقیے سے دور کرتے کہ حضرت نے تقیہ کیا ہی تم نہین جانتے ہو تقیہ

۸۱ پارہ ۲۳ سورہ ن مجادلہ رکوع ۲ ترجمہ جن کے کی بھلائی سوجہنے ن واسطے ہر موم

۸۲ پارہ اول سورہ بقر رکوع ۲ ترجمہ دلمین اونکے ن آزار ہی پھر زیادہ دیا اللہ نے اونکو آزار اور اونکو دکھ کی مار ہی ۱۱ مترجم

۸۳ پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۲۲ ترجمہ جنکو دل ہین اون سے سمجھتے نہین اور اونھین ہین اون سے دیکھتے نہین اور کان ہین اون سے سنتے نہین وہ جیسے چوپائے بلکہ اون سے زیادہ بیراہ موضح

ابرارون اور امامون کا دین ہی خدا کے پاس جگہ قیامت مین صرف تقیے کی بدولت ملیگی اور جب وہی حضرت کسی سے امام کیطرف سے کچھ وعدہ کرتے اور وہ وعدہ پورا نہوتا تو کہدیتے کہ خدا کو بدا ہو یعنی اپنی رای بدل دی اور جب کوئی کچھ شک کرتا تو کہتے کہ تم نہین جانتے ہو اوسمین مصلحت تھی اور خدا کی مصلحت کو سوای خدا یا امام کے کوئی نہین جانتا اور کیا تعجب کرتے ہو بدا پروہ ایک قسم نسخ کی ہی دیکھو شرعیتون مین احکام خدا نے بدل دیے اور ایک کو دوسرے حکم سے منسوخ کر دیا یا نہین بس جب ہم خدا کی باتون مین چون وچرا نہ کرو —

جب بعض شخصونکو بہت ہی شبہہ ہونے لگا کہ وہ خدا کیسا ہی جو آج کچھ کہتا ہی اور جب وقت آتا ہی تب پورا نہین کرتا اور بدا کو نسخ سے کیا علاقہ نسخ تو یہ ہی کہ ایک حکم کسی وقت دیا اور کسی چیز کو کسی قوم یا کسی وقت کی ضرورت سے حلال کیا اور پھر اوس حکم کو کسی وقت وضرورت کے سبب سے بدل دیا اور حلال کو حرام کر دیا مگر یہ خدا نے نہین کیا کہ پیغمبر صاحب سے کوئی خبر کہی ہو یا کسی فتح کا وعدہ کیا ہو اور پھر اوسکو پورا نکیا ہو تو اگر امام نے یہ بات خدا کیطرف سے کہی ہوتی یا خدا نے اونسے یہ وعدہ کیا ہوتا تو ضرور وہ پورا ہوتا اس لیے اس شبہے کے دور کرنے کے لیے اون بزرگوارون نے دو لوحین قایم کین ایک لوح محفوظ دوسری لوح محو واثبات اور یہ کہا کہ خدا نے دو لوحین رکھی ہین اور سب کچھ اوسمین لکھدیا ہی جو کچھ ٹھیک ہونیوالا ہی وہ تو لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہی اوسمین کچھ تغیر و تبدل نہین ہوتا دوسری لوح محو واثبات کہ اوسمین جو کچھ لکھا ہوا ہی اوسکو خدا بدلتا رہتا ہی بس وہ فرق جو امام کے قول مین ہوا وہ بسبب لوح محو واثبات کے ہوا کہ اوسمین خدا نے پہلے کچھ لکھدیا پھر اوسکو محو کرکے دوسری بات لکھدی اور امام نے پہلی بات سے خبر دی تھی اونکو کیا معلوم تھا کہ خدا اوسکو بدل دیگا اور جب کسی نے یہ کہا کہ یہ بات سمجھ کے خلاف ہی اور دوسری لوح کے مقرر کرنے سے کیا فایدہ ہی تب وہ جواب دیا جو مجتہد صاحب نے صوارم مین دیا ہی کہ { واز انجملہ آنکہ ہرگاہ انبیا واوصیا خبر دہند از کتاب محو واثبات وبعد ازان خبر دہند بخلاف آن بندگان را واجب باشد اذعان نمودن بآن وچون این اذعان بر نفس بسیار دشوارست موجب مزید اجر ایشان گردد — فان افضل الاعمال احمزہا وبہا یمتاز المسلمون الذین فاضوا بدرجات الیقین عن الضعفاء الذین لیس لہم قدم راسخ فی الدین } کہ یہ بات کہ ایک دفعہ انبیا اور اوصیا کچھ بات فرماوین اور پھر اوسکے برخلاف بندون سے کہین اوسکا بھی یقین کرنا واجب ہی اور اسی یقین کرانے کے لیے خدا نے دوسری لوح محو واثبات کی قایم کی ہی اور چونکہ ایسا یقین نفس پر بہت دشوار ہی اس لیے

۵۷ عبارت صوارم مطبوعہ اکبر بار کلکتہ ۱۲۱۸ھ صفحہ ۶۹ سطر ۱۲ من

موجب زیادہ ثواب کا ہی اس لیے کہ جو عمل سب سے زیادہ پرشش ہوتا ہی وہی سب سے افضل ہی اور اسی سبب سے مسلمان اورون سے ممتاز ہوسے ہین اور ایسی ہی باتون پر یقین کرنے سے یقین کے درجات پر پہونچے ہین اور ان لوگونسے جوکہ دین مین راسخ اور مضبوط نہین ہوتے جدا ہوتے ہین غرضکہ بدا پر یقین کرنا باعث ہزارون درجات اور ثواب کا ٹھیرا اور اوسپر یقین نکرنا نقص ایمانکی دلیل ٹھہرا لکہ بدا کو خدانے اسیواسطے تجویز کیا ہی کہ اوسپر یقین اور شبہ کرنے سے ایمان کا امتحان ہو —

اب خیال کیجیے کہ حضرات شیعہ کے بزرگوارون نے کس خوبی اور کس ہوشیاری سے دین کے اصول قایم کیے ہین اور کیا کیا اچھے عقیدے تجویز کیے ہین اس بدا کے حقیقی معنی سے گو مجتہد صاحب نے صوارم مین بظاہر انکار کیا مگر جو کچھ اونھون نے لکھا اوس سے اور زیادہ ثبوت ہوا چنانچہ اس شبہے کو کہ ائمہ کرام اوس بات کا جو ہونیوالی نتھی کیون وعدہ کیا کرتے تھے کس خوبی سے رفع کرتے ہین حضرت قبلہ وکعبہ صوارم مین فرماتے ہین کہ ﴿ واز انجملہ اینکہ این اخبار موجب تسلیہ مومنین کہ انتظار فرج اولیاء اللہ وغالب شدن حق می کشند می شود چنانچہ یعنی در باب قصۂ نوح و در باب فرج اہل بیت مروی گشتہ چہ اگر از اول امر شیعیان را خبر مے دادند کہ غلبۂ اہل حق وظہور دولت اہل بیت بعد انقضای ہزار سال یا دو ہزار سال خواہد شد البتہ انہارا یاس حاصل مے شد واکثری از دین حق بر می گشتند از ہمین جہت خبر می دادند شیعیان خود را بہ تعجیل فرج وبسا اوقات خبر مے دادند انہارا باینکہ ممکن ست کہ حاصل شود فرج آل محمد عنقریب و منظور ازین اخبار آن بود کہ تا شیعیان بر دین خود ثابت بمانند و بر انتظار کشیدن مثاب شوند وبعد ازینکہ جناب مولانا مجلسی در باب تائید این احتمال ومناسب این مقال دو سہ روایت ذکر نمودہ گفتہ یعنی قولہ علیہ السلام ما عبداللہ بمثل البدا این ست کہ ایمان ببدا از اعظم عبادات قلبیہ ست بہ جہت صعوبت آن ومعارض بودن آن بہ وساوس شیطانی و بجہت آنکہ اقرار ببدا در حقیقت اقرارست باینکہ لہ الخلق ولہ الامر واین کمال توحید ست ویا معنی این حدیث این ست کہ اعظم اسباب دواعی ست بہ طرف عبادت جناب رب العالمین انتہی ﴾ حقیقت یہ ہی کہ جیسا کلمۂ حق اور سخن راست جناب قبلہ وکعبہ اور ملا باقر مجلسی نے یہ فرمایا ہی ساری عمر بہی وسے کلمہ الیسا سچ زبان سے ارشاد نہ کیا ہوگا جو کچھ ان بزرگوارون نے فرمایا اوسپر دل سے اونکا شکر کرنا چاہیے کہ صاف صاف کہدیا کہ اگر امام شیعون سے جھوٹے وعدے نہ کیا کرتے اور اونکو وعدون پر نہ ٹالا کرتے تو اکثر شیعہ دین سے پھر جاتے اور مذہب پر ثابت قدم نرہتے پس ایسی ورنگی باتون کے کہنے سے یہ غرض تھی کہ لوگ شیعہ بنے رہین ورنہ اگر ایک ہی دفعہ امام کہدیتے کہ ہزار دو ہزار برس تک شیعونکو غلبہ نہوگا تو بس نامیدی سے شیعونکی جان ہی نکل جاتی اور مایوس ہوکر گھر بیٹھ رہتے اور خاک پاک کا

عبارت صوارم مطبوعہ بندر کلکتہ ۱۲۱۸ھ صفحہ ۸۹ سطر ۱۱ مین

کنٹھا اور عقیق کی انگوٹھی اور سجدہ گاہ امام کے دروازے پر رکھکر سب جنیت ہو جاتے ہان جو خاص خاص
با ایمان شیعی تھے مثل حضرات زرارہ اور ہشام اور شیطان الطاق وغیرہ کے وہ یکہ و تنہا بے یار و یاور رہ جاتے
پس اوس جماعت کو جو صرف جھوٹے وعدون پر دنیا سے ملنے کے امید مین زرارہ وغیرہ کے پھنس گئی تھی ایسے ہی
جھوٹے وعدون سے حضرات زرارہ وغیرہ نے درہم برہم ہونے دیا اور اپنی ہوشیاری سے ضرورت وقت کے
مناسب فوراً ہی ایک عقیدہ نیا اور ایک اصول جدید بنالیا اور امام علیہ السلام کیطرف منسوب کردیا ورنہ کوئی
مسلمان ایسا عقیدہ رکھے گا اور بداء کو خدا کیطرف منسوب کریگا قیامت تو یہ ہی کہ فقط منسوب کرنے ہی پر بس
کفایت نہ کی بلکہ موافق اپنی عادت کے کہ جس بات کو شروع کیا اوسکو انجام تک پونہچا دیا اس مسئلہ بداء کی وہ فضیلت بیان
کی کہ آخر امام کیطرف منسوب کردیا کہ امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ { فا عبد الیہ بمیل البداء } کہ جیسی بداء کے سبب سے خدا کی
عبادت ہوتی ہی ایسی کسی دوسرے سبب سے نہین ہوتی سبب اسکا ظاہر ہی کہ جب شیعون سے کہدیا کہ بہت جلد تمکو
سلطنت ملتی ہی اون بیچارون نے دنیا کی طمع مین حضرات زرارہ وغیرہ کے حضور مین حاضر باشی شروع کی جا بجا ک
کی سمرنون و چٹائی کی جانمازون اور مٹی کی سجدہ گاہونکو لے لیا اور خوب رگڑ رگڑ کر پیشانیونکو داغا اور مضمون
فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ۞ کا ادا کیا جب وعدہ پورا نہوا اور دن گذر گئے اور کچھ ظہور نہوا تب
یا یوس ہو کر زرارہ وغیرہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا اوس نے ادھر ادھر جا کر دو چار روز کے بعد کہدیا کہ امام فرماتے
ہین کہ خدا کو بداء ہوا یعنی اوسنے وقت بدل دیا مگر تم پھر عبادت کرو اور خوب تبرّے کہو اور اپنے اوپر
لعنت بھیجو دیکھو بہت ہی جلد خدا ترقی دیتا ہی غرضکہ اسطرح پر چند احمقون بیوقوفونکو اپنے دام تزویر مین رکھا کبھی تقیے
سے بہکایا کبھی بداء کہہ کر دم مین رکھا کبھی طینت کا مسئلہ ملا کر اونکو خوش کردیا یہ کرتے کرتے آخر دین محمدی
مین رخنہ ڈال ہی دیا اور ایک فرقے کو اپنا ساتھی کر لیا پس ہوا جو کچھ کہ ہونیوالا تھا اور بگڑ گیا دین جیسا
کہ اوس نے سمجھا تھا فقد استحوذ علیہم الشیطان و استغواہم الطغیان

	وکل واحد منہم لعاجل حظہ مشغوفا		فصار یری المعروف منکرا والمنکر معروفا	

غرضکہ ای حضرات شیعہ تم اپنے مذہب کے اصول و عقائد پر غور کرو اور اوسکے حسن و قبح کو دیکھو اور
اگر پھر بھی نہ سمجھو تو خیر اختیار ہی تقیہ کرو رجعت کی امید پر بیٹھے رہو بداء کا الزام ذات باری پر لگاتے رہو
طینت کا مسئلہ یاد کر کے خوب شوق ذوق سے گناہون مین مصروف رہو اسواسطے کہ جتنے سنّی اگلے
پچھلے گذرے ہین اور جتنی عبادتین اونھون نے کی ہین وہ تو آخر تمھین کو ملینگے اور تمھارے گناہون کا
بار تو ہمکو اوٹھانا ہی پڑیگا بس پھر عبادت کی محنت اوٹھانی اب تمکو فضول ہی مصرع

	تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر	

۵۵ پارہ ۲۷ سورہ رحمن رکوع ۲ ترجمہ پھر پکڑا جاوے گا ماتھے کے بال سے اور پانؤن سے موضح القرآن ۵۶ پس احاطہ کیا اونپر شیطان نے اور گمراہی مین ڈالدیا اونکو طغیان نے مولوی انعام اللہ ۵۷ یعنی ہوگیا ہر ایک اونمین ساتھ نصیب دنیا ہی کے مفتون پس ہوگیا کہ دیکھتا ہی بھلے کو برا اور برے کو بھلا ۱۲ مولوی انعام اللہ

تقریظ دلپذیر چکیدۂ خامۂ ناظم رنگین خیال ناثر عدیم المثال سیاح بحر ذخار نکتہ دانی گلچین بوستان زبان و بدائع و معانی زبدۂ شعرائے ہمعصر فائق محمد مرتضیٰ بیگ عرف مرزا محمود بیگ عاشق حرسہ اللہ تعالیٰ

سبحان اللہ پاک ہے وہ بے نیاز جسنے اپنے حبیب کے خادم جان نثار ونکی شانمین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ - ارشاد فرماکے اونکا رتبہ ظاہر کیا - او مخالفین کے حقمین ختم اللہ علی قلوبہم انکے اشارے سے اچھے برے کو علاحدہ کردیا - سچا ہے وہ نبی جسنے فضل الناس بعد النبی الخ کی حدیث سے ترتیب خلافت و افضلیت بیان کردی ہٹ دھرمی کا ذکر نہین حق شناسونکے لیے کوئی بات شک شبہے کی نہ باقی ہی سب بڑھکے تو یہ کام کیا کہ اپنے سچے دین کی حفاظت کا پورا پورا وعدہ خدا سے لے لیا ہو وقت کسی بزرگ کا یہ قول ورد زبان ہے باقی داستان

الٰہی و یا احکم الحاکمین
وصل علی شافع المذنبین

الٰہی و یا اکرم الاکرمین
فصل علی آلہ الطاہرین

فصل علی سید المرسلین
وصل علی صحبہ الصالحین

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا بندۂ سراپا خطا محمد مرتضیٰ عاشق آل نبی خادم اصحاب محمدی حق شناسونکی خدمتمین عرض کرتا ہے کہ کیون حضرات انصاف کیجیے دین محمدی کی جڑ بھی کیا مضبوط بنا ہے کہ ابتدا سے تا ایندم بلکہ تا بقاے عالم - دشمنان خدا نے کیسا کیسا چاہا اور چاہتے ہین کہ اس چمکتے ہوے چراغ کو پھونک پھونک کے بجھائین حق ناحق آتش افروزی کرکے شعلۂ فساد بھڑکائین - لیکن وہ قدرتی نور سبحانی برق طور سے سوا تجلی دکھاتا ہے ذرا دال نہین گلتی اوسی لوکے سے خود اونھین کا دل جلکے سارا حوصلہ پست و شکست ہو جاتا ہے مجال کیا ہے کہ زبان ہلائین ورمنہ کی نہ کھائین - ادھر اگر دن اٹھائی ادھر سر پر ہوئی قدرتی چکنی کھائی جہان چار قدم دوڑکے چلے کہ چوٹ گرے - دون کی لیتے ہی چھکے چھوٹتے ہین - رنج والم سے ماتم کے بہانے سینہ کوٹتے ہین یونہین تو صدہا برس سے کیسی کیسی قلعی کھلی ساری شیخی کرکری ہوئی لیکن اس ہنگام مین کہ آخر زمانہ دنیا کی فکر دوزخ کے دھندے سے نجات ہی نہین عاقبت کا خیال کیسا - قیامت کا قرب چودھوین صدی ابھی سے نفسی نفسی کا ترجمہ اپنی اپنی پڑی ہے - دینیات کا علم پھر اوسمین کمال بالکل خواب و خیال ہے - جو بات ممکن ہی نہین محال ہے لیکن یہ فقط ہمارا خام خیالی ہے مردان خدا ابھی کبھی دنیا خالی ہے - چنانچہ تفصیل اس اجمال کی معاینہ کتاب لاجواب جزو دوم آیات بینات تصنیف عالم علم معقول و منقول حامی دین خدا و رسول سرآمد متکلمین - سلطان المناظرین - واقف اسرار خفی و جلی عالیجناب والا خطاب نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد مہدیعلیخان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولٹیکل فنانس سرکار آصفی سے ہوتی ہے - اللہ اللہ کس متانت کی تقریر کس زور شور کی تحریر ایک دریا ہے کہ موجین مارتا ہے - نمونہ قدرت خدا تائید غیبی نہین تو کیا ہے ایسی کثرت کار ضیق لی دقات مین جو بات ہے شرح و بسط کے ساتھ حتی الوسع کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا مخالف ہی کے قول سے منکرین کے زعم باطل کو توڑا ہے عبارت کی پاکیزگی پر درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے - مناظرے مین باوجود سخت کلامی مدعی اپنی تہذیب ہاتھ سے نجانے دی ادب سے کام لیا ہے سحر بیانی اسکا نام ہے کہ شیرین بانی کی

اصول فقہ

نور الانوار محشی جناب مولوی عبدالحی صاحب - نظامی — عہ/ ۱/

اشراق الابصار فی تخریج احادیث نور الانوار - مصطفائی — ۲/

تصوف

منیۃ الراغبین مسمی غنیۃ الطالبین تصنیف غوث الثقلین حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ مطبوعہ دہلی ترجمہ فارسی شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی — للعہ/

احیاء العلوم - عربی - کشوری — ۵/

مذاق العارفین ترجمہ اردو احیاء العلوم - کشوری — لعہ ۵

سیر

فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ... — ۱/

... علمای حنفیہ

حاشیۃ عمدۃ الر...

مولوی عبدالحی صا...

شرح وقایہ اردو کامل

مجموعہ خطب تمام رسائل تصنیف مولو...

اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد ...

مولوی عبدالحی صاحب رح ...

الفلک المشحون فی الانتفاع بالمرہون تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مصطفائی — ۱/

نزہۃ الفکر فی سبحۃ الذکر تصنیف مولوی عبدالحی صاحب - نظامی — ۱/

تحفۃ الطلبۃ فی تحقیق مسح الرقبۃ تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مصطفائی — ۱/

الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۴/

القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۲/

نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مصطفائی — ۸/

مجموعہ سبع رسائل تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مصطفائی — ۸/

(۱) الفلک الدوار فی رؤیۃ الہلال بالنہار

(۲) القول المنشور فی ہلال خیر الشہور

(۳) قوت المغتذین بفتح المقتدین

(۴) الافصاح عن شہادۃ المرأۃ فی الارضاع

(۵) تحفۃ النبلاء فی جماعۃ النساء

(۶) الکلام الجلیل فیما یتعلق بالمندیل

(۷) الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ

مجموعہ ست رسائل تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۱۲/

(۱) الہسہسۃ بنقض الوضوء بالقہقہۃ

(۲) خیر الخبر فی اذان خیر البشر

(۳) سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر

(۴) النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر

(۵) نفع الشفیع فی کیفیۃ ادخال المیت وتوجیہ القبلۃ فی القبر

(۶) طرب الاماثل بتراجم الافاضل

مجموعہ خمس رسائل تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مصطفائی — ۸/

(۱) ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان

(۲) ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعۃ رمضان

احکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس

... الناس علی انکار اثر ابن عباس

... فی حکم الاعتکاف

... ثلث رسائل تصنیف مولوی عبدالحی صاحب علوی — عہ/ ۱/

(۱) امام الکلام فیما یتعلق بالقراءۃ خلف الامام

(۲) غیث الغمام

(۳) الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ

دافع الوسواس فی اثر ابن عباس تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۱/

رسالہ احکام غیبت اردو تصنیف مولوی عبدالحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۶/

کتب مناظرہ

آیات بینات جزو اول اردو - مصطفائی — عہ/ ۸/

تحفہ اثنا عشریہ فارسی - کشوری — عہ/ ۱۲/

ازالۃ الغین جلدین اخیرین - مطبوعہ لکھنؤ — للعہ/

وسیلہ جلیلہ اردو مصطفائی — ۱۲/

سبحہ رضیہ اردو مصطفائی — ۳/

میٹھی چھری سے دشمن کا کام تمام ہے - ماشاء اللہ زور قلم کی ادنی سی یہ ایک بات ہے - کہ جس وادی مین قدم رکھا
میدان اپنے ہاتھ ہے - لطف تو یہ کہ جو دعوی ہے با دلیل با اینہمہ مطالب کثیر و عبارت قلیل جو بات ہے لاجواب - جو فقرہ ہے
انتخاب - بلاغت ایسی کہ ذرا سا نکتہ ایک دفتر فصاحت کا بیان طاقت بیان سے باہر - خدا شاہد یہ طرز تحریر بہت مشکل ہے
معقولیت کے یہ معنی کہ دشمن اپنے ہی قول سے قائل ہے - حافظہ وہ کہ سارا علم مناظرہ ازبر - نگاہ اتنی وسیع کہ دشمن کا کتب خانہ
پیش نظر - یہ سب کرامت صحابۂ کرام ہے - نہین یہ اعجاز رقمی انسان کا کام ہے - جیسا دل چاہتا ہے ویسی پوری تعریف اس مختصر
مین کب ہو سکتی ہے - ساتھی اوس شخص کی محنت و جانفشانی کی تعریف کرنی چاہیے جسنے اسکے چھاپنے اور شائع کرنے مین
کوشش کی ہے - خاص فائدہ عام و عقبی کا نیک کام سمجھ کے نہ کسی طمع و لالچ سے - وہ کون یعنی جوان صالح فخر خاندان حافظ
قرآن حبیبی و شفیقی حافظ عبد الواجد خان خلف الصدق برگزیدۂ خدا پابند شریعت مصطفی درویش صفت و فرشتہ خصلت
وحید الزمان جناب محمد عبد الواجد خان صاحب مالک و مہتمم مطبع مصطفائی جانشین جنت مکان محمد مصطفی خان سکنہ اللہ فی
فردوس الجنان - پہلی جلد باجازت حضرت مصنف ١٣١١ ہجری مین دوبارہ چھپوا کے شائع کی جو حضرات شائقین
علم دین کی نظر سے گذری ہوگی - دوسری جلد یعنی جزو دوم کے لیے کیسا کیسا اہتمام کیا زمین آسمان ایک کر دیا - لیکن
کسی طرح وہ نسخہ دستیاب نہوتا تھا بارے جناب مخدومی و مکرمی منشی سید محمد ممتاز علی صاحب پیشکار کلکٹری بنارس رئیس قصبہ سندیلہ
ملک اودھ نے بہزار کوشش و جہد جناب منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری بنارس پنشن یافتہ سرکار سے جنکے پاس
ایک مسودہ کٹا کٹا دستی حضرت مصنف کا تھا حاصل کیا اور نقل و اصل دونون نسخے حافظ صاحب ممدوح کے نام روانہ کیے
اب اس محنت کو دیکھنا چاہیے کہ حافظ صاحب موصوف نے بعد نظر ثانی و اجازت مصنف بصحت بکمال صفائی و پاکیزگی سے
طبع کیا در حقیقت جیسی محنت حضرت مصنف نے اسکی تصنیف مین کی ہے - اوس سے کسیقدر کم حافظ صاحب موصوف کو بھی
مشقت کرنی پڑی شکر ہے خدا کا جسنے اوس محنت کی راحت دی اور دوسری جلد بھی چھپ گئی - اب خدا سے دعا ہے کہ اسکے
مصنف اور جنسے یہ نسخہ دستیاب ہوا وہ اور جسنے بہزار کوشش اسے چھاپا اور شائع کیا ہے ان سب کے لیے

	عمر و اقبال و آبرو ہو زیاد		بمحمد و آلہ الامجاد	

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ دوسرا جزو آیات بینات کا مؤلفہ نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد
مہدی علیخان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولٹیکل و فنانس سرکار عالی ریاست حیدر آباد دکن صانہ اللہ
عن الشر و الفتن جسکا مسودہ مؤلف نے بروقت روانگی حیدر آباد دکن کے جناب منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری
بنارس کے حوالہ کر دیا تھا اب اوسکی اجازت حافظ محمد عبد الواجد خان نے حاصل کر کے رجسٹری کرائی اور اونکی فرمایش سے
مطبع مصطفائی مین باہتمام محمد عبد الواحد خان طبع ہوا

اشتہار - یہ کتاب بموجب قانون ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع و ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع کے رجسٹری کرائی گئی کوئی دوسرا شخص چھاپنے کا مجاز نہین ہے بلا اجازت مؤلف کے

اعلام

ناظرین انصاف بین پر پوشیدہ نہین کہ کتاب مستطاب
کاشف الحق والصواب عن فضائل [illegible]
آب عمدة اولی الالباب جناب [illegible] عالی [illegible]
مرزا مہدی علیخان صاحب بہادر [illegible] نواب [illegible] تعلقدار [illegible]
ریاست حیدرآباد دکن کہ جسکے تیس حصے ہین جنمین سے پہلا حصہ **آیات بینات** کا
جزو اول بلا اجازت مصنف سنہ ۱۳۰ ہجری مین قبل [illegible] چھپا تھا قیمت اوسکی [illegible]
[illegible] کثرت شائقین کیسبب ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگیا اب پھر نوبت طبع کی ہوگی [illegible] پہلے حصے کا دوسرا
جزو جسمین بیان فضائل صحابہ کا تمام ہوا اور پہلا حصہ کامل ہوگیا حضرت [illegible] کی کتاب کامل مصنف [illegible]
کے نہایت اہتمام سے صحت و صفائی کے ساتھ عمدہ اور صاف کاغذ پر [illegible] مطبع [illegible]
باہتمام جناب معلی القاب والا [illegible] محمد **عبد الواحد خان** صاحب [illegible] خوشخط چھپوایا اور باوجود
اس عمدگی کے قیمت اسکی کم رکھی انشاء اللہ تعالی باقی کے حصے بھی اسیطرح بشرط دستیابی
بتدریج یکے بعد دیگرے بعنوان شایستہ چھپکر ملاحظہ ناظرین مین آئینگے امید کہ
کوئی صاحب بغیر اجازت مصنف علام کے اسکو نہ چھپوائین قصداً اسکے
طبع مین نقصان نہ اوٹھائین والا ہمین کیا اگر خلاف قانون کرینگے
تو خود [illegible] کو لینے کے دینے پڑینگے ع برسولان بلاغ باشد و بس

الـ[illegible]
محمد عبد الواحد خان [illegible]